مجالس خطیب اعظم

(۵)

بانی تنظیم خطیب اعظم

مولانا سید غلام عسکری طاب ثراہ

ناشر

تنظیم المکاتب

گولہ گنج۔ لکھنؤ

سلسلۂ آثار خطیبِ اعظم مولانا سید غلام عسکری طاب ثراہ

مجالسِ خطیبِ اعظم

(۵)

والعصر ان الانسان لفی خسر

و

قد افلح المؤمنون الذین

مجموعۂ تقاریر

بانیٔ تنظیم خطیب اعظم

مولانا سید غلام عسکری صاحب طاب ثراہ

ناشر:

تنظیم المکاتب، لکھنؤ

یو۔ پی۔ (ہندوستان)

نام کتاب ——— مجالس خطیب اعظم (۵)

تقاریر ——— مولانا سید غلام عسکریؒ

کمپوزنگ ——— آئیڈیل کمپیوٹر سنٹر، مفتی گنج، لکھنؤ

سنہ طباعت ——— مارچ ۲۰۰۶ء

تعداد ——— ایک ہزار

مطبوعہ ——— اے بی سی آفسٹ پریس، دہلی

ناشر ——— تنظیم المکاتب، گولہ گنج، لکھنؤ

ہدیہ ——— RS. 90/-

فہرست

بسمہ سبحانہٗ

عرض تنظیم

خطیب اعظم مولانا سید غلام عسکری صاحب طاب ثراہ کی آواز میں اللہ نے جو اثر دیا تھا اس نے قوم میں دینی انقلاب پیدا کردیا۔ وہ اثر آج بھی موجود ہے۔ اس خدمت کے تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے ادارہ ان کی مجالس کے مجموعے شائع کررہا ہے۔

زیر نظر عشرہ ان مجالس کا مجموعہ ہے جنہیں لندن میں خطیب اعظمؒ نے خطاب کیا تھا۔

یہ عشرۂ مجالس قیام تنظیم المکاتب کے بعد کا ہے۔ امید ہے کہ اس عشرہ سے عقائد کی گتھیاں سلجھانے میں آسانیاں ہوں گی۔ جو آج کی نسل نو کے لیئے بھی مفید ہے اور ان خطباء کے لئے نمونۂ خطابت ہے جو مذہب حق کی صداقت وحقانیت دوسری قوموں تک پہونچانے کا جذبہ رکھتے ہیں۔

پروردگار عالم سے دعا ہے کہ بطفیل چہاردہ معصومین علیہم السلام ہمیں توفیق دیتا رہے تاکہ ہم ترویج وتبلیغ دین کے فرائض کو بہتر طور پر انجام دے سکیں۔

رب عظیم خطیب اعظمؒ کو اعلیٰ علیین میں جگہ کرامت فرمائے۔

۲۸ر فروری ۲۰۰۶ء

والسلام
سید صفی حیدر
سکریٹری تنظیم المکاتب، لکھنؤ

خطبہ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالْجَنَّةُ لِلْمُوَحِّدِيْنَ وَالنَّارُ لِلْمُلْحِدِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَااَبِي الْقَاسِمِ مُحَمَّدٍ

وَآلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ الْمَعْصُوْمِيْنَ وَاللَّعْنَةُ الدَّآئِمَةُ عَلٰى قَاتِلِيْهِمْ وَغَاصِبِ حُقُوْقِهِمْ وَاَعْدَآئِهِمْ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ٥

اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَهُوَاَصْدَقُ الْقَائِلِيْنَ ط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍاِلَّاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ٥

مجلس

(۱)

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

میں نے ابھی آپ کے سامنے قرآن مجید کا ایک بہت ہی چھوٹا سا سورہ پڑھا ہے۔ یہ آپ کو تیسویں پارہ میں ملے گا اور اس کا نام سورہ عصر ہے۔ سورہ کے آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' میں شروع کرتا ہوں اس اللہ کے نام سے جو رحمان ہے اور رحیم ہے۔ رحمان ہے دنیا میں اور رحیم ہے آخرت میں۔ یہاں بھی مہربان ہے اور وہاں بھی مہربان ہے لیکن دنیا میں جو مہربان ہے اور رحمان ہے تو اسکی رحمت عام ہے دوست اور دشمن کے لئے کافر اور مومن کے لئے لیکن آخرت میں اللہ مہربان ہے اور رحیم ہے تو صرف مومنین کے لئے۔ وہاں غیر مومن کے لئے اللہ کی کسی قسم کی کوئی رحمت نہیں ہے۔ ایک لفظ اور سننے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ خداوند عالم نے اپنی رحمت کے سو حصے کئے ہیں۔ اس میں سے ننانوے حصے اس نے ریزرو رکھے ہیں آخرت کے لئے صرف رحمت کا ایک حصہ

ہے جس کو اس نے اس دنیا میں استعمال کیا ہے۔ یعنی میں دوبارہ آپ کی خدمت میں ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کے ترجمہ کے سلسلے میں گزارش کروں گا کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ شروع کرتے ہیں اس اللہ کے نام سے جو رحمٰن ہے اور جو رحیم ہے یعنی رحمان ہے رحمت کے ایک حصہ میں اور رحیم ہے رحمت کے ننانوے حصہ میں۔ نہیں پھر آپ سنیں کہ پروردگار عالم نے یہ بھی کہا ہے کہ رحمت کا ایک حصہ جس سے میں نے دنیا پیدا کی ہے۔ ساری دنیا چل رہی ہے اس ایک حصہ کو بھی ہم واپس اور شامل کر دیں گے اور سو کے سو حصے رحمت کے ان کے لئے ہوں گے جو مومن ہوں گے۔ میں نے ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کا تفصیل کے ساتھ ترجمہ اس لئے پیش کیا ہے کہ ہم اور آپ سب اس بات کو جانتے ہیں کہ بغیر سمجھے کسی لفظ کا اور کسی جملہ کا زبان سے ادا کرنے میں وہ لطف نہیں ہے وہ مزہ نہیں ہے وہ کیف نہیں ہے جو سمجھ کے بولنے میں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرا ہر بچہ جب ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کہے تو اس کے دماغ میں یہ بات باقی رہے گی کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں۔ ایک اور لفظ سن لیجئے تو اچھا ہے۔ قرآن مجید میں ایک سو چودہ سورے ہیں۔ ایک سو چودہ سوروں میں ہر سورہ کی پہلی آیت ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' ہے صرف ایک سورہ سورۂ توبہ ایسا ہے جو ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کے بغیر شروع ہوا لیکن قرآن مجید میں جب اس جگہ کا ذکر ہے جہاں جناب سلیمانؑ نے سبا کی ملکہ بلقیس کے نام خط لکھا ہے جو جناب سلیمان کا خط شروع ہوتا ہے ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کے ساتھ یعنی نتیجہ میں قرآن مجید میں سورے بھی ایک سو چودہ ہیں اور ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' بھی ایک سو چودہ مرتبہ پائی جاتی ہے۔ میں ضرورت نہیں سمجھتا کہ اس سلسلہ کی پوری تفصیل آپ کے سامنے پیش کروں لیکن فقط جاننے کے لئے یہ گزارش کرنا ہے کہ فقہ جعفری میں ہر وہ سورہ جس کے شروع میں ''بسم

اللّٰہ الرحمٰن الرحیم" ہے یہ "بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم" سورہ کا جزء ہے سورہ کا حصہ ہے لیکن دوسرے مسلمان جن کی دوسری فقہیں ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ "بسم اللّٰہ" سورہ کا جزء نہیں ہے "بسم اللّٰہ" کے بعد سورہ شروع ہوتا ہے۔ اب کس کا خیال صحیح ہے اور کس کا خیال غلط ہے میں اس کی توجیہہ کرنا اس لئے ضروری نہیں سمجھتا ہوں کہ ہم جب ائمہ معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والے ہیں تو جوانہوں نے فرمایا ہے وہی ہمارے لئے سند ہے وہی ہمیں ماننا ہے اور ان کا یہ فرمان ہے کہ "بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم" ہر سورہ کا جزء ہے۔ اس کا ایک حصہ ہے اور اردو کا ایک محاورہ چلتے چلتے آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بات کہی جاتی ہے کہ اگر "بسم اللّٰہ" صحیح ہوتی ہے تو سارا کام صحیح ہوتا ہے اور اگر "بسم اللّٰہ" ہی غلط ہو جاتی ہے تو سارے کام غلط ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد سورہ عصر جو میں نے آپ کے سامنے پڑھا ہے اس کی اگلی آیتوں کا ترجمہ سنیں جو مجھے رفتہ رفتہ آپ کے سامنے پیش کرنا ہے۔ "والعصر ان الانسان لفی خسر" زمانے کی قسم ہر انسان گھاٹے میں ہے "الا لذین آمنوا" نقصان سے، گھاٹے سے فقط وہ لوگ بچیں گے جو ایمان لائیں گے۔ فقط ایمان لانے کے بعد نہیں بچ جائیں گے۔ نہیں قرآن مجید کے پورے الفاظ کا ترجمہ سنیں آپ۔ نقصان سے فقط وہ لوگ بچیں گے جو ایمان لائیں گے۔ ہر ایمان لانے والا نہیں بچے گا اس کے ساتھ دوسری شرط لگی ہے کہ ایمان لائیں گے "وعملوا الصالحات نیک اعمال بجا لائیں گے میں نیک اعمال کی دو لفظوں میں اس وقت تشریح کرتا ہوں انشاءاللہ آئندہ پوری تفصیل پیش کر دوں گا۔ عمل صالح کیا ہے جس کو خدا نے کہا ہے اس کو کرنا جس چیز سے خدا نے روکا ہے اس سے رک جانا خدا نے کیا کہا ہے ہمیں نہیں معلوم۔ خدا نے کس سے روکا ہے ہمیں نہیں

معلوم۔اس نہیں معلوم کو بتلانے کے لئے حضور سرور کائنات جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے چنانچہ قرآن مجید میں دوسری جگہ پیغمبرؐ کے بارے میں آپ کو ملے گا "ماآتاکم الرسول فخذوہ ومانھٰکم عنه فانتھوہ" نبی نے تمہیں جو کچھ دیا ہے اسے لے لو اور جس بات سے روک دیا ہے اس سے رک جاؤ تو اچھے اعمال کے کوئی معنی نہیں ہیں مذہب میں اچھے اعمال کے کوئی معنی نہیں ہیں دین میں سوائے اس کے کہ جو حکم خدا نبیؐ نے بیان کیا ہے اس کو ہم مانیں اگر کہا ہے کہ یہ کام کرو تو کریں اگر کہا ہے کہ یہ کام نہ کرو تو نہیں کریں۔اب سوال یہیں پر خود بخود حل ہو جانا چاہئے کہ پیغمبرؐ کی ضرورت تو اس لئے تھی کہ جو ہمیں معلوم نہیں اسکو بتانے کے لئے پیغمبرؐ آئے۔مولائے کائنات علی ابن ابی طالب علیہما الصلوٰۃ والسلام اور ان کی اولاد میں جو گیارہ معصومینؑ تشریف لائے ان کی کیا ضرورت تھی تو آج آپ کی خدمت میں پوری تفصیل پیش نہیں ہوسکتی۔مختصر میں اتنی سی بات یاد رکھنی چاہئے کہ خدا کی بات نبیؐ نے بتائی اور نبیؐ کی بات کو دوسو ساٹھ سال تک بارہ اماموں نے بتائی۔نبیؐ کی بات کو دوسو ساٹھ سال تک بارہ اماموں نے اتنی تفصیل و تشریح و تفصیل کے ساتھ بتادی کہ ۲۶۰ھ میں امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ نے غیبت فرمائی اور اب جبکہ چودہ صدیاں مکمل ہوچکی ہیں اور چودہ صدیوں کے مکمل ہونے پر کوئی امام ہمارے سامنے نہیں ہے اور زمانے کے حالات نے ہزاروں مسائل پیدا کئے ہزاروں نہیں لاکھوں مسائل پیدا کئے کیا جائز ہے کیا ناجائز ہے لیکن خدا کی بات نبیؐ نے بتائی۔نبیؐ کی بات بارہ اماموں نے بتائی اور اتنی تفصیل کے ساتھ بتائی کہ گیارہ سوسال سے علماء جو معصوم نہیں ہوتے ہیں جو پیدائشی عالم نہیں ہوتے ہیں لیکن وہ نبیؐ اور ائمہؑ کی بتائی ہوئی باتوں کی روشنی میں گیارہ سوسال سے زیادہ مدت ہوگئی ہے مسائل بتارہے ہیں۔یہ وہ سلسلہ ہے بتانے کا جسکی تفصیل میں نے آپ کے

سامنے رکھ دی تو پھر سے آپ سنیں "والعصر ان الانسان لفی خسر" زمانے کی قسم ہر انسان گھاٹے میں ہے۔ "الا الذین آمنوا" گھاٹے سے فقط وہ لوگ بچیں گے جو ایمان لائے۔ ایمان لانے والوں میں ہر ایمان لانے والا نہیں بچ جائے گا "وعملوا الصالحات" وہ ایمان لانے والے بچیں گے جو نیک اعمال بجالائیں گے۔ صرف نیک اعمال بجا لانے والے نہیں بچیں گے۔ "وتواصوا بالحق" وہ ایمان لانے والے جو خود نیک اعمال بجالائیں گے اگر وہ دوسروں کو حق کے ساتھ چلنے کی وصیت کرتے رہیں گے تب گھاٹے سے بچیں گے "وتواصوا بالصبر" اور جہاں ایک دوسرے سے یہ وصیت کرتے رہیں گے کہ تم حق کے ساتھ چلتے رہو حق کی بات مانتے رہو حق کا ساتھ دیتے رہو وہاں وہ یہ بھی وصیت کرتے رہیں گے کہ حق ماننے میں حق بتانے میں حق پر چلنے میں تم کو دکھ ہوں گے تکلیفیں ہوں گی اذیتیں ہوں گی۔ ان دکھوں کو۔ ان اذیتوں کو ان تکلیفوں کو دیکھ کر حق چھوڑ مت دینا بلکہ صبر کرنا۔ حق کہنے کے بعد حق سنانے سننے کے بعد حق ماننے کے بعد تکلیفیں ہونے والی ہیں تو یہ وہ لوگ ہیں جو ایک دوسرے سے یہ بھی وصیت کرتے ہیں کہ حق پر چلو یہ بھی وصیت کرتے ہیں کہ حق کے راستے میں جو تکلیفیں ہوں ان پر صبر بھی کرو۔ اب میں آپ کے سامنے اس پورے سورے کا خلاصہ دو لفظوں میں کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم مسلمان ہیں اگر ہم اللہ پر یقین رکھتے ہیں اگر ہمارا یہ یقین کہ قرآن مجید اللہ کی کتاب ہے اور اس میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے ہر ہر جملہ صحیح ہے۔ ہر لفظ صحیح ہے ہر حرف صحیح ہے تو پھر ہم کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہم نقصان سے فقط اسی وقت بچ سکیں گے جب ہم گن کر یاد رکھیں کہ اپنے اندر چار باتیں پیدا کریں گے۔ ایمان لائیں گے۔ نیک اعمال بجالائیں گے دوسروں کو حق پر چلنے کے لئے کہتے رہیں گے کوشش کریں گے اور حق پر چلنے کے سلسلہ میں جو کچھ تکلیفیں ہوں

گی ان تکلیفوں سے ہمت چھوڑنے کے بجائے صبر کرنے کی وصیت کرتے رہیں گے۔لفظیں یاد رکھیں گے۔ نیک بننا کافی نہیں ہے نیک بنانا بھی ہماری ڈیوٹی اور فریضہ ہے۔ وہ نجات نہیں پائے گا۔ وہ گھاٹے سے نہیں بچے گا جو اکیلا نیک بن جائے۔ نیک وہ بنے گا جو خود بھی نیک ہوگا اور نیک بنائے گا بھی یہاں پر ایک جملہ ہے جو آپ جیسے حضرات کے سننے اور سمجھنے کے قابل ہے۔ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیؑ جناب آدمؑ سے لے کر حضور سرورکائنات جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیؑ اور پیغمبرؑ پر نبوت ختم ہونے کے بعد مولائے کائنات امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہما الصلوٰۃ والسلام سے لے کر بارہویں امام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ تک یعنی ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی اور بارہ اماموں کا فقط ایک مقصد تھا جسکے لئے انہوں نے اپنا پسینہ بھی بہایا جسکے لئے انہوں نے اپنا خون بھی بہایا جس کے لئے انہوں نے اپنی زندگی بھی خرچ کی جس کے لئے انہوں نے اپنا مال بھی خرچ کیا جس کے لئے انہوں نے اپنی اولاد بھی خرچ کی جس کے لئے انہوں نے اپنے سارے دوستوں کی قربانیاں دی ہیں فقط ایک مقصد تھا آدمؑ نیک تھے۔آدمؑ کو نیک بننا نہیں تھا۔نوحؑ نیک تھے نوحؑ کو نیک بننا نہیں تھا ابراہیمؑ نیک تھے ابراہیمؑ کو نیک بننا نہیں تھا محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیکیوں کی معراج تھے انہیں نیک نہیں بننا تھا مولائے کائناتؑ کل ایمان تھے۔کل نیکیاں ان کی ذات میں جمع تھیں انہیں نیک بننا نہیں تھا۔فاطمۃ الزہراؑ نیکیوں کا مجسمہ تھیں انہیں نیک بننا نہیں تھا۔حسینؑ نیکیوں کے پیکر تھے انہیں نیک بننا نہیں تھا ان سب کا ایک مقصد تھا ہم نیک ہیں ہمارا فریضہ ہے نیک بنانا۔اگر ہم نیک بنتے ہیں تو ان کے راستے پر چلتے ہیں اور نیک بناتے ہیں تو ان کے مقصد کو پورا کرتے ہیں۔ایک صلوٰت بھیجیں بر محمدؐ وآل محمدؐ۔

میں آپ کی خدمت میں ایک جملہ کہوں گا۔ عاشور کے دن جب جناب حُرؑ امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ یقین مانئے کہ اگر ہمارے پاس کوئی ذریعہ ہوتا کہ ہم امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے گزارش کر سکتے۔ ہاتھوں کو جوڑ کر پوچھ سکتے کہ مولاؑ آپ کو حُرؑ کے آنے پر کیسی خوشی ہوئی تو شاید حسینؑ یہی کہتے کہ پوری کربلا کی تاریخ میں۔ پورے کربلا کے قیام میں مجھے جو خوشی ملی اور سب سے بڑی خوشی ملی ہے تو یہی کہ حُرؑ شام کے گھیرے سے نکل کر ہم تک آگئے ہیں۔ یعنی حُرؑ حسینؑ کے لئے ایک خوشی ہیں تو آج بھی اگر کوئی آدمی گمراہی سے نکلتا ہے۔ بے ایمانی سے نکلتا ہے۔ بے دینی سے نکلتا ہے۔ نیک بنتا ہے ایمان لاتا ہے عمل صالح پیدا کرتا ہے تو مظلوم حسینؑ کے غموں میں ان کے لئے خوشی کا سامان فراہم کرتا ہے کہ ان کا مقصد ضائع نہیں ہونے پائے۔ میں آپ کی خدمت میں اگلی تاریخ کے سلسلۂ تقاریر کو شروع کرتے ہوئے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ہماری خوش قسمتی ہے ہم جتنا بھی پروردگار عالم کا شکر ادا کرنا چاہیں وہ کم ہے کہ اس نے ہمیں اتنے دن اور زندہ رکھا کہ آج محرم ہمارے سامنے شروع ہو رہا ہے اور ہم کو امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزاداری کا موقع مل رہا ہے۔ ہمارے لیے یہ مقام شکر ہے کہ ہم پروردگار عالم کے سامنے اپنی پیشانی سجدہ میں رکھیں کہ پالنے والے یہ زندگی اتنے دن رہی کہ ہم کو ایک محرم اور مل گیا۔ ہم کو حسینؑ کی عزاداری کا موقع ملا۔ عزاداری کا موقع ملا۔ ماتم کا موقع ملا لیکن اگر یہ ہم کو موقع ملا ہے تو ایک نئے جذبہ کے ساتھ ایک نئے ولولہ کے ساتھ ایک نئی ہمت کے ساتھ ایک نئے عزم کے ساتھ اپنے کو بھی نیک بنانا ہے اور سوسائٹی کو بھی نیک بنانا ہے تاکہ حسینؑ کی عزاداری جو شروع ہو رہی ہے اس کا مقصد حاصل ہو سکے۔ ہم اس پر شکر ادا کریں کہ ہم زندہ رہے کہ ہم کو حسینؑ کی عزاداری کا موقع ملا ہم اس لئے شکر کریں کہ پالنے والے

ہماری قربانیاں ضائع نہیں ہوئی ہیں۔ ہم لوگ جو نیک بن رہے ہیں وہ تاریخ جو حرؑ سے شروع ہوئی تھی حرؑ پر ختم نہیں ہوگئی بلکہ حرؑ کے پیچھے حرؑ کے غلاموں کی تاریخ ہے۔ ایک قافلہ ہے جو روانہ ہو رہا ہے۔ ایک صلوٰت بھیج دیں بر محمدؐ وآل محمدؐ۔

تو میری ان ابتدائی باتوں کے بعد رفتہ رفتہ اگلی راتیں آئیں گی اور میں تھوڑی تھوڑی باتیں کہتا رہوں گا لیکن آج کی رات اپنی اگلی تقریروں کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے میں اپنی ہر بہن سے اور اپنے ہر بھائی سے اپنے ہر بچے سے ایک بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم سمجھدار ہو چکے ہیں کوئی بارہ سال کے سن میں سمجھدار ہو جاتا ہے مذہب یہ کہتا ہے کہ بالغ ہوگا تو اس کو سمجھدار مانا جاتا ہے اور ہم میں کچھ ایسے بھی ہیں جو ستر سال کے ہو جاتے ہیں مگر سمجھدار نہیں ہوتے لیکن جو جب سے سمجھدار ہو جاتا ہے یہ تو میں نے مذہب والی بات کہی ورنہ جہاں تک دنیا کی بات ہے کہ ہم سات سال کے ہو کے آٹھ سال کے ہو کے وہیں سے سمجھدار ہو جاتے ہیں تو توجہ کیجئے گا جو بات میں کہنا چاہتا ہوں کہ جب سے ہم سمجھدار ہوتے ہیں بچے سمجھدار ہوں۔ مرد سمجھدار ہوں عورتیں سمجھدار ہوں سب کے دماغ میں دو چیزیں ہیں جو پوری زندگی چھائی رہتی ہیں نفع اور نقصان۔ لاس اینڈ پرافٹ۔ کسی کا ذہن ان دو باتوں سے خالی نہیں ہے۔ حتیٰ کہ ہم مجلس میں جب آتے ہیں تب بھی ذہن سے یہ خیال نکال کے گھر میں نہیں رکھ آتے ہیں ساتھ لے کے آتے ہیں جب مجلس ختم ہو گی یہ زندگی کی حقیقتیں ہیں جس سے نہ میں خالی ہوں نہ آپ خالی ہیں۔ آپ یہاں سے جائیں گے برا نہ مانئے گا۔ میری تقریر سن کے ایک گھنٹہ بیٹھیں گے آپ تقریر سنیں گے نکلنے کے بعد آپ طے کریں گے کہ اس تقریر میں ہمیں کچھ ملا یا نہیں ملا۔ ہر آدمی اپنے حساب سے طے کرے گا کہ ملا یا نہیں ملا اگر اس کا خیال ہے کہ تقریر میں کچھ نہیں ملا تو وہ یہی طے کرے گا کہ میرا ایک گھنٹہ ضائع ہو گیا۔ نقصان میں ہوں اگر

اس کو یہ معلوم ہوا کہ کچھ ملا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اسے اطمینان ہوا گھنٹہ ضائع نہیں ہوا میں نقصان میں نہیں ہوں۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ فرش پر بیٹھے ہیں تو آپ ہی نفع اور نقصان کے چکر میں ہیں۔ منبر پر آنے والے ان کا دماغ بھی اس سے خالی نہیں رہتا فرض کیجئے کہ میں ہی ہوں کچھ نہیں تو اتنا سوچوں گا کہ جو کچھ بھی میں نے کہا لوگوں نے اسے سنا تسلیم کیا مانا یا نہیں مانا اگر مجھے یہ اطمینان ہوا کہ جو کچھ بھی میں نے کہنا چاہا تھا لوگوں کے دل میں اس کی جگہ بنی تو سمجھوں گا کہ میری تقریر میں نقصان نہیں ہوا اگر میں نے سوچا کہ لوگوں کے چہرے بگڑ رہے تھے لوگ ناراض ہو رہے تھے پسند نہیں کر رہے تھے تو میں نے محنت کی ایک گھنٹہ مگر ہماری محنت ضائع گئی یعنی کسی وقت بھی ہم اس سے خالی نہیں رہتے ہیں کہ ہمارا دماغ دو لفظیں سوچا کرتا ہے نفع اور نقصان۔ کوئی اس بات سے خالی نہیں رہتا ہے اگر کوئی اس بات سے خالی نہیں ہے تو میں پھر گزارش کروں گا کہ قرآن مجید میں جو اللہ نے بیان کیا ہے یہ پورا سورۂ عصر انسان کے اس مزاج کے مطابق بیان کیا جارہا ہے کہ تمہارا نفع کس بات میں ہے۔ تمہارا نقصان کس بات میں ہے تم لاس میں کب رہو گے۔ تم پرافٹ میں کب رہو گے۔ "والعصر ان الانسان لفی خسر" زمانے کی قسم تم میں سے ہر شخص نقصان میں ہے "الا الذین آمنوا" نقصان سے بچنے والے کون۔ چار صفتیں میں بار بار گنواؤں گا تاکہ جاتے جاتے میرے سننے والے ہر بچے کو چاروں باتیں یاد ہو جائیں کہ سوتے سے جگا کے بھی پوچھا جائے تو بتا دے۔ نقصان سے بچنے والے کون ہوں گے۔ ایمان لانے والے نیک اعمال کرنے والے سوسائٹی میں ایک دوسرے کو حق کا ساتھ دینے کے لئے کہنے والے اور اس راہ میں جو تکلیفیں ہوں اس پر صبر کرنے کی وصیت کرنے والے۔ اگر یہ چار باتیں پیدا ہیں تو ہم نقصان سے محفوظ ہیں اگر یہ چار باتیں نہیں ہیں تو ہمارے پاس نقصان

ہی نقصان ہے نفع نہیں ہے۔کل بھی میں نے ایک مجلس پڑھی تھی تھوڑی دیر پہلے اور ایک جملہ کہا تھا جو نہیں تھے کل ان کو یقین آجائے گا کہ پروردگار عالم نے جو کہا ہے کہ ہر انسان گھاٹے میں ہے اس بات کی سچائی کا ثبوت کیا ہے توجہ چاہوں گا۔قسم کھائی جاتی ہے جن چیزوں۔کی قسم کھائی جاتی ہے جن چیزوں کی ان کی دو قسمیں ہیں یا قسم اس چیز کی کھائی جاتی ہے جو بڑی ہوتی ہے باعظمت ہوتی ہے یا قسم اس چیز کی کھائی جاتی ہے جس سے محبت ہوتی ہے۔میں شرعی قسم کی بات نہیں کر رہا ہوں شرعی قسم تو سوائے اللہ کے اور کھائی نہیں جاسکتی۔میں تو سماج میں اور سوسائٹی میں جو قسمیں کھائی جاتی ہیں ان کا تذکرہ کر رہا ہوں۔ہماری اور آپ کی زندگی میں رات دن ہوتا ہے۔خدا کی قسم نبیؐ کی قسم امامؑ کی قسم کعبہ کی قسم قرآن مجید کی قسم یہ سماجی قسمیں ہیں۔شرعی قسم نہیں ہے۔شرعی قسم میں تو فقط اللہ کا نام ہوتا ہے۔مثلاً واللہ واللہ کہنا یہ شرعی قسم ہے باللہ کہنا یہ شرعی قسم ہے۔اللہ کے نام کے علاوہ شریعت میں دوسری قسم نہیں ہے جس کے احکام ہوتے ہیں کہ قسم نہ پوری کی جائے تو کفارہ دینا ہوتا ہے تو اس وقت مجھے مسائل نہیں عرض کرنا ہے بلکہ یہ کہنا ہے کہ شرعی قسم جس کا عقیدہ ہے جس کے پورے نہ کرنے پر کفارہ واجب ہوتا ہے وہ الگ ہے لیکن ہماری سوسائٹی معاشرہ اور سماج میں جو قسمیں کھائی جاتی ہیں اللہ کی قسم قرآن مجید کی قسم امامؑ کی قسم جناب عباسؑ کی قسم یہ قسمیں ہم کیوں کھاتے ہیں۔کھاتے ہیں کہ خدا عظیم ہے قرآن باعزت ہے نبیؐ اور امامؑ صاحبان فضیلت ہیں تو یا تو بڑے کی قسم کھائی جاتی ہے یا کبھی اس کی قسم کھائی جاتی ہے جس سے محبت ہوتی ہے۔اپنے بچے کی لوگ قسم کھاتے ہیں جو بہت سمجھدار ہوتے ہیں اپنے کو بچا کے دوسرے کی قسم کھاتے ہیں آپ کے سر کی قسم یعنی ہمارا سر سلامت رہے تو یہ بچے کی قسم یہ کون سی قسمیں ہیں یہ وہ قسمیں ہیں کہ جس سے ہمیں محبت ہے اس کی قسم ہم کھا رہے ہیں تو میں یہ چاہوں گا کہ آپ یہ محسوس

کریں کہ دو طرح کی چیزوں کی قسم کھائی جاتی ہے اسکی قسم کھائی جاتی ہے جو بزرگ ہوتا ہے بڑا ہوتا ہے باعظمت ہوتا ہے باعزت ہوتا ہے یا اس کی قسم کھائی جاتی ہے جس سے محبت ہوتی ہے تو اللہ جب قسم کھائے گا تو اللہ کے سامنے کوئی بڑا نہیں ہے جس کی وہ قسم کھا سکے۔اللّٰہ اکبر کبیر کے معنی ہیں بڑا اکبر کے معنی ہیں سب سے بڑا اسی لئے ہم سے کبھی اللہ کبیر نہیں کہلوایا جاتا ہے۔اللہ اکبر کہلوایا جاتا ہے کہ اللہ سے بڑا کوئی نہیں ہے لیکن ہم میں سے کئی آدمی ہیں جو واقعی اللہ اکبر کہتے ہیں برا نہ مانئے گا ایک لفظ کہتا ہوں کہ جب کبھی چھوٹی سی جگہ میں پوچھا جائے گا اللہ اکبر اللہ سب سے بڑا ہے جو سب سے بڑا ہے اس نے کہا اس کے دماغ کو ہم نے کہا اس وقت تو نماز پڑھنے کے بجائے سوئیں گے تو جب ہم نے اللہ کے کہنے کے باوجود نماز پڑھنے کے بجائے سونا طے کیا تو ہم نے اپنے عمل سے طے کیا کہ اس وقت اللہ بڑا نہیں ہے اس وقت نیند بڑی ہے اور بھی بہت سے موقع آتے ہیں تو ہم کو اللہ اکبر کہنے کا حق اسی وقت ہوگا ذہن میں ایک بات آ گئی ہے۔ہم کو اللہ اکبر کہنے کا حق اس وقت ہوگا جب ہمارا ہر خیال چھوٹا ہو جائے اس کے آگے ہر آرزو چھوٹی ہو جائے۔اللہ کی بات کے آگے ہر خیال چھوٹا ہو جائے اللہ کے حکم کے آگے۔اپنے اوپر کنٹرول کرو اس طرح سے کہ جو اللہ کا حکم ہے وہ بڑا ہے تب ہم کو اللہ اکبر کہنے کا حق ہے بات کہیں کی کہیں نکل جائے گی تو جب اللہ کو قسم کھانا ہوگی تو وہ کسی ایسے کی قسم تو نہیں کھا سکتا ہے جو اس سے بڑا ہے یعنی ہماری قسم کی ایک قسم اللہ کے لئے نہیں ممکن نہیں ہے اب اللہ انہیں کی قسم کھا سکتا ہے اللہ کو جن سے محبت ہے۔قرآن مجید میں تفصیلیں ہیں اس نے حضور سرورکائنات حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل محمد علیہم السلام سے متعلق جو چیزیں تھیں انکی قسمیں کھائی ہیں لیکن یہ قسمیں کون ہیں جس میں خدا محبت کی بناء پر قسم کھا رہا ہے میں تفصیل میں اس بات کو نہیں لے جانا چاہتا بلکہ

آپ کو اس بات پر لانا چاہتا ہوں کہ سورہ عصر میں جو خدا کہتا ہے "والعصر ان الانسان لفی خسر" زمانے کی قسم انسان گھاٹے میں ہے تو نہ زمانہ خدا سے بڑا ہے۔ خدا سے بڑا تو کوئی ہے ہی نہیں لیکن زمانے میں کوئی ایسی بات بھی نہیں ہے۔ زمانے میں کوئی ایسی ذات بھی نہیں ہے جو قابل محبت ہو۔ خدا کی ذات کے لئے پالنے والے تجھ سے بڑا تو کوئی ہے نہیں زمانہ تیرا محبوب نہیں ہے پھر تم نے زمانے کی قسم کیوں کھائی ہے۔ ایک منٹ ذرا توجہ تو دیں۔ اللہ نے کہا مجھے کہنا یہی ہے زمانے کی قسم ہر انسان گھاٹے میں ہے تو میں ایسی چیز کی قسم کھانا چاہتا ہوں جو میری بات کا ثبوت بن جائے تمہارے سمجھانے کی۔ کل میں نے کہا تھا آج ذرا تشریح کے ساتھ ایک منٹ میں بات کہنا چاہتا ہوں کہ ایک آدمی ۸۰ سال کی عمر لے کر پیدا ہوا۔ ۸۰ سال کی عمر لے کر پیدا ہونے والے کو پوری زندگی میں سکّے کے حساب سے گن لیجئے یہ میری مثال ہے کوئی تفسیر نہیں ہے مثلاً پوری زندگی میں ۸۰ لاکھ پاؤنڈ ملنے والے ہیں اگر آپ نے یہ سوچا تو زمانے میں جب ایک منٹ گزرا تو ۸۰ سال میں ایک منٹ کم ہو گیا۔ جب یہ پاؤنڈ میں تو جو ذخیرہ روزی کا تھا اس میں سے کمی پیدا ہو گئی۔ اتنی ہی نہیں ہے ہم کو جو سانس لینے میں ہوا ملتی ہے تو پوری زندگی میں ہم کو جتنی ہوا ملنے والی ہے ہر سانس میں ہوا کم ہو جاتی ہے یا نہیں کم ہو جاتی۔ ہمارے جسم کو جو انرجی ملنے والی ہے ہر سکنڈ جتنی انرجی ختم ہو جاتی ہے اتنی انرجی کا ذخیرہ ختم ہو رہا ہے یا نہیں ختم ہو رہا ہے تو پروردگار عالم نے یہی کہا کہ نہ زمانہ بڑا ہے مجھ سے نہ زمانہ محبوب ہے ہمارا۔ میں قسم اس لئے کھاتا ہوں کہ زمانے کا ایک منٹ ایک سکنڈ نہیں گزرے گا جب تک کی تمہاری روزی نہ گھٹ جائے جب تک تمہاری عمر نہ گھٹ جائے جب تک تمہاری انرجی نہ گھٹ جائے جب تک تمہارے خزانے میں کمی نہ پیدا ہو جائے۔ اب آپ پہچانئے میں نے ایک کاروبار شروع کیا۔ ایک بزنس شروع

کیا۔ دس لاکھ پاؤنڈ سے شروع کیا سال بھر کے بعد جب میں نے حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ نو لاکھ رہ گئے تو میں نقصان میں ہوں یا نفع میں ہوں۔آخر میں ہم نے دوکان بند کی اس طرح بند کی کہ جتنی پونجی تھی جتنا سرمایہ تھا وہ سب کا سب ختم ہوگیا تو ہم نقصان میں رہے یا نہیں رہے لیکن اگر حساب لگایا سال بھر کے بعد کہ دس لاکھ پاؤنڈ جو تھے ۲۰ لاکھ پاؤنڈ ہوگئے۔اب کسی نے پوچھا تم بڑے نقصان میں ہو میں نے کہا اپنا علاج کرائیے۔میں نفع میں رہا ۱۰ لگائے تھے ۲۰ ہوگئے تو معلوم ہوا کہ اگر آدمی کی پونجی آدمی کا سرمایہ آدمی کا سرکٹ گھٹتا چلا جائے تو وہ نقصان میں ہے اگر بڑھتا چلا جائے تو نفع میں ہے۔مرنے کے بعد دو ہی جگہیں ہیں ایک جنت ہے اور ایک دوزخ ہے۔ایک جگہ تکلیف ہی تکلیف ہے۔ایک جگہ آرام ہی آرام ہے۔ ایک جگہ مصیبت ہی مصیبت ہے ایک جگہ نعمت ہی نعمت ہے۔اگر مرنے کے بعد آدمی دنیا سے جارہا ہے مومن مرا یا کافر مرا فرق نہیں ہے۔مومن مرا اس کی بھی عمر ختم ہوچکی ہے کافر مرا ہے اس کی بھی عمر ختم ہوچکی مومن مرا ہے اس کی بھی روزی ختم ہوچکی ہے کافر مرا ہے اس کی بھی روزی ختم ہوچکی ہے لیکن کافر دوزخ میں جارہا ہے تو وہ کچھ پا نہیں رہا ہے لیکن جب مومن جنت میں جارہا ہے تو جو کچھ اس دنیا میں پایا تھا اس سے لاکھوں کروروں گنا زیادہ پا رہا ہے۔یہ ہے قرآن مجید کا بیان۔ ”والعصر ان الانسان لفی خسر“ زمانے کی قسم ہر انسان گھاٹے میں ہے۔گھاٹے سے وہ لوگ بچیں گے جو جنت کو پہنچ جائیں گے۔جنت میں کون پہنچیں گے ان کے لئے یہ چار شرطیں ہیں۔ایمان لائیں گے۔نیکیاں کریں گے۔خود نیک بنیں گے دوسروں کو نیک بننے کی وصیت کرتے رہیں گے اور راہِ حق پر چلنے میں جو تکلیفیں ہوں گی ان تکلیفوں پر صبر کرنے کی ایک دوسرے کو وصیت کرتے رہیں گے۔میں سمجھتا ہوں کہ ایک ہلکی پھلکی تصویر پورے سورے کی آپ کے سامنے آگئی ہے۔اب میں اس

سلسلہ میں آج دو باتیں اور کہنا چاہتا ہوں وہ بھی آپ کی توجہ کی حقدار ہیں۔ خاص طور سے میری بہنیں اسے توجہ سے سنیں۔ ایک صلوٰت بھیج دیں بر محمدؐ و آل محمدؐ۔

میں نے ذرا دیر پہلے کہا تھا اگر آپ بھول نہ گئے ہوں کہ بچے سے لے کر بوڑھے تک عورت سے لے کر ہر مرد تک ہماری پوری زندگی میں ہمارے دماغ پر دو خیال طاری رہتے ہیں نفع اور نقصان۔ اس سے ہم خالی نہیں ہیں۔ اسکے نتیجے میں ایک مزاج پیدا ہوتا ہے جس کا نام ہے توہم پرستی یعنی بے سبب ہر چیز سے ڈر جانا۔ بے سبب ہر چیز سے امید رکھ لینا یہ توہم پرستی جو سوسائٹی میں پیدا ہوتی ہے یہ بھی اسی نفع نقصان کے چکر میں پیدا ہوتی ہے۔ ہر انسان توہم پرستی میں پڑنے کے بعد کہاں سے سوچا ہے انڈیا اور پاکستان سے جو لوگ یہاں آئے ہیں جو لوگ وہاں پیدا ہوئے ہیں وہ جانتے ہیں کہ توہم پرستی انسان کو یہاں تک پہنچا دیتی ہے کہ یہ انسان پتھر کو خدا مان لیتا ہے۔ توہم پرستی انسان کو یہاں تک پہنچا دیتی ہے کہ وہ سانپ کو بھی یہ سمجھتا ہے کہ یہ خدا کی طرف سے کوئی خدائی طاقت لے کر کے نازل ہوا ہے۔ وہ درختوں کے سامنے بھی جھک جاتا ہے وہ جانوروں کے سامنے بھی جھک جاتا ہے وہ نکلنے والے سورج کی طرف بھی ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو جاتا ہے یہ کیوں پیدا ہوتا ہے یہ اسی توہم پرستی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ سورج اگر ناراض ہو گیا تو کیا ہوگا۔ سانپ کو اگر غصہ آ گیا تو کیا ہوگا اگر پتھر کو جلال آ گیا تو کیا ہوگا۔ یہ انسان ان چیزوں کے سامنے جو اس کی ٹھوکروں میں رہتی ہیں جھک جاتا ہے۔ تو یہ جھکتا ہے اسی توہم پرستی کی وجہ سے اور توہم پرستی پیدا ہوتی ہے کہیں نقصان نہ ہو جائے کہیں نفع چلا نہ جائے میں اگر تقریروں کی ضرورت سمجھوں گا اور اگر آپ لوگ ہمیں بتائیں گے تو اور بھی تفصیلیں پیش کروں گا لیکن ساری دنیا میں آج جتنی توہم پرستی پائی جاتی ہے اس توہم پرستی کو پیدا کرنے والی یہی دو چیزیں ہیں نفع اور نقصان۔ نقصان سے بچنے کے

لئے ہر ایک کے سامنے جھکنے کو تیار ہو جاتے ہیں اور نفع حاصل کرنے کے لئے ہر ایک کے سامنے جھکنے کو تیار ہو جاتے ہیں یہی تو ہم پرستی ہے جو اس وقت بھی تھی جب حضور سرورِ کائنات جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلام کو پیش کرنے کے لئے۔ آج چودہ سو سال سے زیادہ مدت گزری ہے کہ عرب میں تشریف لائے تھے یہی تو ہم پرستی تھی جو ان کے کام کا مقابلہ کر رہی تھی۔ تو ہم پرستی انسان کو کہاں تک پہنچاتی ہے اس کا ایک نمونہ بہت سے عرب ایسے تھے کہ گھر سے نکلتے تھے کپڑے پہن کر خانۂ کعبہ کے پاس آتے تھے جہاں ۳۶۰ بت رکھے ہوئے تھے جن میں ایک ان کا ہوتا تھا ان کا خدا ہوتا تھا اور جب وہ اپنے خدا کے سامنے اپنے بت کے سامنے آتے تھے تو کپڑے اتار دیا کرتے تھے یعنی ان کے خیال میں یہ تھا کہ اپنے خدا کے سامنے کچھ چھپائے رکھنا خدا کو ناراض کر دینا ہے اپنے کو بالکل ننگا کر کے خدا کے سامنے پیش کر دینا خدا کو خوش کرنا تھا ان کا دماغ اس جہالت تک اس بے عقلی تک کیوں پہنچا تھا یہ تو ہم پرستی کے ذریعہ پہنچا تھا جو نقصان کے خوف سے پیدا ہوتی ہے تو میں آپ کا وقت نہیں لینا چاہتا ہوں مجلس حسینؑ میں لیکن میں مجلس حسینؑ میں وقت اس لئے لینا چاہتا ہوں تاکہ جو کافر تھے جو بت پرست تھے جو کچھ تھے جو خدا کے ماننے والے نہیں تھے جو نبیؐ کے ماننے والے نہیں تھے جو علیؑ کے ماننے والے نہیں تھے جو حسینؑ کے ماننے والے نہیں تھے جو آل محمدؐ کے ماننے والے نہیں تھے ان میں تو ہم پرستی پائی جاتی تھی تو کوئی حیرت کی بات نہیں ہے مگر اگر خدا کو ماننے کے انسان تو ہم پرست رہے محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہم کلمہ پڑھتے ہیں اس کے بعد ہم تو ہم پرست رہیں۔ مولائے کائنات امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہما الصلوٰۃ والسلام کا نام لیں پھر بھی تو ہم پرست رہیں۔ حسینؑ نے کربلا میں ہر باطل کا گلا کاٹ دیا ہے اس حسینؑ کو ہم اپنے دل و دماغ میں جگہ دیں۔ اس طرح سے ہم تو ہم پرستی کو ختم کر سکتے

ہیں آپ میں یہ کس طرح ممکن ہے جو خود خدا والا ہو جو نبیؐ والا ہو جو علیؑ والا ہو جو حسینؑ والا ہو جو آل محمدؐ والا ہو۔ اس میں کیسے تو ہم پرستی پائی جائے گی لیکن آپ کی خدمت میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ اگر یہ ضرورت نہیں ہوتی تو میں یہ تذکرہ آپ کے سامنے نہیں کرتا توجہ کے ساتھ سنئے گا بدنصیبی سے چونکہ ہم اللہ کو مانتے ہیں مگر ہم نے اللہ کے بارے میں علم حاصل نہیں کیا ہے۔ ہم نبیؐ کا کلمہ پڑھتے ہیں مگر نبیؐ کے بارے میں ہم نے علم حاصل نہیں کیا ہے ہمارے گھروں میں قرآن رکھا ہوا ہے لیکن قرآن میں کیا لکھا ہے یہ ہمیں معلوم نہیں ہے۔ ہم آل محمدؐ کو مانتے ہیں توجہ چاہتا ہوں آج کتابوں میں چالیس ہزار حدیثیں ہیں ہمارے چودہ معصومینؑ نے ارشاد فرمائی ہیں ہم میں سے کتنے آدمی ہیں جو ان چالیس ہزار حدیثوں میں سے چالیس حدیثیں بھی یاد رہیں جبکہ مومن کی علامتوں میں سے پہچانوں میں سے ایک پہچان یہ بھی ہے کہ مومن وہ ہے جسے کم از کم چالیس حدیثیں یاد ہوں۔ تو میں آپ کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم سب جانتے ہیں مگر نہیں جانتے ہیں تو دین نہیں جانتے ہیں۔ ہم سب جانتے ہیں مگر نہیں جانتے ہیں تو قرآن میں کیا لکھا ہے نہیں جانتے ہیں۔ ہم سب جانتے ہیں نہیں جانتے ہیں تو ہمارے چودہ معصومینؑ نے ارشاد فرمایا ہے تو کیا ارشاد فرمایا ہے اس کا نتیجہ کیا ہے اس کا ریزلٹ کیا ہے کہ جیسے تو ہم پرست کل بت پرست تھے خدا کے نہ ماننے والے تھے ویسے ہی تو ہم پرست آج ہم عزادار بھی ہیں آج ہم ماتم دار بھی ہیں۔ برا نہ مانئے گا میں نہیں کہتا ہوں کہ یہاں کوئی ایسا واقعہ ہوگا لیکن میں نے انڈیا اور پاکستان کو پورے طور پر دیکھا ہے اور وہیں کے لوگ گھوم گھام کے یہاں تک آئے ہیں چاہے وہ افریقہ ہو کر آئے ہوں چاہے وہ کہیں اور سے ہو کر آئے ہوں۔ اصل وہیں ہے جہاں کا میں تذکرہ کر رہا ہوں تو آج منزلیں کہاں تک پہنچتی ہیں پہچانئے وقت جب آتا ہے تب حقیقت

کھلتی ہے ایک بچہ بیمار ہو گیا علاج کرتے کرتے سال بھر ہو گیا دو سال ہو گئے چھ سال ہو گئے ہیں۔ دل ڈر رہا ہے کہیں سزا نہ ہو جائے۔ ہم بزنس کرتے ہیں بجائے نفع کے ہر سال نقصان ہو جاتا ہے ہم سروس کرتے ہیں چھوٹ جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے معطل ہو گئے ہیں یعنی میں زندگی کو مثال پر لانا چاہتا ہوں کہ ہم میں سے کوئی آدمی کسی مصیبت میں ہے۔ بچہ کے لئے پریشان بزنس کے لئے پریشان سروس کے لئے پریشان ذرا سنئے گا دونوں رخوں کے ساتھ سنئے گا جن کو ہم نے کبھی مسجد میں نماز پڑھتے نہیں دیکھا وہ ایک دن مسجد میں دکھائی دیئے۔ اچھا ہماری سمجھداری تو یہ ہونی چاہئے کہ نہیں آتے تھے آگئے ہیں تو گلے لگانا چاہئے لیکن ہماری سوسائٹی میں طرح طرح کی خرابیاں پائی جاتی ہیں ہم سب نے ان کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ یہ کیسے آگئے یعنی ہم سب کی نگاہیں ان سے یہ کہہ رہی ہیں تم نے آنے کی ہمت کیسے کی ہے اور وہ آیا ہے تو جیسے شرمایا شرمایا سا آیا ہے یعنی مسجد میں نہیں آیا ہے کسی گناہگار جگہ پر آگیا ہے ہماری نظریں خوش آمدید کہنے کے بجائے اسے سمجھا رہی ہیں آج آئے ہو تو آئے ہو مگر کل آنے کی ہمت نہ کرنا۔ ہم میں جو ذرا بے تکلف تھے۔ آپ یہاں کیسے آگئے۔ انہوں نے کہا کیا بتائیں بچہ بیمار ہے اچھا نہیں ہوتا ہے تو ہم نے کہا چلو مسجد ہی میں دو رکعت نماز پڑھ کے دعا کریں یعنی یہ خدا کو مان کر کے نہیں آئے ہیں یہ وہی تو ہم پرستی ہے کہ شاید نماز پڑھنے سے یہ اچھا ہو جائے۔ اچھا یہاں تک تو بات اچھی تھی لیکن کسی نے کہا انڈیا پاکستان میں تو بہت سے واقعات ہیں فلاں جگہ جو قبر ہے اسکے اندر جو ولی دفن ہے وہاں جو آدمی جاتا ہے اور جا کر کے دعا مانگتا ہے تو وہاں دعا ضرور قبول ہو جاتی ہے یہ کون ہے قبر کے اندر کچھ ہے بھی کہ نہیں ہے نہیں معلوم۔ قبر کے اندر ہڈیاں ہی ہوتی ہیں وہ بھی ہیں کہ نہیں معلوم نہیں لیکن وہاں بھی ہاتھ جوڑے کھڑے ہیں ہمارا بچہ اے اللہ کے ولی اچھا کر دیجئے اس لئے

کہ اسکو یہی نہیں معلوم کہ اللہ کے ولی ہیں بھی کہ نہیں ۔ واقعات یہاں تک ہیں کہ جو غیر مسلم سادھو ہوا کرتے ہیں ان کے پاس ہم چلے جاتے ہیں جو دشمن اہلبیتؑ ہوتے ہیں ہم ان کے پاس چلے جاتے ہیں ۔ زندوں کے پاس جاتے ہیں مردوں کے پاس جاتے ہیں ۔ مردہ کچھ نہیں کر پاتا ہے اس مردہ کی قبر پر جو زندہ بیٹھا ہوتا ہے سارا کرتب اس کا ہوتا ہے اور جو زندہ ہوتے ہیں وہ تو زندہ ہوتے ہیں وہ سوچتے ہیں کہ ایک بیوقوف ہے جو ہمارے ہاتھ پھنسا ہے تم پر فلاں فلاں ہے اس کے لئے اتنے خرچ ہوں گے فلاں فلاں چیز لانا پڑے گی ۔ ہم سب کچھ فراہم کر دیتے ہیں اب آپ کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں اگر ہم فقط دنیا کے نفع کو حاصل کرنے کے لئے اور دنیا کے نقصان سے بچنے کے لئے خدا کو راضی کر رہے ہیں ۔ نبیؐ کو راضی کر رہے ہیں امامؑ کو راضی کر رہے ہیں جناب عباسؑ کو راضی کر رہے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے خدا کو خدا نہیں مانا ہے ۔ نبیؐ کو نبیؐ نہیں مانا ہے امامؑ کو امامؑ نہیں مانا ہے جناب عباسؑ کی عظمت نہیں مانی ہے بلکہ تو ہم پرستی ہم کو یہاں تک لائی ہے اور اسی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہ جو بچہ اچھا نہیں ہوا تو مسجد میں نہیں دکھائی دیں گے بچہ اچھا نہیں ہوا تو امامباڑے میں نہیں دکھائی دیں گے ۔ بچہ اچھا نہیں ہوا تو ہم جناب عباسؑ کے نام پر چندہ دیتے نہیں دکھائی دیں گے ۔ اس کے بعد بچہ اچھا نہیں ہوا تو ہم دشمنان خدا تک چلے جائیں گے ۔ دشمنان نبیؐ تک چلے جائیں گے دشمنان امامؑ تک چلے جائیں گے دشمنان عباسؑ تک چلے جائیں گے ۔ شاید انہیں کی تعویذ سے اچھا ہو جائے ۔ انہیں کے ڈورے سے اچھا ہو جائے ۔ انہیں کے عمل سے اچھا ہو جائے ۔ یہ ہمارے اندر بات جو پائی جاتی ہے یہ اسی نفع نقصان کے ذریعہ پیدا ہونے والی تو ہم پرستی ہے ۔ میں کچھ نہیں کہوں گا اس سلسلہ میں ایک جملہ مجھے کہنا ہے آپ کے سامنے ۔ ایک آدمی ہے سڑک کے اوپر وہ رڈی جمع کر رہا ہے ۔ پرانے

پیپر جمع کر رہا ہے۔ گندے سندے کوڑے سے نکال کر کے جمع کر رہا ہے ہم نے کہا یہ انگلینڈ کا کوئی بہت ہی غریب آدمی معلوم ہوتا ہے۔ کہا آپ کو معلوم نہیں ہے۔ اس کے پاس تو کئی میلین نہیں کئی بیلین روپے جمع ہیں۔ ہم نے کہا کئی بیلین جمع ہیں اور یہ گندے سندے پیپر جمع کر رہا ہے۔ کہا اصل میں یہ پاگل ہے۔ میں نے کہا جس کے پاس بیلین روپے جمع ہوں اگر وہ سڑک پر گندے پیپر جمع کرنا شروع کرے تو اس کو ہم پاگل قرار دیتے ہیں یہ بتایئے جس کے پاس خدا موجود ہو۔ جسکے پاس محمدؐ عربی موجود ہوں جس کے پاس مشکل کشائے دو جہاں علی ابن ابی طالبؑ موجود ہوں۔ جس کے پاس خاتون جنت فاطمہ زہراؑ موجود ہوں۔ جس کے پاس آل محمدؑ موجود ہوں اگر وہ کسی پادری کے پاس جائے وہ کسی سادھو کے پاس جائے وہ کسی فقیر کے پاس جائے تو یہ بیلین روپے رکھنے والا گندے پیپر جمع کرنے والا پاگل ہے یا نہیں ہے دونوں میں فرق کیا پایا جاتا ہے یاد رکھئے گا ''بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔ والعصر ان الانسان لفی خسر'' زمانے کی قسم ہر انسان گھاٹے میں ہے۔ گھاٹے سے صرف وہ بچے گا جو ایمان لانے والا ہے۔ وہ بچے گا جو نیکیاں کرنے والا ہے وہ بچے گا جو ایک دوسرے کو حق پر چلنے کی وصیت کرنے والا ہے۔ کل یہ زندگی ختم ہونے والی ہے۔ جب تک قبر کی منزل نہیں شروع ہوتی ہے تب تک اللہ نے آزادی دے رکھی ہے لیکن جہاں سے موت شروع ہوگی جہاں سے قبر شروع ہوگی۔ کسی کی حکومت نہیں ہوگی۔ کسی کی گورمنٹ نہیں ہوگی صرف اللہ کی حکومت ہوگی۔ اس اللہ کی حکومت میں کوئی نہیں ہوگا اگر ہوں گے حضور سرور کائنات جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں گے جب ادھر عمل کرنے والے مرنے کے بعد زندہ کئے جانے والے انسان کھڑے ہوں گے ادھر جنت ہوگی۔ درمیان میں دوزخ ہوگا اس دوزخ سے گزرنے کے لئے ایک پل ہوگا کتنا سخت بال سے زیادہ

باریک تلوار کی دھار سے زیادہ تیز آگ سے زیادہ گرم۔ جب وہاں سے گزرنے کا وقت آئے گا تو جس کو علیؑ لکھ کے دیں گے وہی گزر سکے گا۔ دوسرا نہیں گزر سکے گا تو موت کے بعد قبر سے فقط حکومت اللہ کی ہوگی۔ آج بھی ہے لیکن اس نے ہم کو آزادی دے رکھی ہے۔ موت کے بعد آزادی ختم ہو جائے گی وہاں حکومت ہوگی تو نبیؐ کی ہوگی علیؑ کی ہوگی آل محمدؐ کی ہوگی اور یہیں جب سب سے آخر میں ہمارے اعمال کی بنیاد پر فیصلہ ہوگا کہ ان کو دوزخ میں لے جاؤ تو سوائے آل محمدؐ کی شفاعت کے کوئی ہم کو جنت تک نہیں لے جا سکے گا۔ خدا کی مغفرت چاہئے ہوگی اور نبیؐ و آل محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت چاہئے ہوگی اس وقت ہم نے کہا مولا نام آپ کا لیتے تھے۔ حضور کلمہ آپ کا پڑھتے تھے۔ حسینؑ ماتم آپ کا کرتے تھے۔ کہا یہ تو ٹھیک ہے لیکن تم ہمیں یہ بتاؤ کہ تم نے ہم میں کمی کیا پائی تھی جو فلاں پیر کے پاس گئے تھے۔ فلاں سادھو کے پاس گئے تھے۔ فلاں ولی کے پاس گئے تھے۔ جب کل تم نے ہم کو اس دنیا میں چھوٹا سمجھ لیا تھا تو آج تم یہاں ہمارے پاس کیوں آئے ہو۔ سوچئے کل جو انہوں نے ہم سے پوچھ لیا تو ہمارے پاس کوئی جگہ نہیں ہوگی بس میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ آج کی تقریر سے فقط ایک بات ذہنوں محفوظ رہے کہ ہم کو یقین والا ہونا چاہئے۔ ہم کو علم والا ہونا چاہئے ہم کو معرفت والا ہونا چاہئے ہم کو تو ہم والا نہیں ہونا چاہئے۔ ہم کو یقین والا ہونا چاہئے نفع اور نقصان کے باوجود بھی اللہ پر یقین برقرار رہے نبیؐ پر یقین برقرار رہے آل محمدؐ پر یقین برقرار رہے۔ اسی یقین کا نام ہے ''ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا'' ہر انسان گھاٹے میں ہے۔ ایمان والے بچیں گے یعنی یقین والے بچیں گے۔ کربلا میں نفع نقصان دیکھنے والے نہیں تھے بلکہ یقین والے تھے۔ اگر ان کو نفع نقصان دیکھنا ہوتا تو سامنے بہتی ہوئی فرات نظر آرہی تھی نہر میں پانی تھا۔ چمک رہا تھا اور

کسی پیاسے کے سامنے پانی بڑی عجیب وغریب چیز ہوتی ہے وہ میری بات کو پورے طور پر سمجھ سکیں گے جو کبھی کبھی گرمیوں میں روزے رکھتے ہیں البتہ آپ کے یہاں گرمی ہی میں روزے گزر رہے ہیں۔ لمبی لمبی مدت کے روزے ہوتے ہیں ذرا پہچانئے جیسے جیسے روزہ کھولنے کا وقت آتا ہے جیسے جیسے مغرب کا وقت آتا ہے جب ہمیں پانی دکھائی دیتا ہے تو بے چینی بڑھ جاتی ہے۔ ذرا سوچئے کہ سولہ اور اٹھارہ گھنٹے کے روزے میں جب ہم نے پانی پی کے روزہ رکھا ہے مغرب کے وقت پانی دیکھ کر کے دل بے چین ہوتا ہے تو وہ کتنے بے چین ہورہے ہوں گے جو ساتویں سے پیاسے ہیں ساتویں کی شام ہوجاتی ہے پیاسے ہیں آٹھویں کی شام ہوجاتی ہے پیاسے ہیں۔ نویں کی شام ہوجاتی ہے پیاسے ہیں دسویں کی شام ہوجاتی ہے پیاسے ہیں گیارہ محرم کو قیدی بنالئے جاتے ہیں اور پیاسے ہیں اور جب تک قید خانے میں رکھے جاتے ہیں اگر انہیں پانی دیا بھی جاتا ہے تو اتنا پانی نہیں دیا جاتا ہے کہ پیاس بجھ جائے۔ میں آپ کے سامنے گزارش کرنا چاہوں گا کہ ایسوں کے سامنے پانی بھی آتا ہے۔ ایسوں کے سامنے کھانا بھی آتا ہے لیکن وہ متوجہ نہیں ہوتے ہیں کیوں متوجہ نہیں ہوتے ہیں۔ وہ یقین والے ہیں تو ہم پرستی والے نہیں ہیں۔ وہ علم والے ہیں شک والے نہیں ہیں وہ اللہ پر ہر حال میں اعتماد اور یقین رکھنے والے ہیں بھروسہ کرنے والے ہیں۔ انہوں نے یہ طے کیا ہے کہ ہمیں دنیا کے نفع اور نقصان کو نہیں دیکھنا ہے ہمیں آخرت کے نفع اور نقصان کو دیکھنا ہے۔ میں آخر میں آپ سے آخری جملہ کہنا چاہتا ہوں۔ فرات کی نہر پر چار ہزار سپاہی ہیں جو بٹھائے گئے ہیں۔ یہ کیوں بٹھائے گئے ہیں۔ ان سب کے ہاتھوں میں تلواریں ہیں ان سب کے ہاتھوں میں نیزے ہیں ان سب کی کمر میں خنجر لگے ہوئے ہیں ان کے کاندھوں پر کمانیں ہیں اور یہ انسان بازو سے بازو ملا کے بیٹھائے گئے ہیں۔ جانور آئے تو پانی

پی لے لیکن حسینؑ تک پانی نہ پہنچنے پائے۔ حسینؑ کے بچوں تک پانی نہ پہنچنے پائے۔ چار دن ہو گئے ہیں حسینؑ کا ہر بچہ پیاسا ہے۔ اتنا پیاسا ہے کہ اب اصغرؑ آنکھیں نہیں کھولتے ہیں۔ اتنے پیاسے ہیں کہ بعض حسینؑ کے ساتھی اور اصحاب زبان سے بول نہیں پاتے ہیں۔ اتنے پیاسے ہیں کہ زبانیں خشک ہو گئی ہیں جگر خشک ہو گئے ہیں لیکن اس طرح سے جناب عباسؑ ایک نیزہ لے کر کے علم بھی ہے کاندھے پر مشک بھی ہے ہاتھ میں ایک نیزہ لے کر کے چار ہزار فوج پر حملہ کرتے ہیں اور آپ نے روز تاریخ پڑھی ہے روز ہسٹری پڑھی ہے روز تذکرہ سنا ہے کہ شام کا یہ چار ہزار کا لشکر نہر سے فرات سے ہٹ جاتا ہے سوکھی مشک بھگوتے ہیں پانی بھرتے ہیں لے کر کے نکل جاتے ہیں اور کوئی روکنے والا نہیں ہے ہر روکنے والے کو یقین ہو جاتا ہے جب تک عباسؑ کے ہاتھ باقی ہیں ہم ان سے مشک نہیں چھین سکتے ہیں۔ شیر کے ہاتھ کاٹے جاتے ہیں مشک پر تیر مارا جاتا ہے تب عباسؑ شہید ہوتے ہیں۔ تو میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ یہ چار ہزار کا لشکر فرات کی نہر سے ہٹ کیوں گیا اور عباسؑ کیوں بڑھتے چلے گئے۔ اس کے پیچھے فقط ایک ہی راز ہے اور وہ یہ کہ ان چار ہزار آدمیوں کو یقین تھا کہ عباسؑ کے ایک نیزے سے یہ چار ہزار آدمی قتل نہیں ہو جائیں گے لیکن وہ یہ جانتے تھے کہ جو عباسؑ کے سامنے آئے گا وہ قتل ہو جائے گا۔ لہٰذا ہر آدمی سوچتا تھا کہ چار ہزار قتل نہیں ہوں گے لیکن جو قتل ہونے والا ہے وہ ہم نہ ہوں لہٰذا وہ میدان سے بھاگ رہے تھے وہ سوچتے تھے اگر ہم مر گئے تو یزید سے انعام کیا ملے گا اگر ہم مر گئے تو اس فوج میں آنے کا فائدہ کیا ہوگا اگر ہم مر گئے تو کربلا میں آنے کا فائدہ کیا ہوگا بس جن کے دماغ میں دنیا کا نفع اور نقصان تھا وہ چار ہزار ہو کے بھی بھاگ رہے تھے اور جس کے خیال میں آخرت کا نفع اور نقصان تھا اس کو معلوم تھا اگر میں پانی لے کے پلٹ آیا تو چھوٹے چھوٹے بچوں کی

زبانیں جو سوکھ گئی ہیں تر ہو جائیں گی اور اگر میں شہید ہو گیا تو جام کوثر مجھے بابا آ کے دیں گے۔ لہٰذا عباسؑ کے سامنے آخرت کا نفع تھا آخرت کا نقصان تھا لہٰذا وہ بڑھتے چلے گئے۔ شہید ہوں گا تب بھی فائدے میں رہوں گا اور پلٹ آؤں گا میں زندہ رہ کے تب بھی میں نفع میں ہوں گا۔ نتیجہ کیا تھا جو دنیا کے نفع اور نقصان والے تھے وہ بھاگتے نظر آ رہے تھے اور جو آخرت کے نفع اور نقصان کو ملحوظ رکھنے والا تھا جب اسکے شانے قلم ہوتے تھے تو وہ شکر ادا کرتا تھا مالک تیری راہ میں میں کام آ رہا ہوں۔ آقا بڑھتے رہے عباسؑ بڑھتے رہے شانے کٹتے رہے ہاتھ کٹ کے جدا ہو کے زمین پر گرتے رہے مگر عباسؑ کے دل کے ولولے میں کوئی فرق پیدا نہیں ہوا۔ آنکھ میں تیر لگ گیا عباسؑ نہیں رکے۔ لیکن جب مشکیزہ پر تیر لگا پانی بہنے لگا تو عباسؑ ٹھہر گئے۔ کیوں۔ اس لئے کہ اب ایک راستہ رہ گیا ہے۔ اب خیمہ تک جانے کا کوئی کام نہیں رہ گیا۔ اب تو فقط کوثر کے کنارے جانے کا کام رہ گیا اور گرے گھوڑے سے گرے تو حسینؑ کو آواز دی حسینؑ آئے تو فقط اتنا کہا کہ مرنے سے پہلے ایک دفعہ آپ کو اور دیکھ لینا چاہتا ہوں۔ یہ ہے وہ جنہیں یقین ہے جنہیں معرفت ہے جو آخرت کے نفع پر ایمان رکھتے ہیں۔

”سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا اَىَّ مُنقَلَبٍ يَّنقَلِبُونَ“

☆☆☆

مجلس

(۲)

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ٥

کل بھی میں نے آپ کے سامنے اسی سورہ کی تلاوت کی تھی پورے سورے کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں شروع کرتا ہوں اس اللہ کے نام سے جو رحمٰن ہے دنیا میں اور رحیم ہے آخرت میں والعصر ان الانسان لفی خسر زمانے کی قسم ہر انسان گھاٹے میں ہے نقصان میں ہے اس لئے کہ زمانے کا ایک سکنڈ نہیں گزرتا ہے جب تک وہ ہماری زندگی میں کمی نہیں پیدا کرتا ہے۔ زمانہ گزرتا رہے گا زندگی کم ہوتی رہے گی زمانہ گزرتا رہے گا اور زندگی ختم ہو جائے گی ہم جو زندگی لے کر آئے تھے اس کے ختم ہونے کے بعد دنیا سے ہم خالی ہاتھ جائیں گے یہ اس بات کا ثبوت ہے اور وضاحت ہے جس کو خداوند عالم یہ کہتا ہے کہ زمانے کی قسم ہر انسان گھاٹے میں ہے الا الذین آمنوا وعملوا

الصالحات نقصان سے صرف وہ لوگ بچیں گے جن میں چار باتیں پائی جائیں گی پہلی بات یہ کہ وہ ایمان لائے ہوں گے دوسری بات یہ کہ وہ لوگ نیک کام کرتے ہوں گے عمل صالح انجام دیتے ہوں گے تیسری بات یہ کہ خود صرف نیک نہیں بنیں گے خود نیک نہیں بنیں گے بلکہ دوسروں کو بھی نیک بنانے کے لئے یہ وصیت کریں کہ حق پر چلو اور چوتھی بات یہ کہ یہ بھی سمجھائیں گے اور وصیت کریں گے کہ حق پر چلنے میں جو تکلیفیں ہوں گی ان پر صبر کرنا میں آج قرآن مجید کے اس سورہ کے ترجمہ کے پیش کرنے کے بعد جو سب سے پہلی بات اپنے بھائیوں اور بہنوں کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ یہ سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے ہم میں سے ہر سمجھدار جانتا ہے کہ ہم میں سے ہر آدمی وہ کام کرتا ہے جیسا خیال اس کے دماغ میں جیسا یقین اسکے دل میں پایا جاتا ہے کوئی آدمی بھی یقین کے خلاف کوئی کام نہیں کرسکتا آج ہم میں سے ہر آدمی کو یقین ہے کہ اگر کالے سانپ پر ہمارا ہاتھ پڑ گیا وہ کاٹ لے گا ڈس لے گا کوبرا۔ اور ہماری جان چلی جائے گی اس یقین کے بعد ایک آدمی نہیں ہے جو کسی قیمت پر کوبرے پر ہاتھ ڈالنے کو تیار ہو اس میں تبلیغ نہیں کرنا پڑتی ہے سمجھانا نہیں پڑتا ہے اس لئے کہ یقین ہے کہ اس پر ہاتھ پڑا اور وہ ڈس لے گا ایک مثال آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں آگ میں چمک بھی ہوتی ہے لپک بھی ہوتی ہے چھ ماہ کا بچہ سال بھر کا بچہ ڈیڑھ سال کا بچہ اس چمکتی ہوئی آگ کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے باپ سمجھاتا ہے ماں سمجھاتی ہے بھائی بتاتا ہے سب کہتے ہیں اس کی طرف انگلی نہ لے جاؤ جل جائے گی سمجھا رہے ہیں یعنی تبلیغ کرر ہے ہیں روک رہے ہیں یعنی نہی عن المنکر کرر ہے ہیں لیکن وہ بار بار آگ کی چمک کو دیکھتا ہے اور ہاتھ بڑھاتا ہے ایک دن ماں نہیں تھی باپ نہیں تھا بھائی نہیں تھا دیکھا اس نے ہاتھ بڑھایا اور انگلی جل گئی اب یقین پیدا ہو گیا اب ساری زندگی اس بچہ کو

بچپنے میں جوانی میں بڑھاپے میں بیماری میں اکیلے میں تنہائی میں مجمع میں کبھی سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے کہ آگ جلاتی ہے اس سے اپنے ہاتھ کو بچاؤ اس لئے کہ یقین پیدا ہو چکا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے ایسے ایجوکیٹیڈ مجمع کے سامنے اس سے زیادہ مثالوں کی ضرورت نہیں ہے کہ آدمی جو بھی کام کرتا ہے وہ زیر اثر ہوتا ہے ماتحت ہوتا ہے اس یقین اس خیال کے جو اس کے دماغ میں موجود ہوتا ہے میں اس پہلی اور بنیادی گزارش کے بعد یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یقیناً ہم سب یہ کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں ہم مومن ہیں ہم شیعہ ہیں ہم بارہ اماموں کے ماننے والے ہیں اثنا عشری شیعہ ہیں ہم امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کرتے ہیں ہم مولائے کائنات امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہما الصلوٰۃ والسلام پر جان چھڑکتے ہیں ان ساری باتوں میں کوئی بات ایسی نہیں ہے جب ہم کہہ رہے ہیں تو ہماری زبان کچھ اور کہہ رہی ہے اور ہمارا دل کچھ اور کہہ رہا ہے نہیں ایسا نہیں ہے کہ ہم جب خدا کو کہتے ہیں کہ ہم مانتے ہیں تو ہمارا دل نہیں مان رہا ہے ہم جب نبیؐ کا کلمہ پڑھنے کے لئے تیار ہیں تو ہمارا دل کلمہ نہیں پڑھ رہا ہے یہ ایسی بات نہیں ہے منافق کسے کہتے ہیں منافق اسے کہتے ہیں جس کا دل کہتا ہے کہ خدا نہیں ہے اور وہ کسی سوسائٹی یا دباؤ سے کہتا ہے کہ خدا ہے منافق وہ ہے کہ جس کا دل یہ کہتا ہے کہ محمد عربیؐ اللہ کے نبی نہیں ہیں مگر وہ کسی مجبوری کی بناء پر کہتا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں منافق وہ ہے جو مولائے کائنات امیر المومنینؑ علی ابن ابی طالب علیہما الصلوٰۃ والسلام کو امام نہیں مانتا ہے اسے یقین نہیں ہے کہ آپ نبیؐ کے پہلے خلیفہ اور جانشین ہیں اسے یہ یقین نہیں ہے کہ علیؑ کے نہ ماننے والے کی نجات نہیں ہو سکے گی لیکن اس کے بعد وہ ایسی جگہ رہتا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ علی خلیفہ ہیں بلا فصل خلیفہ ہیں تو جس کا دل کچھ اور کہتا ہے زبان کچھ اور کہتی ہو وہ منافق ہے ہم اللہ کا جتنا بھی شکر ادا کریں اس میں ہم کوئی شکر

ادا کرنے کا حق نہیں ادا کرسکیں گے کہ ہمارا دل یہ کہتا ہے کہ اللہ ہے ہماری زبان یہ کہتی ہے کہ اللہ ہے ہمارا دل یہ کہتا ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں ہماری زبان بھی یہ کہتی ہے کہ آپ اللہ کے رسولؐ ہیں ہمارا دل بھی مولائے کائنات کو مانتا ہے ہماری زبان بھی اقرار کرتی ہے ہم بارہ کے بارہ اماموں کے ماننے والے بھی ہیں اور انکی امامت کا اقرار کرنے والے بھی ہیں تو الحمد للہ کہ ہم منزل نفاق سے بلند ہیں ہمارے پاس ایمان ہے ہمارے پاس یقین ہے لیکن اس کے ساتھ ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ہمارے اس یقین پر ناواقفیت کا ڈھیر ہے ہمارے اس یقین پر نا جاننے اور غفلت کی تہیں جمی ہوئی ہیں اس کا نتیجہ یہی پیدا ہوتا کہ ہم اللہ کو مانتے ہیں نبیؐ کو مانتے ہیں ائمہ معصومینؑ کو مانتے ہیں مگر اس کے بعد ہمارے پاس ایمان و یقین کا وہ درجہ نہیں ہے جو درجہ ہونا چاہئے میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں اس طرح یہ یقین رہتا ہے کہ کبھی بھی ہم حصول برکت حصول ثواب کے لئے اپنے قلب و دماغ کو آراستہ و پیراستہ کرنا چاہیں تو اس کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ پہلے ہم درود بھیجیں محمدؐ وآل محمدؐ پر ایک بار مل جل کر بہ آواز بلند صلوات بھیج دیں بر محمدؐ وآل محمدؐ۔

اور اس صلوات کے طفیل و برکت اور حقیقت کو سمجھنے اور سوچنے کی کوشش کرنا چاہئے تو عزیزان گرامی میں توجہ چاہتا ہوں اور توجہ چاہتے ہوئے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم الحمد للہ مومن ہیں منافق نہیں ہیں لیکن جیسا یقین ہونا چاہئے ویسا یقین ہمارے پاس نہیں ہے کیوں نہیں ہے اس لئے نہیں ہے آپ برا نہ مانیں گے سچائی یہ ہے حقیقتیں ہیں ٹھیک ہے یہ ہمیں محسوس کرنا چاہئے وہ یہ کہ ہم سب کچھ پڑھتے ہیں مگر دین کے بارے میں کچھ نہیں پڑھتے ہمارے پاس سب کچھ پڑا ہوا ہے اور دین کے بارے میں ہمارے پاس فقط سنا ہوا ہے بڑا فرق ہے خود پڑھنے میں بڑا فرق ہے

دوسرے سے سن لینے میں ائمہ معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سامنے ایک سوال پیش کیا گیا تھا کہ یہ بتائیے کہ سچ اور جھوٹ میں کتنا فرق ہے تو آپ نے کہا چار انگل کا فرق ہے کہا مولاً یہ کیسے چار انگل کا فرق ہے کہا جتنا فرق کان میں اور آنکھ میں ہے اتنا ہی فرق سچ اور جھوٹ میں ہے اس لئے کہ جو سنا جاتا ہے وہ جھوٹ بھی ہوسکتا ہے جو دیکھ لیا جاتا ہے وہ یقین ہو جاتا ہے تو میں آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا چونکہ ہم سب کچھ دین کے بارے میں فقط سنتے ہیں پڑھنے کی زحمت نہیں گوارہ کرتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے پاس وہ یقین نہیں ہے جو ہونا چاہئے کوئی مجھ سے پوچھ سکتا ہے کہ کیا یقین بھی ایسی چیز ہے جو گھٹتی ہے اور بڑھتی ہے یقیناً یقین ایک ایسی چیز ہے جو گھٹتی ہے اور بڑھتی ہے اور اس کا قرآنی ثبوت یہ ہے کہ جب پروردگار عالم نے جناب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ کہا کہ میں مردوں کو زندہ کرتا ہوں تو انہوں نے اللہ سے یہ کہا کہ پالنے والے ہمیں مردے کو زندہ کر کے دکھا دے پروردگار عالم نے جناب ابراہیمؑ سے قرآن میں سوال موجود ہے پوچھا کیا ابراہیمؑ تمہیں یقین نہیں ہے کہ میں مردوں کو زندہ کرسکتا ہوں کہا نہیں اللہ یقین ہے بالکل یقین ہے لیکن تو مردے تو زندہ کر کے دکھا دے تا کہ یہ یقین ایمان سے بڑھ کر کے اطمینان کی منزل تک آجائے تو معلوم یہ ہوا کہ جناب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے یقین کے اضافہ کے لئے مردوں کو زندہ ہوتے ہوئے دیکھ سکتے ہیں تو ہمیں یہ شبہہ نہیں ہونا چاہئے ہم تو مسلمان گھر میں پیدا ہوئے ہم تو شیعہ گھر میں پیدا ہوئے ہم تو اثنا عشری گھر میں پیدا ہوئے لہٰذا ہمارے پاس تو یقین ہی یقین ہے نہیں ہمارا یقین گھٹ بھی سکتا ہے ہمارا یقین بڑھ بھی سکتا ہے میں اس میں سے ایک بات آپ کے سامنے بطور ثبوت کے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے پاس کیسا یقین ہے اور کیسا یقین ہونا چاہئے ایک درود بھیجئے محمدؐ وآل محمدؐ پر۔

اگر ہم کو سچا یقین ہے تو جب یہ ہمیں یہ معلوم ہو کہ یہ بات خدا نے کہی ہے تو ہمارا دل مطمئن ہو جائے دنیا مانے یا نہ مانے لوگ ہمارا مذاق اڑائیں ہماری ہنسی کریں ہماری توہین کریں یا ہمارا ساتھ دیں لیکن ہمارا یقین برقرار رہنا چاہئے جب خدا نے کہا ہے تو جو خدا نے کہا ہے سچ ہے اگر یقین ہمارے پاس پورا اور سچا یقین ہے تو اس کے معنی یہی ہونے چاہئیں کہ جب ہم کو معلوم ہو جائے کہ یہ بات حضور سرور کائنات جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہے یہ بات مولائے کائنات امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہما الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمائی ہے یہ بات ہمارے ائمہ معصومینؑ علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے کسی امام نے ارشاد فرمائی ہے تو پھر ہمارے پاس اتنا مضبوط یقین ہونا چاہئے کہ یہ دنیا اِدھر سے اُدھر ہو جائے اُدھر سے اِدھر ہو جائے مگر سچ وہی ہے جو مولاؑ نے کہا ہے جو نبیؐ نے کہا ہے جو امامؑ نے کہا ہے یہ ہونا چاہئے یقین یہ یقین ہے ہمارے پاس ہے یا نہیں ہے نہیں ہے تو اس کے لئے میں ایک ہی جملہ عرض کروں گا ہماری سوسائٹی میں بولنے کا ایک راستہ ہوتا ہے ایک سلیقہ ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ خدا نے کہا ہے نبیؐ نے کہا ہے مولانا نے کہا ہے امامؑ نے کہا ہے مگر خدا نے کہا ہے مگر نبیؐ نے کہا ہے مگر امامؑ نے کہا ہے مگر اس مگر کا مطلب یہ ہے کہ جب تک مگر موجود ہے تب تک ہمارے پاس وہ یقین نہیں ہے جو ہونا چاہئے اکثر ہم ایسی باتیں کرتے ہیں چودہ سو سال پہلے کی یہ باتیں ہیں اس زمانے میں یہ چیزیں فٹ ہوں گی کہ نہیں ہوں گی ہمیں سوچنا ہے کہ کل نبیؐ اور امامؑ نے جو باتیں کہی تھیں آج مانی جاسکتی ہیں یا نہیں مانی جاسکتی ہیں جب کبھی ہمارے اندر یہ انداز گفتگو پیدا ہوا اس کے معنی کے ہم اس یقین سے محروم ہیں جو یقین کامل مضبوط یقین ہونا چاہئے ایسا کہ دنیا ادھر سے ادھر ہو جائے مگر ہمیں یقین رہے کہ خدا نے کہا نبیؐ نے کہا امامؑ نے کہا تو سچا ہے یہ بات کہ ممکن ہے کہ ہمیں

کسی اور دن موقع ملے نہ ملے اس لئے عرض کرنا چاہتا ہوں یہ روایت اور حدیث اکثر و بیشتر آپ نے سنی ہوگی میری بہنوں نے بھی سنی ہوگی میرے بچوں نے بھی سنی ہوگی کہ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ تب ظہور کریں گے جب چالیس مومن لوگ کہتے ہیں جب رہ جائیں گے میں ہمیشہ کہتا ہوں جب چالیس مومن ہو جائیں گے چالیس مومن رہ جائیں گے کا مطلب کیا ہے مومن کم ہوتے جائیں کم ہوتے جائیں گھٹتے جائیں گھٹتے جائیں گھٹتے جائیں یہاں تک کہ پوری دنیا میں کل چالیس مومن رہ جائیں تب بارہویں امام ظہور کریں گے اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ یہ مجلسیں نہیں ہونا چاہئیں مسجدوں میں تالا ڈال دینا چاہئے مدرسوں میں کتابیں ختم کردینا چاہئے تا کہ جلدی سے مومن گھٹیں اور امام آئیں یہ حدیث کا بالکل غلط مفہوم ہے جو لوگوں نے سمجھا ہے نہیں چالیس مومن رہ نہیں جائیں گے پیدا ہوجائیں گے ویسے چالیس مومن جیسا ایک مومن امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دکھایا تھا تو میرا اس وقت تو یہ موضوع نہیں تھا لیکن ذہنوں میں کبھی یہ غلط فہمی نہ پیدا ہوجائے یاد رکھئے گا جب بہتر مومن پیدا ہو گئے تو امام زمانہ کے جد مظلوم حسین ابن علیؑ اٹھے تھے جب ویسے چالیس کامل مومن پیدا ہوجائیں گے تو فرزند مظلوم کربلا امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ، ظہور فرمائیں گے صلوات بھیج دیں بر محمدؐ و آل محمدؐ۔

تو ضرورت ہے کہ غیبت کے زمانے میں تبلیغ پیش کی جائے دین کی تعلیم کو پیش کیا جائے مومن سازی کی مہم کو تیز کیا جائے دینداری کو تیز کیا جائے تا کہ وہ چالیس کامل مومن جلد سے جلد پیدا ہوں اور آپ کا ظہور جلد سے جلد ہو۔ بات کہیں کی کہیں نکل جائے گی۔ میں عرض کرنا چاہتا تھا کہ یہ مومن ہیں مگر ہمارے پاس وہ یقین نہیں ہے جو یقین ہونا چاہئے توجہ چاہتا ہوں دیر ہوگئی جو اور بیٹھے ہیں شاید وہ بھی پریشان ہوں کہ ایک مرتبہ امام اٹھے سہل خراسانی سے کہا ذرا میرے

ساتھ آؤ سہیل ساتھ آئے امام تنور کے پاس آئے کہا دیکھو کیا ہے اب جو دیکھا تو یہ دیکھا کہ آگ جل رہی ہے اور ہارون مکی بیٹھے تسبیح خدا کررہے ہیں نہیں جو کام نہیں معلوم ہے سوچ کے کرنا چاہئے صلوات میں ثواب ہے اس میں کیا ضرورت ہے جو سوچ کے کیا جائے۔

آپ نے ہارون مکی کا ہاتھ پکڑا اور باہر نکال لیا میں اس لئے بھی آپ کی خدمت میں کچھ عرض کرنے میں زحمت محسوس نہیں کرتا ہوں کہ ہارون مکی آگ میں کیسے محفوظ رہ گئے اس لئے کہ وہ خدا جس نے آگ میں جناب ابراہیمؑ کو محفوظ رکھا تھا وہ خدا تھا کل بھی موجود تھا وہ خدا آج بھی زندہ ہے تو ساری تصویر میں دکھائے بغیر مجھے صرف اتنی سی بات کہنا ہے کہ ہارون مکی کے پاس وہ یقین تھا جو یقین ہونا چاہئے ایک امامؑ کے ماننے والے کے پاس اب ہم کو آپ کو میرے بھائی اور بہنوں بچوں کو یہ ٹٹولنا چاہئے کہ ہمارے پاس وہ یقین ہے یا نہیں ہے جب تک وہ یقین نہیں ہوگا جب تک وہ یقین نہیں ہوگا ہمارے اندر وہ کیفیتیں پیدا نہیں ہوں گی میں نے واقعہ کا ایک ذرا سا حصہ جو عمداً درمیان میں بیان کرنا چاہئے تھا اسے چھوڑ دیا تھا اور وہ یہ ہے کہ ہارون مکی کے تنور میں کود جانے سے پہلے امامؑ نے سہل خراسانی سے یہ کہا تھا کہ آگ روشن ہوگئی ہے اس میں کوئلے روشن بھڑک رہے ہیں اس میں کود جاؤ تو اس نے کہا مولاً جب میں وطن سے چلا تھا تو یہ یقین تھا کہ پھر پلٹ کر بال بچوں میں جائیں گے اگر آپ اجازت دے دیں تو میں نہ کودوں تو پہچانئے دو کیریکٹر ہیں جو سامنے آرہے ہیں ایک سہل خراسانی کا کیریکٹر ہے جو امام سے کہتے کہ آپ حق لینے کے لئے اٹھیے اور جب امام ان سے کہتے ہیں تو ہاتھ جوڑ کر یہ کہتے ہیں کہ ہم سے اس حکم کو واپس لے لیجئے اور ایک ہارون مکی کا کیریکٹر ہے جو کچھ پوچھے بغیر امام پر یقین رکھتے ہیں اور آگ میں کود جاتے ہیں ہم کو اپنے ایمان و یقین کو ترقی دینا چاہئے

تا کہ ہم اگر سہل خراسانی کے کیریکٹر پر ہیں تو ہم ترقی کر کے ہارون مکی کے کیریکٹر تک پہنچیں میں نے آپ کی خدمت میں یہ تمہید کیوں پیش کی ہے موضوع سے ہٹ کر بیان کرنا میرا مزاج نہیں ہے لیکن میں نے یہ گزارش آپ کے سامنے اس لئے کی ہے کہ اگر یہ صحیح ہے کہ مومن ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ساری دنیا بھی اگر جھٹلائے تب بھی ہمیں یقین ہونا چاہئے خدا نے کہا تو صحیح وہی ہے ساری دنیا ہمارا مذاق اڑائے پھر بھی ہمیں یقین ہونا چاہئے کہ جو ہمارے نبیؐ نے کہا ہے جو ہمارے امامؑ نے کہا ہے وہی صحیح ہے اور اگر یہ بات صحیح ہے تو پھر سے سنئے اس سورہ کا ترجمہ جو میں نے کل بھی پڑھا تھا اور آج بھی آپ کے سامنے پڑھ چکا ہوں اور اب پھر پڑھنا چاہتا ہوں " بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر" اللہ کہتا ہے کہ میرا نام لے کر کے سورہ پڑھنا شروع کرو اور اس کے بعد کہتا ہے کہ زمانے کی قسم ہر انسان گھاٹے میں ہے "الا الذین آمنوا اس لاس اور گھاٹے سے کون بچے گا وہ آدمی بچے گا جو ایمان لائے گا خالی ایمان لائے تو نہیں بچے گا ایمان لائے گا نیک اعمال بجالائے گا ایمان لائے گا اور نیک اعمال بجالائے گا نہیں بچے گا گھاٹے سے خود نیک بنے گا اور نیک بننے کے بعد دوسروں کو حق پر چلنے کی وصیت کرے گا اور حق پر چلنے کی وصیت جب کرے گا تو اسی کے ساتھ ساتھ ایک دوسری وصیت بھی کرے گا کہا دیکھو جب حق پر چلو گے تو تکلیف ہوگی تکلیف ہوگی تو صبر کرنا جب یہ چار باتیں کوئی آدمی اپنے اندر پیدا کرے گا تب وہ نقصان سے محفوظ رہے گا جو حضرات کل کی مجلس میں تشریف فرما نہیں تھے صرف ان کے لئے اور جو کل تھے ان کو یاد دلانے کے لئے میں اتنی سی بات یاد دلانا چاہتا ہوں کہ جب سے یہ دنیا پائی جاتی ہے اس دنیا میں جتنے انسان پائے جاتے ہیں

سارے انسانوں کے دماغ پر دولفظیں ہیں جو چھائی رہتی ہیں نفع اور نقصان کوئی آدمی کسی حال میں اپنے دماغ کو نفع اور نقصان سے خالی نہیں رکھتا اب میں آپ کی خدمت میں یہ بات بھی یاد دلانا چاہتا ہوں کہ یہ بات بھی میں نے کل کہی تھی کہ آدمی جب ہمیشہ نفع اور نقصان کے چکر میں رہتا ہے تو توہم پرست ہو جاتا ہے یعنی جو چیزیں نہیں ہوتی ہیں انہیں بھی مان لیتا ہے کیسے مان لیتا ہے جن سے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا ہے ان سے ڈرنے لگتا ہے جن سے کوئی نفع نہیں پہنچ سکتا ہے ان سے امید رکھنے لگتا ہے حضور سرور کائنات جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب تبلیغ شروع کی ہے تو تین سو ساٹھ بت تھے جو خانۂ کعبہ میں رکھے ہوئے تھے یہ تین سو ساٹھ بت پیغمبرؐ کے زمانے میں پیغمبرؐ نے نہیں رکھے تھے پیغمبرؐ سے پہلے پیغمبر کے جد دادا پردادا جناب ابراہیمؑ جب پیدا ہوئے ہیں تو ان کے باپ کا انتقال ہو گیا تھا ان کے چچا نے ان کو پالا تھا یہاں بھی ایک لفظ سننے کے قابل ہے ذرا آپ یاد رکھئے گا جناب ابراہیمؑ کے باپ کا نام ہے تارخ مومن تھے اس لئے کہ نبی کا باپ نبیؐ کی ماں ممکن نہیں ہے کہ مومن نہ ہو جناب تارخ کا انتقال ہو گیا تھا جناب ابراہیمؑ کے چچا کا نام ہے آزر۔ آزر نے جناب ابراہیمؑ کو پالا۔ آزر کیا کرتے تھے وہ بھی سنئے بت بناتے تھے بت بیچتے تھے اور بت کو پوجتے تھے یعنی کہیں باہر نہیں جانا پڑتا تھا خدا بنا بھی لیتے تھے خدا بیچ بھی لیتے تھے اپنے بچوں کو بھی بت لے کر بھیجتے تھے کہ جاؤ بیٹا بیچ آؤ تو جب جناب ابراہیمؑ اپنے چچازاد بھائیوں میں بڑے ہوئے تو ان کو بھی بت دیا کہ جاؤ تم بھی بیچ آؤ جناب ابراہیمؑ نے انکار نہیں کیا حالانکہ جب نبیؐ یا امامؑ پیدا ہوتا ہے تو وہ بچہ بھی ہوتا ہے تب بھی امام ہوتا ہے جناب ابراہیمؑ جس دن پیدا ہوئے تھے اس دن بھی نبیؑ تھے لیکن مصلحت ہوتی ہے تو ظاہر کرتا ہے اور مصلحت نہیں ہوتی تو ظاہر نہیں کرتا ہے چنانچہ جناب ابراہیمؑ نے ظاہر نہیں کیا تھا کہ میں نبیؑ ہوں بت لے

کر جاتے تھے تو کیا کرتے تھے سنئے بت کی گردن میں رسی باندھتے تھے اور اسے روڈ پر سڑک پر کھینچتے ہوئے لے جاتے تھے بیچنا جو ہوتا ہے تو بیچنے والنے کو آواز لگانا پڑتی ہے تو کہتے تھے کہ کون ہے جو اسے خریدے گا جو نہ نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان جس کے قبضہ میں نہ نقصان ہے نہ نفع ایسے کو خرید کر کون اپنا نقصان کرے گا۔ چچازاد بھائیوں نے آکر کے باپ سے کہا ان کو بت لے کر بھیجتے ہیں یہ تو ایسی بات کہتے ہیں کہ جو ہم کو دینے والا ہوتا ہے وہ بھی نہیں دیتا نہیں یہاں پر ایک بات خاص طور پر سنانا چاہتا ہوں آپ حضرات اسے ہمیشہ یاد رکھیں گے کہ ایمان ابوطالب کا ایک مسئلہ آپ کے سامنے حل ہو جائے گا جب رفتہ رفتہ آزر کو یہ بات معلوم ہوگئی کہ ابراہیمؑ خدا کے ماننے والے ہیں بت کے ماننے والے نہیں ہیں یہ میرے دین پر میرے مذہب پر نہیں ہیں ان کا راستہ الگ ہے میرا راستہ الگ ہے تو آزر جناب ابراہیمؑ کا دشمن ہو گیا تو معلوم ہوا کہ کوئی چچا بچپنے میں اپنے کسی بھتیجے کو پال سکتا ہے لیکن جب اسے یہ معلوم ہو جائے کہ بھتیجے کا مذہب اور ہے اور میرا مذہب اور ہے تو چچا دشمن ہو جایا کرتا ہے میں اس تاریخ کی اسٹیج پر یاد دلانا چاہتا ہوں اگر محمد عربی کے مذہب کے مطابق ابوطالب کا مذہب نہیں ہوتا تو جب یہ بھتیجا دعوائے نبوت کر رہا تھا تو ابوطالبؑ کو بھی آزر کی طرح دشمن ہو جانا چاہئے تھا مگر ابوطالبؑ کی محبت دلیل ہے کہ آزر بے دین تھا ابوطالبؑ مسلمان تھے اور جو دین محمد تھا وہی دین ابوطالبؑ تھا صلوات بر محمدؐ و آل محمدؐ۔

میں درمیان میں اس تذکرہ کو لے آیا اصلاً جو گزارش کرنا چاہتا تھا وہ یہ ہے کہ حضورؐ نے بھی جناب ابراہیمؑ نے بھی اور خود قرآن مجید میں پروردگار عالم نے بھی بتوں کے بارے میں کہا ہے کہ انہیں تم ناحق مانتے ہو ان کے قبضہ میں کوئی چیز نہیں ہے یہ نہ کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ کوئی نفع اور اسی نفع نقصان کو سمجھانے کے لئے جناب

ابراہیمؑ نے جب ان کی قوم عیدگاہ گئی تھی تو سارے بت کو توڑ کے جو سب سے بڑا بت تھا اس کے ہاتھ میں ہتھوڑا دے دیا اور چلے گئے لوگوں نے جب یہ پوچھا کہ کس نے بتوں کو توڑا ہے کہا ایک جوان ہے ابراہیمؑ جو ہمارے مذہب سے الگ ہے وہ بلائے گئے کہا کس نے توڑا ہے تو کہا کہ تمہارے بڑے بت تو موجود ہیں ان سے پوچھو تو یہ کیا ہے جناب ابراہیمؑ کے زمانے میں جو انسان پائے جاتے تھے وہ سب پاگل نہیں تھے پیغمبرؐ نے جب تبلیغ شروع کی ہے تو جو کافر پائے جاتے تھے بت پرست پائے جاتے تھے وہ پاگل نہیں تھے یہ سب تو ہم پرست تھے تو ہم پرست نفع اور نقصان کے خوف سے ان کو اتنا ڈرا دیا تھا کہ سوچتے تھے کہ شاید ان سے کوئی فائدہ پہنچ جائے اور شاید ان کو نہ مانیں تو کوئی نقصان پہنچ جائے یہ تو ہم پرستی تھی جو میں نے کل آپ کے سامنے بیان کی تھی اور میں نے گزارش کی تھی کہ یہ تو ہم پرستی کبھی کبھی ہم مسلمانوں کی سوسائٹی میں آ جاتی ہے اور ہم بھی ان کے پاس حاجت پوری کرانے کے لئے پہنچ جاتے ہیں جو نہ خدا کے ماننے والے ہوتے ہیں نہ نبیؐ کے ماننے والے ہوتے ہیں نہ اماموں کے ماننے والے ہوتے ہیں۔ یہاں یہ ایک منزل اور ہوتی ہے کہ اگر مرد نہیں جاتے ہیں تو عورتیں بھیج دیتی ہیں اور کم از کم یورپ اور انگلینڈ کے لئے کوئی ضروری نہیں ہے کہ مرد جائیں یہ خود ہی پہنچ جائیں گی یہاں بھی دعا مانگ لو ان سے بھی تعویذ لکھوا لو ان سے بھی ڈورا لے لو جی کل میں نے آپ کے سامنے کہا تھا کہ یہ ساری تو ہم پرستی ہے جب ہم خدا والے ہیں تو خدا سے مانگنا چاہئے نبیؐ والے ہیں تو نبیؐ سے سفارش کے لئے کہنا چاہئے جب ہم علیؑ والے ہیں آل محمدؐ والے ہیں تو ان کے طفیل اور وسیلہ سے خدا سے دعا مانگنا چاہئے یہ کل کا بیان تھا جسے دوہرانا ہم نے آج ضروری سمجھا ہے آج میں اپنے سلسلۂ بیان کو جتنا آگے بڑھانا چاہتا ہوں اسے آپ پوری توجہ کے ساتھ سنیں اور ذہنوں میں محفوظ رکھیں تا کہ میری اگلی تقریروں کا

تسلسل آپ کے ذہنوں میں رہے ایک درود بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر۔

"والعصر ان الانسان لفی خسر" زمانے کی قسم ہر انسان گھاٹے میں ہے گھاٹے سے کون بچے گا جو ایمان لائے گا کیا مطلب یعنی جو خدا کہے گا وہی صحیح ہے جو کچھ نبیؐ نے بتایا ہے وہی صحیح ہے جو کچھ بارہ اماموں نے بتایا ہے وہی صحیح ہے جو کچھ قرآن مجید میں ہے یہی صحیح ہے تو جب یہ یقین پیدا ہو تب ہم الاالذین آمنوا کی فہرست میں شامل ہوں گے کہ نقصان سے وہ لوگ بچیں گے جو ایمان لائے ہیں اس موقع پر آج مجھے جو اپنی تقریر میں خاص اور اہم ترین بات کہنا ہے اس کے لئے آپ تیار رہیے ہم اللہ کو مانتے ہیں محسوس کیجئے گا نبیؐ کو مانتے ہیں بارہ کے بارہ اماموں کو مانتے ہیں اسلام کو مانتے ہیں قرآن کو مانتے ہیں کعبہ کو مانتے ہیں احکام خدا میں ہر حلال اور حرام کو مانتے ہیں واجب اور حرام کو مانتے ہیں سب مانتے ہیں لیکن ایک جگہ ہے سننے کے قابل ہمیں نقصان پہنچ جائے خدا کی طرف سے آپ کہیں گے خدا کی طرف سے کیسے نقصان پہنچے گا اچھے خاصے تھے بیمار ہو گئے میں وہ مثال لانا چاہتا ہوں کہ ہمیں نقصان پہنچ گیا خدانخواستہ گھر میں آگ لگ گئی خدانخواستہ بچہ بیمار ہو گیا یا مر گیا کوئی نقصان پہنچ گیا جب نقصان پہنچ جائے تو ہمیں اپنے دل کو ٹٹولنا ہے کہ نقصان پہنچ جانے کے بعد ہم خدا سے راضی ہیں یا ناراض نقصان پہنچنے کے بعد بھی ہم نبیؐ سے راضی ہیں یا ناراض نقصان پہنچ جانے کے بعد بھی ہم علیؑ سے اور ان کی گیارہ اولادوں سے راضی ہیں یا ناراض نقصان پہنچنے کے بعد بھی ہم جناب عباسؑ سے راضی ہیں یا ناراض یہ ہمیں اپنی زندگی میں ٹٹولنا پڑے گا اگر ہمارے دلوں میں نقصان کے پہنچ جانے کے بعد شک پیدا ہو جائے بد دلی پیدا ہو جائے ناراضگی پیدا ہو جائے تو اس کے معنی کہ ہمارے پاس وہ ایمان نہیں ہے جو ہونا چاہیے میں آپ کی خدمت میں ایک واقعہ عرض کروں گا واقعات کے ذریعہ

بات سمجھنا اور سمجھانا بہت آسان ہو جاتی ہے میں اس واقعے کے ذریعہ دو باتیں سمجھانا چاہوں گا کہ نقصان پہنچ جائے تب بھی بندہ خدا سے راضی رہے تب بھی مسلمان نبیؐ سے راضی رہے تب بھی چاہنے والا علیؑ اور اولا دعلیؑ سے راضی رہے یہ ہے ایمان نفع اور نقصان سے نہیں دیکھنا ہے یقین ہے تو یقین ہے اور دوسری بات جو سمجھانا چاہتا ہوں کہ جو اللہ کا ماننے والا نہیں ہے جو نبی کا ماننے والا نہیں ہے جو بارہ اماموں کا ماننے والا نہیں ہے جو مسلمان نہیں ہے جو مومن نہیں ہے جو سچے مذہب پر نہیں ہے اگر اس میں کوئی کمال دکھائی دے تو کبھی ہمارے ایمان میں فرق نہیں ہونا چاہئے کہ جب یہ سچے راستے پر نہیں ہے تو اسکے پاس کمال کیسا ہے نہیں میں اس واقعے کو سنا کر کے دو مسئلے کو حل کرنا چاہوں گا اور انشاء اللہ مجلس ختم ہونے سے پہلے میرا ہر بھائی میری ہر بہن محسوس کرے گی اس بات کو۔ ایمان کے معنی کیا ہیں نقصان پہ راضی رہنا اور کسی بھی غیر مسلم اور مومن کے کمال کو دیکھ کر ایمان میں ضعف نہ پیدا ہونے دینا ایک درود بھیج دیں بر محمدؐ و آل محمدؐ۔

ہمارے اور آپ کے ساتویں امام امام موسی ابن جعفر علیہ السلام بڑی بنیادی باتیں ہیں مگر ان کی طرف بھی آپ کو متوجہ رہنا چاہئے کہ اماموں کے نام اور ہیں اور ان کے لقب اور ہیں ہمارا فریضہ ہے کہ اپنے بچوں کو نام بھی یاد کراتے رہیں اور لقب بھی یاد کراتے رہیں تو ساتویں امام کا نام ہے موسیٰ آپ کا لقب ہے کاظم۔ کاظم کے معنی ہیں غصہ پر قابو پانے والا بات میں بات آ گئی ہے تو سن لیجئے ساتویں امام کے بعد کسی امام سے کسی شخص نے پوچھا ساتویں امام کا لقب کاظم کیوں ہے تو آپ نے فرمایا کہ نبی جو ایک لاکھ چوبیس ہزار گزرے ہیں امامؑ جن کی تعداد بارہ ہے تو ان نبیوں میں ایک نبی موسیٰ گزرے ہیں اور بارہ اماموں میں ایک امام موسیٰ گزرے ہیں دونوں کی دو الگ الگ صفتیں ہیں جناب موسیٰ کی صفت یہ ہے وہ

غضبناک ہوتے تھے خدا کے لئے ہم آپ غضبناک ہوتے ہیں غصہ کرتے ہیں تو اپنے لئے ہمارے سامنے کوئی خدا کو برا بھلا کہتا رہے تو ہم بھی اس کے مذاق میں شامل ہو جاتے ہیں کوئی دین کا مذاق اڑاتا رہے ہم اس میں شامل ہو جاتے ہیں لیکن جناب موسیٰ کا معاملہ یہ تھا کہ وہ اپنے لئے نہیں بلکہ خدا کے لئے غضبناک ہوتے تھے اور امام موسیٰ ابن جعفر کا مزاج یہ تھا کہ وہ خطا کرنے والے بندوں کو خدا کے لئے معاف کر دیتے تھے تو امامؑ نے کہا دو موسیٰ گزرے ہیں ایک خدا کے لئے غضبناک ہوتا تھا ایک خدا کے لئے معاف کر دیتا تھا وہ موسیٰ نبی تھے یہ موسیٰ امام تھے ان کا لقب اس لئے کاظم تھا امام موسیٰ ابن جعفر کے زمانے میں حکومت بنی عباس کی تھی ایک آدمی پیدا ہوا وہ خدا کو نہیں مانتا تھا جب خدا کو نہیں مانتا تھا تو نبیؐ امام کا کیا سوال ہے غیر مسلم دہریہ کسی مذہب کو نہیں مانتا خدا ہی کو نہیں مانتا متوجہ ہو کر سنئے گا اس واقعہ کو لیکن اس آدمی کے پاس کمال یہ تھا کہ میں گیا آپ گئے کوئی گیا اور جا کے پوچھتا تھا کہ بتاؤ میرے دل میں کیا ہے تو وہ وہی بات بتا تا تھا جو اس کے دل میں ہوتی ہے یعنی کمال کتنا اللہ کو نہیں مانتا نبیؐ کو نہیں مانتا امامؑ کو نہیں مانتا اسلام کو نہیں مانتا مگر بظاہر اس کے پاس علم غیب ہے اور اتنا علم غیب ہے کہ جو گیا کہا میرے دل میں کیا خیال جو خیال ہے وہ بتائی تو مسلمان جیسے آج ہیں ویسے کل بھی لوگوں کے دلوں میں شبہہ پیدا ہونے لگا کہ یہ کیسا مذہب ہے کہ ہم مانتے ہیں خدا نبیؐ اور امام کو ہمارے پاس کچھ خبر نہیں ہے اور یہ تو کسی کو نہیں مانتا مگر ہر ایک کی دل کی ۔ تو جتنا جتنا وہ خبریں بتاتا جاتا ہے ویسے ہی ویسے مسلمانوں کا ایمان جو ہے شک میں بدلتا جاتا ہے لوگ سمجھتے ہیں کہ مسلمان اب نہیں رہیں گے حکومت کو اب تک اسلام کی فکر نہیں تھی لیکن سوال یہ پیدا ہوا کہ اگر یہ مسلمان مسلمان نہیں رہیں گے تو پھر ہم حکومت کس پر کریں گے تو اب دین بچانا ہے اپنی حکومت کے لئے تو اس وقت کے خلیفہ حاکم اور

بادشاہ نے پیغام بھیجا امام کی خدمت میں امام موسیٰ ابن جعفر کی خدمت میں کہ آپ کے جد کے دین پر مصیبت آئی ہے اسے آپ بچائیں یعنی دین جب بچ جائے تو حکومت یہ کریں گے اور جب دین پر مصیبت آئے تو دین کو بچانے امام جائیں ہم آپ ہوتے تو بگڑ جاتے جب حکومت تم کرتے ہو تو تم ہی بچاؤ لیکن اتنا یاد رکھئے گا کہ قبضہ کرنے والا اور ہوتا ہے مالک اور ہوتا ہے قبضہ کرنے والا بھول جائے تو بھول جائے مگر مالک اپنی چیز بچانا کبھی نہیں بھولتا امامؑ نے اپنے ساتھی لئے اور اس آدمی کے پاس آگئے اور اپنے ساتھی سے کہا جاؤ ذرا پوچھ کر دیکھو کہ دل کی بات بتاتا ہے یا نہیں بتاتا ہے مولاؑ آپ کو معلوم نہیں ہے کہا نہیں مجھے تو معلوم ہے مگر میں پھر سے واقعہ کی سچائی کو سامنے لانا چاہتا ہوں اپنے ساتھی صحابی کو بھیجا اور اس نے جا کر پوچھا کہ میرے دل میں کیا ہے اس نے وہی جواب دیا جوان کے دل میں تھا پلٹ کر آئے کہا خبر صحیح ہے۔ اس کے بعد امام خود تشریف لائے اب تک جو آتا تھا وہ پوچھتا تھا بتاؤ میرے دل میں کیا ہے بتاؤ میرے دل میں کیا ہے بتاؤ میرے دل میں کیا ہے اور یہ بتاتا جاتا تھا امام تشریف لائے اور امام نے تشریف لانے کے بعد کہا کہ یہ بتاؤ کہ تم نے وہ کون سی محنت اور ریاضت کی تھی جس کے بعد تمہیں یہ کمال حاصل ہو گیا ہے اس نے ایک مرتبہ امامؑ کو دیکھنا شروع کیا کہ ایسا پوچھنے والا تو کوئی نہیں آیا تھا سب لوگ اپنا حال پوچھنے آتے تھے یہ تو میرا حال پوچھنے آگئے کہا یہ بتاؤ کہ تم نے کون سی مشقت کی ہے کون سی ریاضت کی ہے کون سی محنت کی جس کے بعد تمہارے اندر یہ کمال پیدا ہو گیا ہے سوچنے لگا بس جو باطل کو پہلے ہی جملہ پر سوچنے پر مجبور کر دے وہی تو امامؑ ہوتا ہے یہ معیار امامت نہیں بتا رہا ہوں اشارہ بتا رہا ہوں سوچنے کے بعد اس نے کہا میں نے کوئی محنت نہیں کی ہے میں نے کوئی مشقت نہیں کی ہے میں نے کوئی ریاضت نہیں کی ہے بس میرا ایک کام ہے پوری زندگی جس پر

میں نے عمل کیا کہا بتاؤ وہ کیا ہے کہا میری عادت یہ ہے کہ جو دل کہتا ہے وہ کام نہیں کرتا اگر دل کہے گا کھاؤ بھوکا رہوں گا دل کہے گا نہ کھاؤ کھانے بیٹھ جاؤں گا یعنی اپنے خواہشوں کی مخالفت کرنا یہ میری پوری زندگی کی ریاضت ہے محنت ہے امام کا جواب سنئے امام کا جواب سنئے امامؑ نے کہا دل کی خواہشوں کی مخالفت کرنا یہ نبیوں کا کام ہوتا ہے تو تم نے محنت وہ کی ہے جو نبیوں کا کام ہوتا ہے لہٰذا خدا نے تمہیں کمال بھی وہی دے دیا ہے جو نبی کو دیتا ہے جیسے نبی غیب کی خبریں بتا تا ہے اللہ نے وہ کمال تمہیں بھی دے دیا ہے اس لئے کہ تم نے محنت وہ کی ہے جو نبی کرتا ہے کہا تو بس تمہیں کمال مل گیا ایک سکنڈ ذرا جلدی نہ کریں امامؑ نے اس سے کہا میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں کہا فرمایئے کہا میں تجھ سے یہ کہتا ہوں کہ مسلمان ہو جا اور جیسے ہی امامؑ نے کہا مسلمان ہو جا اس کے چہرے کا رنگ بدلا امامؑ مسکرائے کہا مسلمان ہونا یا نہ ہونا یہ تو تمہارے اختیار کی بات ہے یہ بتاؤ تمہارا دل کیا کہہ رہا ہے تمہارا دل کیا کہہ رہا ہے مسلمان ہونے کے لئے ہاں کہہ رہا ہے یا نہیں کہہ رہا ہے کہا کہہ تو یہی رہا ہے کہ مسلمان نہیں ہونا چاہئے کہا کہ ساری عمر کی ریاضت کیا کہہ رہی ہے کہا وہ کہہ رہی ہے کہ جو دل کہے اس کے خلاف کرو کہا اب تمہارے ہاتھ تمہارا فیصلہ ہے کہ زندگی بھر کی ریاضت پر عمل کرد گے یا اسے توڑ دو گے جگہ سے اٹھا اور کلمہ پڑھا امامؑ کے ساتھ مسلمان ہو کے چلا نہیں ابھی اس واقعہ کا اہم ترین حصہ باقی ہے تو پہلی بات تو یہ آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت جو لوگ مسلمان تھے ان کے دلوں میں شک پیدا ہو رہا تھا اسلام کے خلاف تو یہ کیوں پیدا ہو رہا تھا کہ یہ مسلمان نہیں خدا نبیؐ امامؑ کسی کو نہیں مانتا ہے مگر غیب کی خبریں دیتا ہے تو کبھی کسی ناحق کے پاس غیر مسلم کے پاس غیر مومن کے پاس جس کا مذہب سچا نہیں ہے کوئی کمال دکھائی دے تو کسی اور کی نگاہوں میں تیرگی چاہے پیدا ہو لیکن مومن کی نگاہ میں اطمینان ہونا

چاہئے جب سچے مذہب پر نہیں ہے تو اس کے کمال کی کوئی وجہ ہوگی ہم کو اپنے ایمان میں شک نہیں پیدا ہونے دینا چاہئے۔ مسلمان ہو گیا تو جو بادشاہ تھے ان کو تو اطمینان ہو گیا امامؑ کے ہاتھوں مسلمان ہوا تو امامؑ کے پاس آ کے بیٹھنے لگا ایک دو چار دن گزرا ایک ہفتہ گزرا پھر امامؑ نے اپنے ساتھی سے کہا اب ان سے پوچھو غیب کی خبریں بتا سکتے ہیں میرے دل میں کیا ہے ان سے پوچھو جو پوچھا تو اس نے کہا اب تو میں کچھ نہیں بتا سکتا سوچئے اگر ہم آپ ہوتے تو سوچتے کہ کل کافر تھا تو دل کی خبریں بتا تا تھا آج مسلمان ہو گیا تو جو کمال تھا وہ بھی چلا گیا تو معاذ اللہ اس کے پاس سے کمال چلا گیا تھا معاذ اللہ ہمارے پاس سے ایمان چلا جاتا لیکن ایمان نہ جانے پائے اسی لئے امامؑ نے اس واقعہ کو پیش کیا۔ کہا تم بتا سکتے ہو کہا کچھ نہیں کہا سنو کل خدا تم سے نفرت کرتا تھا آج خدا تم سے محبت کرتا ہے کل خدا تم سے نفرت کرتا ہے لہٰذا تمہیں دوزخ میں ڈالنا چاہتا تھا آج تم سے محبت کرتا ہے لہٰذا جنت تک پہنچانا چاہتا ہے کل خدا تم سے نفرت کرتا تھا تو تمہیں سزا اور عذاب دینا چاہتا تھا آج خدا تم سے محبت کرتا ہے تو عذاب سے بچانا چاہتا ہے اور ثواب دینا چاہتا ہے کہا تمہارے پاس یہ کمال تھا کہ تم دل کی خبریں بتا دیا کرتے تھے اللہ نے یہ کمال تم سے واپس لے لیا ہے یعنی تمہارے پاس یہ نقصان پیدا ہو گیا کہ جو نعمت تھی جو کمال تھا تمہارے پاس نہیں رہا تو بتاؤ خدا سے اس کمال کے واپس لے لینے پر راضی ہو کہ ناراض نقصان سے وہ بچے گا جو ایمان لانے والا ہوگا اور ایمان کے معنی یہ ہیں کہ نقصان کے بعد بھی خدا سے ناراضگی نہ پیدا ہو شک نہ پیدا ہو یقین پیدا ہو جو بات میں آپ کی خدمت میں آج کی مجلس میں عرض کرنا چاہتا تھا بات یہاں تک آ گئی ہے تو سن لیجئے کہ جب خدا نے نعمت دی اور واپس لے لی تو میں راضی ہوں کہا اس نے کمال دے کے واپس لیا نعمت دے کے واپس لی اور تم راضی ہو تو خدا نے تمہارے راضی ہونے کے بعد

تمہارا ایک حق اپنے اوپر قائم کیا اور اس حق کو ادا کرنے کے لئے اب تک جتنے تمہارے گناہ ہیں ان گناہوں کو معاف کرے گا کل وہ چاہتا تھا کہ محنت کی جزا وہ یہیں دے دے اور عذاب ہی عذاب رہ جائے اب وہ چاہتا ہے تمہارے صبر کرنے کی بناء پر جو نعمت چھن گئی ہے جتنے گناہ ہیں انہیں معاف کر دے تا کہ مرنے کے بعد تم کو ثواب ہی ثواب حاصل ہو۔ بس تو عزیزان گرامی آج میری تقریر کا ضروری اور اہم ترین مسئلہ یاد رکھئے گا ہم نقصان سے تبھی بچیں گے جب ایمان لائیں گے خدا نبیؐ اور امامؑ پر اور ایمان کے معنی یہ ہیں کہ ہمیں نقصان پہنچ جائے تب بھی ہمارے ایمان میں کسی قسم کی کمی نہ پیدا ہو کوئی ناراضگی نہ پیدا ہو اور اسکے لئے سب سے بڑا مضبوط سہارا ہے واقعۂ کربلا یہ تو اگلے دن آئیں گے جب میں آپ کے سامنے مزید تفصیل رکھوں گا لیکن آج اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ کربلا کے میدان میں ایک آدمی کھڑا ہو جائے آج بھی کھڑا ہو جائے تو اسے محسوس ہو گا کہ جتنی راحتیں ہیں جتنی نعمتیں ہیں جتنی آسانیاں ہیں سب یزیدیوں کے ساتھ ہیں اور جتنی تکلیفیں ہیں وہ سب حسینیوں کے ساتھ ہیں لیکن دیکھنے کی بات یہ نہیں ہے کہ حسینؑ اور حسینؑ کے ساتھی تکلیف میں ہیں دیکھنے کی بات یہ ہے کہ تکلیف میں جتنا اضافہ ہوتا جاتا ہے اتنا ہی ان میں خوشی بڑھتی چلی جاتی ہے میں آج شہادت نہیں پڑھوں گا جب وقت آئے گا تب پڑھوں گا لیکن اتنی سی بات میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ میں کتابوں میں یہ تذکرہ ملتا ہے کہ جب جناب علی اصغرؑ کے گلے پر تیر لگا ایک جملہ میں کہہ دینا بڑا آسان ہے علی اصغرؑ کے گلے پر تیر پڑنا لیکن اسکی بھی تفصیل آدمی سوچے اور غور سے سوچے بچہ کو تیر لگ جانا اور ہے اور باپ کی گود میں بچہ ہو اور تیر لگ جائے بڑا فرق ہے اٹھارہ سال کا بچہ ہو اس کو تیر لگ جائے وہ منزل اور چھ مہینہ کا بچہ ہو اور اسے تیر لگ جائے وہ صورتحال اور ہے بچہ

بھوکا پیاسا نہ ہو اور تیر لگ جائے اور بچہ بھوکا پیاسا ہو اور اس کو تیر لگ جائے وہ منزل اور ہے میں پڑھوں گا جب ہی جب موقع آئے گا لیکن اتنا یاد دلانا چاہتا ہوں چھوٹا سا گلا بڑا سا تیر وہ تیر جس میں تین حصے تھے تین پھل تھے تین نوکیں تھیں آیا تیر پوری طاقت کے ساتھ آیا تیر اور یہ اصغرؑ کے گلے پر پڑا تیر اور اصغرؑ کا گلا اس تیر کو روک نہیں سکا اصغرؑ کے گلے سے گذر کے امامؑ کے بازو میں تیر کے حصے پیوست ہو گئے جو سنا ہے آپ نے سنا ہے اور جو سنانا ہے مجھے وہ میں آپ کو سناؤں گا لیکن اتنی سی بات مجھے آپ کو یاد دلانا ہے جب اصغرؑ کے گلے پر تیر لگا تو حسینؑ کے چہرے کا رنگ سرخ ہو گیا علماء نے لکھا ہے کہ حسینؑ کے چہرے کا رنگ سرخ اس لئے ہو گیا کہ حسین اللہ کی بارگاہ میں بے حد بے تاب ہو کر کے شکر خدا ادا کر رہے تھے مالک تیرا احسان کہ تو نے یہ قربانی بھی قبول کر لی اکبرؑ کی قربانی قبول کر لی عباسؑ کی قربانی قبول کر لی زہیرؑ و بریرؑ کی قربانی قبول کر لی اولاد جعفر و عقیلؑ کی قربانی قبول کر لی میرے مالک یہ چھوٹا سا ہدیہ تھا یہ چھوٹا سا نذرانہ تھا تو نے اسے بھی قبول کر لیا تو معلوم ہوا کہ جتنی تکلیف بڑھتی جا رہی ہے اتنی ہی حسینؑ کے چہرے میں سرخی پیدا ہوتی جا رہی ہے یہ بتانے کے لئے کہ راہ خدا میں جو کچھ خرچ ہوتا چلا جائے اتنا ہی زیادہ انسان میں مسرت پیدا ہوتی جائے خوشی پیدا ہوتی جائے کربلا والے صبر کرنے والے بھی تھے اور کربلا والے شکر کرنے والے بھی تھے جب اصغرؑ کے گلے پر تیر لگا تو حسینؑ کا چہرہ سرخ ہو گیا یہ حسینؑ کا شکر تھا اور میں صبر کی منزل آپ کو یاد دلاؤں گا صبر کی منزل وہ تھی جب جلتی ہوئی زمین پر ننھی سی لاش رکھ دی ہے لاش رکھنے کے بعد کمر سے تلوار کھولی ہے اور تلوار کی نوک سے قبر کھودنا شروع کی قبر کھودنے کے بعد اپنے ہاتھ سے اپنے چھ مہینے کے بچہ کو حسینؑ نے قبر کے اندر اتارا ہے اور اپنے ہاتھ سے مٹی ڈالنا شروع کی ہے صبر کی منزل یہ تھی کہ جب مٹی ڈال چکے قبر علی اصغرؑ تیار

کر چکے قبر علی اصغرؑ بند کر چکے تو ایک مرتبہ حسینؑ بے حد بے چین ہو گئے اور بے چین ہونے کے بعد روئے اور اتنا روئے اتنا روئے کہ آنسوؤں سے اس قبر پر نمی پیدا ہوگئی میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ میرے مولاؑ نے دونوں باتیں بتائیں کہ جب گلے پر تیر لگا تھا تو چہرے کی سرخی سے شکر کا پیغام میں نے امت کو دیا حسینیوں کو دیا اور جب میں نے قبر کھودی تو صبر کرتا رہا اور قبر میں دفن کرنے کے بعد روکر کے میں نے بتایا کہ دل سنبھال کر کے خدا سے راضی رہ کر کے رونا نہ صبر کے خلاف ہے نہ شکر کے خلاف ہے میں آپ کی خدمت میں اس تذکرہ پر مجلس تمام کر دیتا لیکن کسی کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہوسکتا ہے حسینؑ صابر تھے تو کون سا بڑا کمال تھا حسینؑ شاکر تھے تو کون سا بڑا کمال تھا امامؑ تھے اماموں کے باپ تھے امامؑ کے بھائی تھے امامؑ کے بیٹے تھے نبیؐ کی زبان چوس کے پلے تھے نہیں کربلا والے نہیں وہ کربلا والے جن کی رگوں میں بنی ہاشم کا خون بھی نہیں تھا لیکن وہ بھی جتنی مصیبتیں بڑھتی جارہی تھیں اتنا ہی زیادہ بے چین ہوکر کے اپنے کو راہ خدا میں پیش کررہے تھے مجھے یاد ہے وہ وقت یاد ہے منزل بہ منزل نہیں دو ایک جگہیں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ نقصان وتکلیف کے باوجود بھی ایمان میں فرق نہ پیدا ہونے پائے یہ ہے حقیقت ایمان یہ ہے سچا ایمان یہ ہے میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ جب حسینؑ کے سارے صحابی شہید ہو گئے ہیں اور بنو ہاشم کی شہادت کا وقت آیا ہے تو عون ومحمد بھی تیار ہیں عباسؑ اور ان کے بھائی بھی تیار ہیں لیکن سب سے پہلے جناب مسلم ابن عقیلؑ کے دونوں نوجوان سج کے آئے اور کہا اگر آپ کی اجازت ہو جائے تو سب سے پہلے ہمیں مرنے کی اجازت دے دیجئے اس لئے کہ اس راہ میں سب سے پہلے ہمارا باپ شہید ہوا ہے ہم چاہتے ہیں کہ اپنے باپ کے نقش قدم پر چلیں دنیا میں کیا ہوتا باپ مرجاتا ہے تو اولاد رک جاتی ہے کہ باپ کام آ گیا ہے ہمارے گھر سے

قربانی کا حصہ پورا ہو چکا ہے لیکن کربلا میں سب سے پہلے جناب مسلم ابن عقیلؑ کے فرزند پیش ہوتے ہیں پھر بنی ہاشم پیش ہوتے ہیں اور بنی ہاشم سے پہلے اصحاب پیش ہوتے ہیں اصحاب میں سب کا تذکرہ چھوڑ دینا چاہتا ہوں ایک تذکرہ سنانا چاہتا ہوں ہمارے آپ کے چوتھے امامؑ کا ایک غلام ہے اس کا نام ہے غلام ترکی عاشور کے دن امام کی خدمت میں آتا ہے امام حسینؑ کی خدمت میں آتا ہے اور کہتا ہے فرزند رسول میں نے زندگی بھر آپ کا نمک کھایا ہے میں نے زندگی بھر آپ کی خدمت کی ہے اب میں چاہتا ہوں کہ کربلا میں آپ کی خدمت میں جان بھی دے دوں تاکہ آخری حق بھی ادا ہو جائے ذرا پہچانئے حقوق آل محمدؐ کیسے پہچنواتے ہیں سید سجادؑ کے باپ ہیں امام حسینؑ لیکن آپ نے کہا کہ نہیں غلام ترکی تمہارا آقا تمہارا مالک سید سجاد ہے تم پہلے ان کے پاس جاؤ اجازت لینے کے لئے جب وہ اجازت دیں گے تب ہم تمہیں اجازت دیں گے غلام ترکی آیا چوتھے امامؑ کے خیمہ کے پاس آیا وہ امامؑ جسے بخار بھی ہے وہ امامؑ جو پیاسا بھی ہے وہ امامؑ جسے غش پہ غش بھی آرہے ہیں ایک بار اس نے آواز دی کہ آقا امامؑ نے آنکھیں کھولیں اپنے غلام کی آواز پہچانی پھر کہا کیا کہنا چاہتے ہو کہا کہ آخری سلام کرنے کے لئے آیا ہوں مولا اب آخری خدمت کی اجازت دے دیجئے میں آپ کے خاندان پر جان نچھاور کرنا چاہتا ہوں میں راہ خدا میں شہادت حاصل کرنا چاہتا ہوں اپنے ایمان کو عملی طور پر مکمل کرنا چاہتا ہوں امامؑ نے رو کر رخصت کیا ہے اور اس کے بعد اس منظر کو نہ بھولئے گا تاریخ کے اندر پڑھیں گے تو آپ کو ملے گا کہ غلام ترکی چوتھے امامؑ کو سلام کر کے نہیں چلا گیا بلکہ بنی ہاشم کے ایک ایک خیمہ پر آتا تھا بی بی سلام شاہزادی سلام یہ غلام تم سے رخصت ہو کر کے جا رہا ہے اور میں نے تاریخ میں پڑھا ہے اکبرؑ جب رخصت ہو رہے تھے عباسؑ جب رخصت ہو رہے تھے جب پورا بنو ہاشم کا خاندان

انہیں رو رو کر رخصت کر رہا تھا لیکن اللہ صبح کو غلام ترکی جب رخصت ہو رہا تھا تو کوئی خیمہ ایسا نہ تھا جس میں سے رونے کی آواز نہ آرہی ہو معلوم ہوا کہ غلام نہیں جا رہا ہے کوئی خاندان کا فرد ہے جو جا رہا ہے غلام ترکی ہنستا ہوا جا رہا تھا اور سیدانیاں اہل حرم سب کے رونے کی آواز آرہی تھی میں ہنستے ہوئے میدان کی طرف جانے والے غلام ترکی سے پوچھنا چاہتا ہوں تم کیوں بے چین ہو کر کے ہنستے ہوئے جا رہے ہو کہا اس سے بڑی خوشی اور کیا ہوگی کہ اللہ کی راہ میں آل محمدؐ کی محبت میں بنو ہاشم کی خدمت کرتے ہوئے دنیا سے قربان ہو رہا ہوں لیکن جب چلنے لگا اور رخصت ہونے لگا اور ایک مرتبہ آخری مرتبہ حسینؑ کو دیکھا تو اس کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے میں پوچھوں گا کہ غلام ترکی اب کیوں رو رہے ہو کہا اس لئے رو رہا ہوں کہ علیؑ و فاطمہؑ کا لال جب رخصت ہوگا تو تنہا ہوگا کوئی رکاب تھامنے والا بھی نہ ہوگا۔ فقط بہن بھائی کو سوار کرے گی۔

"سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا اَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ"

☆☆☆

مجلس

(۳)

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ہ

"بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم" کے بعد اللہ کا ارشاد ہوتا ہے کہ گزرتے ہوئے زمانے کی قسم کہ دنیا کا ہر انسان گھاٹے میں ہے الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات گھاٹے سے صرف وہ لوگ بچ سکیں گے جو اپنے اندر چار باتیں پیدا کریں گے پہلی بات یہ ہے کہ ایمان لائیں گے دوسری بات یہ ہے کہ نیک اعمال نیک کام کریں گے اور تیسری بات یہ ہے کہ صرف خود نیک نہیں بنیں گے بلکہ اپنی فیملی کو اپنی سوسائٹی کو نیک بنانے کے لئے جب کبھی بھی ان کو موقع ملے گا تو وہ ایک دوسرے سے یہ بات کہتے رہیں گے وصیت کرتے رہیں گے کہ حق کے ساتھ چلو حق کے مطابق چلو حق کے راستے پر چلو اور حق پر چلنے میں کچھ تکلیفیں بھی ہوں گی کچھ نقصان بھی ہوں گے کچھ دکھ بھی ہوں گے لہٰذا وہ یہ بھی وصیت کرتے رہیں گے اور کہتے رہیں گے کہ حق پر چلو اور جب تکلیف ہو تو صبر کرو۔ میں نے آپ کے

سامنے اپنی پچھلی تقریروں میں جو گزارش کی ہے اس کا سلسلہ کل یہاں تک پہنچا تھا کہ میں نے آخر کلام میں اس بات کی طرف توجہ دلائی تھی کہ اگر ہم ایمان رکھتے ہیں تو ہمیں یہ پرکھنا چاہئے کہ ہمارا ایمان کتنا ہے کتنا مضبوط ہے کتنا کمزور ہے اور اس سلسلہ کی ایک بات میں نے کہی تھی کہ اگر خدا کی طرف سے کوئی ہمیں مصیبت ملے کوئی نقصان ہو جائے کوئی دعا قبول نہ ہو ہم کسی پریشانی میں رہیں اور وہ پریشانی دور نہ ہو تو جب ہم پریشانی میں ہوں اور وہ پریشانی دور نہ ہو تو ہم اپنے دل کو اپنے دماغ کو ٹٹولیں کہ وہ اس مصیبت میں بھی خدا سے راضی ہے یا نہیں راضی ہے نبیؐ اور امامؑ سے راضی ہے یا نہیں راضی ہے اگر ہمارے دل میں دماغ میں ذرا بھی خدا کے خلاف نبیؐ کے خلاف امامؑ کے خلاف کسی قسم کا رنج بھی پایا جاتا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ابھی ہم ایمان کی اس منزل پر فائز نہیں ہوئے جس منزل پر فائز ہونے کے بعد گھاٹے سے اپنے آپ کو بچا سکتے ہیں آج کی تقریر میں میں اپنے سلسلۂ کلام میں اس بات کا اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ جو بڑے ہیں جو بزرگ ہیں وہ جانتے ہیں لیکن بچوں اور نوجوانوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ گھاٹے سے بچنے کے لئے پہلی شرط ہے ایمان لانا ایمان کے معنی کیا ہیں تاکہ ہمارا بچہ سمجھ سکے کہ ہم ایمان لائے کہ نہیں لائے تو بڑی مختصر ترین تعریف آپ یاد رکھیں بماجاء به النبی ایمان کے معنی یہ ہے کہ انسان ہر اس بات کا یقین رکھتا ہو جسے حضور سرور کائنات محمد مصطفٰےؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیش کیا ہے تب وہ مومن ہے یعنی مثال کے طور پر پیغمبر نے سو باتیں کہی ہیں تو سو کی سو باتیں جو مانے گا وہ مومن ہوگا مثال کے طور پر اگر پیغمبرؐ نے ہزار باتیں کہی ہیں تو جو ہزار کی ہزار باتیں مان لے گا وہ مومن ہوگا وہ مومن نہیں ہوگا جو دس میں سے نو مان لے ایک نہ مانے وہ مومن نہیں ہوگا جو سو میں سے ننانوے مانے ایک نہ مانے وہ مومن نہیں ہوگا جو نو سو ننانوے مانے اور ایک نہ مانے نہیں

ایمان کے معنی ایمان کی تعریف یہ ہے کہ الایمان بما جاء به النبی جو کچھ نبیؐ لے کر کے آئے جو کچھ نبیؐ بتا کر کے گئے نبیؐ کی ہر بات پر پکا جب یقین پیدا ہو جائے تو اس کا نام ہے ایمان ایک صلوات بھیجئے محمدؐ و آل محمدؐ پر۔

میں اس مرحلہ میں اپنے بھائیوں اپنی بہنوں اور اپنے بچوں کے سامنے ایک بہت ہی ضروری تفصیل پیش کرنا چاہتا ہوں تا کہ ذہنوں میں نہ جاننے کی بناء پر کوئی خلش اور کوئی سوال کی چبھن باقی نہ رہ جائے توجہ کے ساتھ آپ سنیں گے جناب آدمؑ جو پہلے نبیؐ ہیں جن کی اولاد میں سارے انسان ہیں اور آدمی اسی لئے کہا جاتا ہے کہ یہ آدمؑ کی اولاد ہیں تو پہلے نبی جناب آدمؑ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی جن میں آخری نبی حضور سرور کائنات جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں توجہ کے ساتھ آپ سنیں۔ دین جو جناب آدمؑ سے لے کر پیغمبر تک یعنی ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کے درمیان دین ایک رہا ہے دو دین نہیں آئے ہیں پانچ دین نہیں آئے ہیں دین آدمؑ سے لے کر خاتم تک ایک اسی کے ساتھ دوسرا جملہ مجھے اور کہنا ہے کہ دین آدمؑ سے لے کر خاتم تک پیغمبر تک ایک ہے لیکن ان ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کے اندر دین ایک رہا ہے مگر شریعتیں پانچ آئی ہیں ذرا دیر صبر کریں جو بچے نہیں جانتے ہیں ان کے اطمینان کے لئے میں تفصیل پیش کروں گا مگر پہلے آپ سن لیں ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی دین ایک شریعتیں پانچ پہلی شریعت جناب نوحؑ نے پیش کی دوسری شریعت جناب ابراہیمؑ نے پیش کی تیسری شریعت جناب موسیٰؑ نے پیش کی چوتھی شریعت جناب عیسیٰؑ نے پیش کی اور آخری شریعت حضور سرور کائنات جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیش کی۔ امید یہ ہے کہ میرے بچے اور میری بیٹیاں یاد رکھیں گی کہ پیغمبر یعنی ہمارے پیغمبر بھی آخری جو آپ پر کتاب نازل ہوئی ہے قرآن مجید یہ کتاب بھی آخری اور جو آپ پر شریعت آئی ہے یہ شریعت بھی

آخری ہے اس لئے کبھی کبھی آپ نے پڑھا اور سنا ہوگا کہ حلال محمد حلال الیٰ یوم القیامۃ وحرام محمد حرام الیٰ یوم القیامۃ پیغمبرؐ نے جس چیز کو حلال قرار دیا ہے اب یہ قیامت تک حلال رہے گی اور پیغمبر نے جس چیز کو حرام قرار دیا ہے یہ قیامت تک حرام رہے گی اس لئے کہ جناب نوحؑ نے اگر کسی بات کو حلال کی تھی یا حرام بتائی تھی تو ہوسکتا تھا کہ بعد کی شریعت میں تبدیلی آجائے جناب موسیٰ کی شریعت میں تبدیلی آجائے جناب عیسیٰ کی شریعت میں تبدیلی آجائے اس لئے کہ یہ شریعتیں آخری شریعت نہیں تھی لیکن نبی آخری نبیؐ کی شریعت آخری شریعت قرآن آخری کتاب اب اس میں کوئی ترمیم ہونے والی نہیں ہے چھوٹے سے چھوٹا مسلمان بڑے سے بڑا مسلمان نبی کے حلال کئے ہوئے کسی کام کو حرام نہیں کرسکتا ہے اور نبیؐ کے حرام کئے ہوئے کسی کام کو حلال نہیں کرسکتا ہے نہیں ایک لفظ کی طرف توجہ دلا دوں کہا گیا ہے حلال محمد حلال الیٰ یوم القیامۃ محمدؐ کا حلال کیا ہوا حلال ہے قیامت تک اور محمدؐ کا حرام کیا ہوا حرام ہے قیامت تک اب اگر نبیؐ کے حلال کو کوئی حرام کرتا ہے یا کسی حرام کو کوئی حلال کرتا ہے تو وہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں دوسرا محمد ہوں اور ان محمد سے بہتر ہوں جو حلال وحرام بیان کر گئے تو جو دعویٰ کرے کہ میں محمدؐ سے بہتر ہوں وہ اسلام سے باہر ہو جائے گا اسلام کے اندر نہیں رہے گا لیکن ایک مسئلہ جو ہمارے بچوں کے ذہنوں میں الجھ سکتا ہے وہ یہ ہے کہ جب دین ایک ہے تو یہ شریعتیں پانچ کہاں سے آگئیں اور پانچ شریعتوں کے آنے کے بعد کوئی تضاد کوئی اختلاف آپس میں پیدا ہوا یا نہیں ہوا تو میں ایک بہت آسان مثال کے ذریعہ اپنے ہر بیٹے کو اپنی ہر بیٹی کو مطمئن کرنا چاہتا ہوں کہ جناب آدمؑ سے لے کر کے حضور سرور کائنات جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک نہیں اس سے بہتر مل جل کر کے صلوات بھیج سکتے ہیں۔

تو دین ایک ہے شریعتیں پانچ ہیں یہ دین ایک ہے تو کیسے ہے شریعتیں پانچ ہیں تو کیسے ہیں ایک بچہ آج پیدا ہوا اور یہ بچہ اسی سال تک زندہ رہا تو آج کے دن سے اسی سال کی جو اس نے مدت پوری کی ہے اس پوری مدت میں یہ بچہ بچہ بھی رہا ہے یہ بچہ بڑا بھی ہوا ہے یہ بچہ نوجوان بھی ہوا ہے یہ بچہ جوان بھی ہوا ہے یہ بچہ ادھیڑ بھی ہوا ہے یہ بچہ بوڑھا بھی ہوا ہے لیکن اس پورے اسی سال میں یہ بچہ ایک آدمی ہے یا دو آدمی ہو گئے تو معمولی عقل والا بھی کہے گا کہ اسی سال کی عمر تک بچہ ایک ہے دو آدمی نہیں ہیں ایک ہی جو بچہ رہا ہے ایک ہی ہے جو جوان ہوا ہے ایک ہی ہے جو بوڑھا ہوا ہے تو اسی سال تک ایک انسان ہے جس نے عمر بسر کی لیکن اب ذرا پہچانئے پہلے دن جو بچہ پیدا ہوا اس بچہ کو لباس چاہئے میں ذرا آپ کو ایسی مثال سنا دوں کہ کہیں ذرا اگر آپ کو مضمون کی خشکی سے کچھ تکان محسوس ہو رہی ہو تو وہ بھی دور ہو جائے لیکن خدا کے واسطے مثال سمجھئے گا کوئی واقعہ نہ سمجھئے گا جن کے یہاں آج بچہ پیدا ہوا وہ مجھے بہت مانتے ہیں نہ بچہ کوئی پیدا ہوا ہے نہ مجھے کوئی مانتا ہے خالی ہم مثال سنا رہے ہیں وہ دوڑے ہوئے کہ ہمارے یہاں بچہ پیدا ہوا ہے میں نے کہا کہ مبارک ہو کہا مبارک سے کام نہیں چلے گا مولوی صاحب ہم نے پہلے سے یہ طے کیا تھا کہ جب بچہ پیدا ہوگا تو اس کو کوئی کپڑا نہیں پہنائیں گے وہی کپڑا پہنائیں گے جو آپ کا اتارا ہوا ہوگا ہم نے کہا کہ یہ کون سی مشکل بات ہے ہم نے کرتا لا کر کے اسے دے دیا اب سوال یہ ہے کہ کرتا ہے میرے جسم کا بچہ آج پیدا ہوا ہے تو اس بچہ کے جسم پر یہ کرتا فٹ نہیں ہوسکتا ہے اگر میں بڑا کرتا اس چھوٹے بچہ کو دے دوں تو لوگ سوچیں گے کہ میرے دماغ کا توازن صحیح ہے یا نہیں ہے اور اگر وہ ماں باپ لے کر کے چلے جائیں تو ان کے بارے میں سوچنا ہوگا۔ نہیں بچہ کے لئے جو آج پیدا ہوا ہے جتنا بڑا اس کا جسم ہے جو اسکی ہائٹ ہے جو اس کی حیثیت ہے اس

سے ذرا بڑا ڈھیلا ڈھالا لباس تیار ہوگا لیکن وہی بچہ جب پانچ سال کا ہو گیا تو آج کا لباس اس کے کام نہیں آئے گا بلکہ اس کے لئے لباس وہ بنایا جائے گا جو پانچ سال کے بچہ کے قابل ہوگا جب یہی بچہ پندرہ سال کا ہو جائے گا تو اس کے لئے وہ لباس بنایا جائے گا جو لباس پندرہ سال کے قابل ہوگا جب بچہ بیس سال کا ہو گیا اب لباس وہ تیار ہوگا جو بیس سال کے مطابق ہے لیکن بچہ ساٹھ سال کا ہو گیا تو میں اس سے پہلے آپ کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں جب پانچ سال کا تھا جب دس سال کا تھا جب پندرہ سال کا تھا تو اگر ہم بازار میں ریڈی میڈ کپڑے بھی لینے کے لئے گئے تو ہم نے کہا ذرا ڈھیلا لینا چاہئے اس لئے کہ بچہ ابھی بڑھے گا سال چھ مہینے میں فرق نہ ہو جائے کہ لباس چھوٹا ہو جائے لیکن یہی آدمی جب ساٹھ سال کا بوڑھا ہو گیا اور اس کے لئے ہم بازار میں لباس لینے کے لئے گئے تو ہم نے کہا ذرا ڈھیلا لے لیجئے ممکن ہے اس کے بعد کچھ اور آپ بڑے ہو جائیں تو ہر آدمی کہے گا کہ اب گھٹنے کا زمانہ ہے بڑھنے کا زمانہ نہیں ہے تو معلوم یہ ہوتا ہے کہ جیسے جیسے جسم بڑھتا جاتا ہے ویسے ویسے جسم کی ضرورت کے مطابق لباس بدلا جاتا ہے لیکن ایک منزل آتی ہے جہاں پر جسم کا بڑھنا ختم ہو جاتا ہے پھر جو لباس ہوتا ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ کام آتا ہے بس جناب آدمؑ جب آئے تو دین آیا جناب نوحؑ جب آئے تو شریعت آئی یہ شریعت اس وقت آئی جب آدمیت بچہ تھا تو دوسری شریعت جناب ابراہیمؑ لائے جب آدمیت نوجوانی میں قدم رکھ رہی تھی جناب موسیٰؑ جناب عیسیٰؑ تب شریعت لائے جب آدمیت اور آگے بڑھ رہی تھی جب آدمیت اپنی آخری قد و قامت پر آگئی تو حضور سرور کائنات آخری شریعت لے کر کے آگئے بس جیسے اسی سال میں آدمی ایک ہے جسم بدلتا جاتا ہے لباس بدلتا جاتا ہے ویسے ہی دین آدمؑ سے لے کر کے پیغمبرؐ تک ایک ہے انسانی حالات میں جیسی تبدیلی ہوتی گئی ویسی شریعت آتی گئی ایک صلوات بھیج دیں محمدؐ و آل محمدؐ پر۔

تو میں نے آپ کے سامنے گزارش کی ہے کہ کبھی سننے میں آئے پڑھنے میں آئے کہ دین ایک ہے شریعتیں پانچ ہیں تو کسی قسم کا کوئی شک وشبہ دماغ میں چبھن نہ پیدا ہونے پائے اب میں آپ کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ حضور آخر میں شریعت لے کر آ گئے حضور آخری کتاب لے کر کے آگئے حضور آخری نبیؐ بن کر کے آگئے اب ایمان کے فقط ایک معنی ہیں بما جاء به النبی نبیؐ جو کچھ لے کر کے آئے ہیں ہر بات کا مان لینا یہی ایمان ہے کچھ باتیں مانیں اور کچھ باتیں نہیں مانیں تو یہ ایمان نہیں ہے اور جب ایمان نہیں ہے تو سورۂ عصر آواز دے رہا ہے ہر انسان گھاٹے میں ہے گھاٹے سے وہی بچے گا جو ایمان لائے گا تو ایمان لانے کے لئے ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ حضور سرورکائناتؐ نے کیا کیا پیش کیا ہے یہاں پر ایک ضروری مسئلہ اور آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں وہ بھی سننے اور سمجھنے کے قابل ہے اس لئے کہ نہ جاننے کی بناء پر ناواقفیت کی بناء پر ہم میں کچھ ایسی غلطیاں ہو جاتی ہیں جن کو ہم پہچان بھی نہیں پاتے ہیں کہ یہ غلطی ہوگئی لیکن وہ غلطی ایسی غلطی ہو جاتی ہے کہ زندگی بھر پچھتانا پڑتا ہے میں بطور مثال کے ایک مسئلہ عرض کرنا چاہتا ہوں ایک صلوات بھیج دیں محمدؐ وآل محمدؐ پر۔

میں نہیں کہتا کہ یہاں لوگ نہیں جانتے ہوں گے لیکن جہاں نہیں جانتے ہیں نہ جاننے کی بناء پر دین کی باتیں نہ جاننے کی بناء پر دین کی تعلیم نہ حاصل کرنے کی بناء پر دین کی تعلیم کا انتظام نہ کرنے کی بناء پر ہماری سوسائٹی میں کیسی کیسی غلطیاں ہو جاتی ہیں ان میں سے میں ایک بات سنانا چاہتا ہوں بچہ پیدا ہوا ایک ماں ہے اس کی، ایک باپ ہے اس کا کسی وجہ سے ماں کے پاس دودھ نہیں ہے کہ وہ پلا سکے ویسے اب اس نئے زمانے میں تو ماؤں نے دودھ پلانا ہی بند کر دیا ہے اس لئے کہ ماتا مقدم نہیں ہے ڈیوٹی مقدم ہے اولاد کی پرورش مقدم نہیں ہے، صحت

مقدم ہے لیکن اتنی بات یاد رکھنا چاہئے جس کا دودھ پئے گا اسی کی تاثیر پیدا ہوگی بہترین غذا بچہ کے لئے یہ ہے کہ ماں خود دودھ پلائے۔ نیچر کو کم از کم سبھی مانتے ہیں تو بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو بچہ کے پیدا ہونے سے پہلے ماں کے یہاں دودھ پیدا ہو جاتا ہے پالنے والے یہ تو نے کیوں کیا ہے کہا اس لئے بھی کیا ہے جن کو مجھ پر ایمان نہیں ہے جن کو مجھ پر یقین نہیں ہے ان کو یہ دیکھ لینا چاہئے کہ میں دنیا میں بچہ بعد میں بھیجتا ہوں اسکی روزی پہلے پیدا کر دیتا ہوں ایسا نہیں ہے بچہ پہلے پیدا ہو جائے اور روزی بعد میں پیدا ہو تو میں مسئلہ آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا تھا سننے کے قابل ہے اور یاد رکھیں دوسروں کو بتانے کے قابل ہے ماں کے یہاں دودھ کم تھا یا نہیں تھا تو بچہ کی نانی نے بر بناء محبت ان کے پاس دودھ تھا پلانا شروع کر دیا ایسے واقعات ہوتے ہیں اس کا ریزلٹ کیا نکلا شریعت میں دو طرح کے رشتے چلتے ہیں ایک رشتہ چلتا ہے خون سے ایک رشتہ چلتا ہے دودھ سے ایک ماں ایک باپ سے جتنے پیدا ہوں گے سب بھائی ہوں گے آگے نسل چلے گی یہ دادا ہو جائیں گے وہ پوتے نواسے ہو جائیں گے جو خون کے رشتے ہیں بس جیسے خون کے رشتے ہوتے ہیں ویسے ہی دودھ کے رشتے ہوتے ہیں اگر کسی عورت نے کسی بچہ کو اتنا دودھ پلا دیا مسلسل کہ اس کے دودھ سے اس کے جسم میں گوشت پیدا ہو گیا ہڈیاں پیدا ہو گئیں تو یہ ماں یا دودھ پلانے والی چاہے غیر کیوں نہ ہو لیکن اب یہ اس کی ماں ہو گئی تو جب ماں ہو گئی تو جو اسکی اولاد ہے وہ اسکی بھائی بہن ہو گئی اب ذرا ریزلٹ دیکھیں آپ۔ جب نانی نے نواسی یا نواسے کو دودھ پلا دیا خون کے حساب سے یہ نواسہ تھا یا نواسی تھی اور دودھ پلانے کی بناء پر یہ اب بیٹا ہو گیا یا اب بیٹی ہو گئی تو جب بیٹا ہو گیا یا بیٹی ہو گئی تو یہ اس کی ماں خود اس کے دودھ کے رشتے سے اسکی بہن ہو گئی اور جب بہن ہو گئی تو یہ زندگی بھر کے لئے اپنے شوہر پر حرام ہو گئی اس

لئے کہ یہ بہن ہے دودھ کے رشتے سے اسکی اولاد کی اور اولاد کی جو بہن ہو جائے اس کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہوسکتا ہے تو بہت سے خاندان ہیں جنھوں نے مسائل نہ جاننے کی بناء پر یہ غلطی کی ہے اب اس غلطی کا بھگتان کتنا بھگتنا پڑتا ہے پچھا نئے یعنی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے رشتہ موجود ہے مگر حرام ہو گیا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہ کس لئے ہے یہ اس لئے ہے کہ ہم سب کچھ پڑھنا چاہتے ہیں سب کچھ جاننا چاہتے ہیں لیکن دین کی تعلیم حاصل نہیں کرنا چاہتے ہیں اور اگر کوئی ذاکر مسائل بیان کرنا چاہے تو ہم بددلی کا بھی اظہار کرتے ہیں وہ تو کوئی ہمت والا ذاکر ہونا چاہیے جو ایسے مسائل بیان کرتا رہے میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ میری پوری زندگی مجلس پڑھتے ہوئے گزری لیکن میں نے نئے حالات کی بناء پر لازم سمجھا کہ جہاں توحید کا ذکر ہو جہاں نبوت کا ذکر ہو جہاں امامت کا ذکر ہو جہاں خیبر کا ذکر ہو جہاں خندق کا ذکر ہو جہاں ہجرت کا ذکر ہو وہاں فروع دین کا ذکر ہو نماز کا بھی ذکر ہو روزے کا بھی ذکر ہو حلال وحرام کا بھی ذکر اس لئے کہ حسینؑ نے دین کے کسی جزء کو نہیں بچایا ہے پورے دین کو بچایا ہے تو مجلس حسینؑ میں پورا دین بیان ہونا چاہئے دین کا کوئی جزء بیان نہیں ہونا چاہیے صلوات بھیجیں محمدؐ وآل محمدؐ پر۔

آپ یقین مانئے کہ میرے لیے خیبر کی جنگ کو پڑھنا کوئی دشوار نہیں ہے میرے لئے ہجرت کی رات کے واقعات کو بیان کرنا کوئی دشوار نہیں ہے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ محبان محمدؐ وآل محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سامنے جب اس قسم کے واقعات بیان ہوتے ہیں تو ان میں جوش پیدا ہوتا ہے اور جب جوش پیدا ہوتا ہے تو مجلس اصطلاح کی بنیاد پر چلتی ہے تیز ہوتی ہے کامیاب ہوتی ہے مگر اس کے بجائے ہم جان بوجھ کر یہ ٹھنڈی مجلس کیوں پڑھتے ہیں ہم پر اثر نہیں ہوتا اگر آپ صلوات پوری مجلس میں بھی نہیں پڑھیں تب بھی میری تقریر میں کوئی اثر اس لئے پیدا نہیں ہوگا

کہ گھبراتا وہ ہے جو نتائج اور ریزلٹ کو سمجھے بغیر کام شروع کر رہا ہو اور جو ریزلٹ کو سمجھ کر کام شروع کرتا ہے وہ نہیں گھبراتا بہت کچھ تجربات ہیں ایک بات آپ کو یاد دلا دوں انڈیا پاکستان کے سبھی رہنے والے جانتے ہیں دونوں ملکوں میں گھوڑا گاڑی موجود ہے ہم روڈ پر چلے گھوڑا پوری رفتار سے دوڑ رہا ہے کہ ایک جگہ جانے کے بعد گھوڑے کو داہنی جانب موڑ دیا اب وہ نہیں چلتا تو ہم نے گھوڑے کے چلانے والے ہانکنے والے سے پوچھا اب تک یہ دوڑ رہا تھا اب کیوں نہیں چل رہا ہے کہا بات یہ ہے مولوی صاحب کہ اب تک جس راستے پر آیا ہے اس راستے پر روز آتا جاتا تھا اب ہم نے جو داہنی طرف موڑا ہے تو یہ نیا راستہ ہے اس لئے اڑ گیا ہے برا نہ مانیے گا مثال خراب ہے مگر خراب مثال کو میں سنبھال لوں گا ہمارے سننے والے مجمع کی مثال بھی یہی ہے کہ جو مجلسوں میں سنتے آئے ہیں ہجرت سنتے آئے ہیں بدر سنتے آئے ہیں خیبر سنتے آئے ہیں بھگدڑ سنتے آئے ہیں یہ بیان ہوگا مجمع تیزی کے ساتھ سنے گا کہ ہم شریعت سنانے لگے ہم دین سنانے لگے ہم مسائل سنانے لگے تو مجمع اڑ جاتا ہے لیکن اتنا یاد رکھئے گا کہ اڑیل کو فقط اڑیل ہانک سکتا ہے تو اگر میں خود اڑیل نہیں ہوتا تو میں خود ہمت نہیں کرتا اور بے اڑیل نہیں ہوں بلکہ ہم نے مولائے کائنات امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دروازہ سے بھیک مانگ کر کے ایک بات سیکھی ہے کہ جو بیان کرنا شروع کیا وہ چھوڑ کے بھاگنا نہیں ہے اس لئے کہ ہم نے کسی ایسے کو مانا ہی نہیں ہے جو بھاگا ہو ہم نے تو اسے مانا ہے جو کرار رہا ہے غیر فرار رہا ہے صلوات بر محمدؐ و آل محمدؐ۔

تو عزیزان گرامی میں نے ایک چھوٹا سا مسئلہ دودھ پلانے کا بیان کیا اگر کسی خاندان میں نہ جاننے کی بناء پر بر بناء محبت یہ غلطی ہوگئی تو اس کے ساتھ ساتھ پوری زندگی پورا خاندان تباہی کے دہانے پر آجاتا ہے فقط اس لئے کہ مسئلہ معلوم

نہیں تھا تو اگر اس دنیا میں ہم نے دین کی تعلیم حاصل نہیں کی تو پھر خدانخواستہ قبر میں زحمت آئی ہمارے سامنے برزخ میں زحمت سامنے آئی ہمارے لیے محشر میں زحمت سامنے آئی تو ہم کیا کریں گے یہ آل محمدؐ کا طفیل ہے یہ حسینؑ کا فیض ہے یہ حسینؑ کے دس دن ہیں اس میں ہم کو دین سیکھ لینا چاہئے دین جان لینا چاہئے اور شہید ہونے والے کے عزم سے اتنا ذخیرہ کر لینا چاہئے کہ دین کے مطابق ہم بھی چلیں گے اور اپنی فیملی اور سوسائٹی کو بھی چلائیں گے ایک صلوات بھیج دیں محمدؐ وآل محمدؐ پر۔

اب جو میں آپ کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا تھا وہ یہ ہے کہ دو چیزیں ہیں ایک کا نام ہے ایمان اور ایک کا نام ہے اسلام شروع میں جب اسلام شروع ہوا ہے جب قرآن مجید نازل ہونا شروع ہوا ہے تو جو اسلام تھا وہی ایمان تھا جو ایمان تھا وہی اسلام تھا ان الدّین عنداللّٰہ الاسلام اللہ کی نظر میں سچا اور نجات دلانے والا ایک دین ہے جس کا نام اسلام ہے تو یہ اسلام کون اسلام ہے یہ وہی اسلام ہے کہ جو ایمان ہے اور جو اسلام ہے وہی ایمان ہے غدیر خم کے میدان میں جب ہزاروں حاجیوں کے درمیان حضور سرور کائنات جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھک کر کے مولائے کائنات امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہما الصلوٰۃ والسلام کے بازو کو پکڑا اور پکڑ کر کے اٹھایا اور اتنا اونچا اٹھایا اور اتنا اونچا کیا کہ جب اٹھا رہے تھے تو علیؑ بھی دکھائی دے رہے تھے نبیؐ بھی دکھائی دے رہے تھے علیؑ بھی دکھائی دے رہے تھے نبیؐ بھی دکھائی دے رہے تھے لیکن جب بالکل اٹھالیا تو نبیؐ نہیں دکھائی دے رہے تھے علیؑ دکھائی دے رہے تھے یعنی نبیؐ جو کہنے والے تھے وہ الفاظ سے پہلے زبان سے کہہ رہے تھے کہ یاد رکھنا کہ جب میں تم کو نہ دکھائی دوں تو میری جگہ پر تم علیؑ کو دیکھنا اور اس کے بعد فرمایا کہ من کنت مولاہ فھٰذا علی مولاہ جس کا میں مولا ہوں۔ اسکے یہ علیؑ مولا ہیں دوسری

تاریخوں میں یہ فقرہ ملتا ہے جس کا جس کا میں نبیؐ ہوں اس کے اس کے یہ علیؑ حاکم ہیں اور اسکے بعد خدا کی بارگاہ میں دعاؤں کا سلسلہ شروع کردیا پالنے والے جو علیؑ کو دوست رکھے اسے تو دوست رکھنا جو علیؑ کا دشمن ہوا ے خدا تو اس کا دشمن رہنا جو علیؑ کی مدد کرے اے خدا تو اسکی مدد کرنا جو علیؑ کو چھوڑ دے اے خدا تو اس کو چھوڑ دینا اور رسوا و ذلیل کردینا یہ دعائیں کیں تقریر ختم ہوئی اور آیت اتری الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الالسلام دیناً آج کے دن دین کامل ہوگیا دین پورا ہوگیا آج کے دن نعمتیں تمام ہوگئیں اور آج کے دن ہم نے تمہارے اسلام کو بحیثیت دین کے قبول کرلیا۔ ذرا پہچانئے ایک لفظ کا ترجمہ کرنا چاہتا ہوں اللہ نے پہلے دن کہا ان الدین عنداللّٰہ الاسلام سچا دین اللہ کی نگاہ میں فقط کون ہے اسلام ہے اور آج کہا علیؑ کی وصایت وخلافت وولایت وجانشینی کا اعلان ہوگیا تو آج کہا کہ آج ہم نے تم سے اسلام کو بحیثیت دین کے قبول کرلیا یعنی خدا اسی اسلام کو قبول کرے گا جس میں مولائے کائنات اور انکی معصوم ذریت کا عقیدہ پایا جائے گا تیسری آیت میں آپ کے سامنے پڑھنا چاہتا ہوں ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منه وھو فی الآخرۃ من الخاسرین یادرکھو جو شخص بھی اسلام کے علاوہ کسی بھی دین کو قبول کرے گا وہ اختیار کرے گا اس کے دین کو قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں گھاٹے میں رہے گا یہ تینوں آیتیں وہ ہیں جس میں جو اسلام ہے وہی ایمان ہے اور جو ایمان ہے وہی اسلام ہے لیکن قرآن مجید میں ایک چوتھی آیت اور وہ یہ ہے کہ قالت الاعراب آمناقل لمـ تؤ منواولکن قولوا اسلمنا مدینہ کے رہنے والے کچھ دیہاتی بدوعربوں نے کہا ہم ایمان لائے تو خدا نے نبیؐ سے کہا کہ ان سے کہہ دو کہ تم ابھی ایمان نہیں لائے ہو تم یہ کہو کہ

قولوا اسلمنا ہم فقط اسلام لائے ہیں یہ چوتھی آیت وہ ہے جہاں معلوم ہوتا ہے کہ اسلام اور ہے اور ایمان اور ہے اور آخر میں اب میرے کسی بچے کے ذہن میں کوئی سوال باقی نہ رہ جائے اس لیے ایک لفظ کہنا چاہتا ہوں وہی اسلام وہی ایمان جو ایمان وہی اسلام لیکن جب تاریخ میں منافق پیدا ہو گئے تو مسلمان اسے بھی کہا جاتا ہے جو مومن تھا اور مسلمان اسے بھی کہا جاتا تھا جو منافق تھا تو جب تک منافق نہیں پیدا ہوئے تب تک جو اسلام وہی ایمان جو ایمان وہی اسلام لیکن جب منافق پیدا ہو گئے تو اللہ نے ترتیب بدل دی جو فقط کلمہ پڑھیں اس کا جسم پاک ہے اس سے شادی جائز ہے اس کے ساتھ رہنا سہنا کھانا پینا جائز ہے یہ مسلمان ہے لیکن جو پورے بماجاء به النبی جو کچھ حضور سرورکائنات جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے ان میں سے ایک ایک بات پر ایمان لائے وہ مومن ہے اور اگر اس ایمان کو آپ کو اور یاد رکھنا ہے تو میں پیغمبر کی پھر ایک حدیث پڑھنا چاہتا ہوں حضور سرورکائنات نے مولائے کائنات سے خطاب کرتے ہوئے کہا یاعلی حبک ایمان و بغضک کفر ونفاق علیؑ تمہاری محبت ایمان ہے اور علیؑ تمہاری دشمنی یا کفر ہے یا نفاق ہے یعنی جو علیؑ کا دوست ہوگا وہ مومن ہوگا جو علیؑ کا دشمن ہوگا یا کافر ہوگا یا منافق ہوگا لیکن مجھے جو اس تشریح کے بعد گزارش کرنا ہے وہ کیا والعصر ان الانسان لفی خسر زمانے کی قسم ہر انسان گھاٹے میں ہے الاالذین آمنوا گھاٹے سے وہ لوگ بچیں گے لا اس سے وہ لوگ بچیں گے جو ایمان لائیں گے ایمان کے معنی کیا ہیں بما جاء به النبی جو کچھ نبی لے کر آئے ہیں ہر بات پر ایمان لائے میں جس بات کو آپ کے سامنے کہنا چاہتا تھا جس کے لئے اتنی دیر آپ کا وقت لیا ہے وہ بات اب آ گئی ہے اسے سن لیجئے دو چیزیں ہو گئیں ایمان اور اسلام۔ اسلام کا ماننے والا مسلمان اور ایمان کا ماننے والا وہ مسلمان جو

مسلمان بھی ہے اور مومن بھی ہے اسلام حقیقی ایمان ہی تو ہے تو جو مجھے گزارش کرنا ہے وہ یہ کہ جس بات کو دنیا کے سارے مسلمان مانتے ہیں جس بات پر دنیا کے سارے مسلمان متفق ہیں کہ یہ بات پیغمبرؐ نے کہی ہے اگر دنیا میں کوئی ایسی بات کا کوئی آدمی انکار کردے تو مومن نہیں رہتا ہے وہ کافر ہوجاتا ہے وہ نجس ہوجاتا ہے اللہ کی بات جانے دیجئے کعبہ اور قرآن کی بات جانے دیجئے جنت اور دوزخ اور آخرت کی بات جانے دیجئے اب میں آپ کے سامنے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ دنیا کے سارے مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ نماز واجب ہے روزہ واجب ہے زکوٰۃ واجب ہے حج واجب ہے کوئی نماز نہیں پڑھتا ہے تو گناہگار ہے اس کے لئے سزا اور عذاب کا خطرہ ہے کوئی روزہ نہیں رکھتا ہے اس روزہ نہ رکھنے کے سلسلہ میں ایک مسئلہ سن لیں جو آدمی روزہ نہ رکھے جبکہ واجب ہے اور رکھ سکتا ہے تو اس پر ایک روزے کی قضا واجب ہوتی ہے اور تین باتوں میں سے کوئی ایک کفارہ واجب ہوتا ہے تین کفاروں میں سے ایک کفارہ یہ ہے کہ غلام آزاد کرے تو غلام تو آج ہے نہیں دوسرا کفارہ یہ ہے کہ ساٹھ روزے رکھے ایک قضا والا اور ساٹھ کفارے والے اور اس میں بھی سختی یہ ہے کہ اکتیس روزے مسلسل رکھے اگر کسی وجہ سے انتیس رکھے تھے اکتیس نہیں رکھ پائے تو پھر سے شروع کرے ہم ایک جگہ مسئلہ بیان کررہے تو ایک جگہ کہا کہ یہ تو مسئلہ بہت سخت ہے اسلام میں یہ سختی کہاں سے آگئی تو میں نے گزارش کی یہ اسلام کی سختی نہیں ہے یہ جرم کی سختی ہے اور اگر کوئی آدمی ساٹھ روزے نہیں رکھ سکتا تو ایک روزے کے عوض میں ساٹھ اثنا عشری غریبوں کو کھانا کھلائے اور اب پونڈ میں حساب لگایئے گا کہ ایک آدمی کتنے میں کھانا کھا سکتا ہے اور ساٹھ آدمی کتنے میں کھانا کھائیں گے اور ایک رمضان میں اگر روزے نہیں رکھے ہیں تو کتنے سو پاؤنڈ خرچ ہوں گے تب روزہ ادا ہوگا اور میں آپ کی خدمت میں گزارش کرنا

چاہوں گا یاد رکھیں آپ یہ مذہب ہے مذاق نہیں ہے قرآن مجید کا بیان ہے والعصر ان الانسان لفی خسر زمانے کی قسم ہر انسان گھاٹے میں ہے جو ایمان لائے گا وہ گھاٹے سے بچے گا جو ایمان نہیں لائے گا وہ گھاٹے سے نہیں بچے گا تو اس میں کسی قسم کی ترمیم نہیں ہوسکتی ہے ذرا سوچنے کے قابل ہے اگر امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہٗ کا ظہور ہوگا جب امام تشریف لائیں گے تو پوری دنیا میں اسلامی حکومت قائم ہو جائے گی آج اگر پوری دنیا اسلامی حکومت پر نہیں قائم ہے تو کم از کم الحمد للہ ایران میں اسلامی حکومت قائم ہے اسلامی حکومت قائم ہونے کے بعد اسلامی حکومت قائم ہونے کے بعد اگر کوئی مسلمان جس پر روزہ واجب ہے روزہ نہیں رکھے تو پہلے دن روزہ نہ رکھنے کے بعد اس کو کوڑے مارے جائیں گے دوسرے دن کچھ اور زیادہ اور اگر تیسرے دن بھی روزہ نہیں رکھے گا تو اسلامی حکومت میں امام کے ظہور کے بعد ایسے سارے آدمی قتل کر دیئے جائیں گے آج جتنے مسلمان شیعہ اثنا عشری روزہ نہیں رکھ رہے ہیں یہ ہم سب امامؑ کی غیبت سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں مجھے نہیں یاد ہے کہ پار سال آپ کو سنایا ہے کہ نہیں سنایا ہے اگر سنایا ہے تو پھر سنئے اگر نہیں سنایا ہے تو سن لیجئے امامؑ زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہٗ جب ظہور فرمائیں گے صلوات بھیجئے محمدؐ و آل محمدؐ پر نہیں ایک صلوات ایسی پڑھ دیجئے جس سے امام زمانہ کا ظہور ہو۔

امام جب ظہور فرمائیں گے اس وقت سارے وہ مسلمان جن کی عمر بیس سال یا اس سے زیادہ ہوگی سن رہے ہیں جب امام ظہور فرمائیں گے تو جتنے مسلمان جن کی عمر بیس سال یا اس سے زیادہ ہوگی اگر وہ دین کی باتیں نہیں جانتے ہوں گے یا دین کی باتوں پر عمل نہیں کرتے ہوں گے تو امام ایسے سارے مسلمانوں کو قتل کر دیں گے ہم نے سوچا آپ کے دادا آئے انہوں نے قتل نہیں کیا آپ کے جد آئے

انہوں نے قتل نہیں کیا نبیؐ نے قتل نہیں کیا علیؑ نے قتل نہیں کیا یہ مولاؑ آپ کیوں قتل کر دیں گے کہا تم پہچانتے نہیں ہو ایک سال ہوتا ہے جس میں تعلیم دی جاتی ہے ایک دن ہوتا ہے جب امتحان لیا جاتا ہے یہ زمانہ جو میری غیبت کے بعد ختم ہوگا یہ تعلیم کا زمانہ تھا جو ختم ہو گیا اب تو ریزلٹ کا زمانہ ہے جو دین جانے گا وہ زندہ رہے گا جو دین نہیں جانے گا وہ زندہ نہیں رہے گا شاید آپ کو پریشانی ہو یہ حیرانی ہو کہ یہ ساری مصیبت مومنین پر آجائے گی نہیں مومنین سے زیادہ علماء پکڑے جائیں اس لئے کہ علماء پہلے پکڑے جائیں گے اس لئے کہ اسلام وہ دین ہے جس میں قانون سب کے لئے یکساں ہے اس میں کوئی چھوٹا بڑا نہیں بڑے سے بڑا آدمی جرم کرے تو وہی سزا ہے اگر چھوٹے سے چھوٹا آدمی جرم کرے وہی سزا ہے تو جب امام ظہور فرمائیں گے تو یہ بھی آپ کتابوں میں پڑھیں گے کہ جو برے علماء ہوں گے علماء کے لباس میں ہوں گے لیکن کیریکٹر علماء کا نہیں ہوگا علماء کے لباس میں ہوں گے ان کے پاس علم نہیں ہوگا وہ اپنے نام پر دین کے ذریعہ سے روزی حاصل کر رہے ہوں گے دین کی خدمت نہیں کر رہے ہوں گے علمائے سوء جتنے برے علماء ہوں گے سب امامؑ کی تلوار سے قتل کئے جائیں گے ایک مولوی صاحب ایک مجلس میں اسی حدیث کا تذکرہ کر رہے تھے کہ جتنے برے علماء ہوں گے وہ قتل کر دیے جائیں گے جب وہ مجلس پڑھ کے اترے تو ایک صاحب آئے سب نے ان سے مصافحہ کیا انہوں نے ان کے گلے کو چومنا شروع کیا تو مولوی صاحب کو یہ خیال ہوا مجمع کو بھی خیال ہوا کہ ان کو مجلس بہت پسند آگئی مگر انہوں نے جو چومنا شروع کیا تو ایک دو دس ہزار رکتے ہی نہیں لوگوں نے کہا مولوی صاحب بھی آخر میں تھک گئے کیا تم کو مجلس میں ایسی بات پسند آگئی ہے کہ تم اتنا گلا چوم رہے ہو کہا آپ کو غلط فہمی ہو گئی ہے میں تو اس لئے چوم رہا ہوں جہاں میرے مولاؑ کی تلوار چلے گی تو بالکل اس بات کو یاد رکھنا چاہئے کہ معمولی

مومن ہو بڑا مومن ہو مال دار مومن ہو غریب مومن ہو ایجوکیٹیڈ ہو نان ایجوکیٹیڈ ہو ممبر پر آنے والا ہو فرش پر بیٹھنے والا ہو سب کو پابند دین ہونا پڑے گا والعصر ان لانسان لفی خسر ہر انسان گھاٹے میں ہے سوائے اس کے جو ایمان لائے گا عمل صالح بجالائے گا سوسائٹی کو دیندار بنانے کے لئے حق پر چلنے کی وصیت کرے گا اور سب کو صبر کے ساتھ کام کرنے کی وصیت کرے گا اسلام کے قانون میں کوئی گنجائش بھی چھوٹے بڑے کے لئے نہیں ہے تو وہ بات اب بھی رہ گئی جسے مجھے سنانا تھا بات آگے بڑھ گئی تو نماز پر سارے مسلمان متفق کہ واجب ہے روزے پر سارے مسلمان متفق کہ واجب ہے حج پر سارے مسلمان متفق کہ واجب ہے اگر کوئی آدمی یہ کہے کہ میں روزے کو واجب نہیں سمجھتا اگر کوئی آدمی کہے میں نماز کو واجب نہیں سمجھتا تو یہ اللہ کو ماننے کے بعد نبی کو ماننے کے بعد بارہ اماموں کو ماننے کے بعد قرآن کو ماننے کے بعد کعبہ کو ماننے کے بعد دین کو ماننے کے بعد سب کچھ ماننے کے بعد کافر قرار دے دیا جائے گا اس لئے کہ جو چیزیں سارے مسلمان مانتے ہیں وہ ضروریات اسلام کہلاتے ہیں اور اگر کوئی ضروریات اسلام کا منکر ہو جائے تو وہ مسلمان نہیں رہتا ہے بس یہیں پر یہ بھی یاد رکھئے گا کہ جس بات کو سارے مسلمان مانتے ہیں اس کو کوئی نہیں مانے گا تو مسلمان نہیں رہے گا اور جس کو سارے مومن مانتے ہیں اگر کوئی اس کو نہیں مانے گا تو مومن نہیں رہے گا شیعہ اثنا عشری مذہب میں جتنی باتیں متفق علیہ ہیں جن میں کوئی اختلاف نہیں ہے اگر ان میں سے کسی چیز کا کوئی انکار کر دے گا تو پھر وہ مذہب میں اس دین میں نہیں رہے گا یہ میں نے آپ کی خدمت میں اس لئے کہا ہے کہ کبھی کبھی یورپ کی آب وہوا میں رہتے رہتے ہم ذرا بگڑ جاتے ہیں جب مجلس میں آتے ہیں تو نہیں بگڑتے ہیں جو کچھ نہیں آپاتے ہیں وہ بگڑ جاتے ہیں اور وہ مذہب پر یوں تبصرہ شروع کرتے ہیں جناب آج کل نماز کی

کیا ضرورت ہے اعتراضات شروع ہوجاتے ہیں کہنے لگے جناب دیکھئے کل اونٹوں کا سفر ہوتا تھا اور ریگستان میں سفر ہوتا تھا پانی نہیں ہوتا تھا دھوپ ہوتی تھی تکلیف ہوتی تھی چلئے تب تو ٹھیک تھا کہ چار رکعت نماز سفر میں دو رکعت ہوجائے کہ پڑھ لو ظہر کی عصر کی عشاء کی صبح کی قصر نہیں ہوگی کہ ایک رکعت ہوگی مغرب کی قصر نہیں ہوگی کہ ڈیڑھ رکعت ہوجائے نہیں جو چار رکعتی نماز ہوتی ہے وہ سفر میں قصر ہوجاتی ہے ایک صاحب ملے کہنے لگے جناب آج کل ہوائی جہاز پر ہم چل رہے ہیں اس میں کیا مشکل ہے چار رکعت پڑھنا اس میں کیوں دو رکعت ہوگی لیکن ہم بھی ہوائی جہاز پر چلتے ہیں ہم سے سنئے ہوائی جہاز پر دو رکعت پڑھنا مشکل ہوجاتا ہے جگہ ہی نہیں اور اگر آپ یہ قیاس قائم کرنا چاہتے ہیں میں قیاس کے بارے میں انشاء اللہ کسی دن بیان کروں گا اب کوئی یہ قیاس کرنا چاہتا ہے کہ تکلیف کی بناء پر دو رکعتیں کردی گئی ہیں تو مریض تو اور زیادہ کمزور ہوجاتا ہے اس کے لئے بھی چار رکعت کی دو رکعت ہوجانا چاہئے یاد رکھئے گا بات ایمان کی کیا ہے بات ایمان کی یہ ہے کہ ہم حکم خدا کی وجہ نہ طے کریں بلکہ حکم کو اس لئے مانیں کہ یہ حکم خدا ہے حکم نبی ہے حکم امام ہے یہی ایمان ہے اور یہی گھاٹے سے بچانے والی بات ہے اور سب سے آخر میں جو سب سے اہم ترین بات مجھے آپ کے سامنے کہنا ہے وہ یہ کہنا ہے کہ کل میں نے آپ کے سامنے گزارش کی تھی بہت بڑی گزارش کی تھی وہ توجہ کی بات ہے میں اپنی ہر بیٹی ہر بہن سے اپنے ہر بھائی ہر بچے سے درخواست کروں گا اپیل کروں گا کہ اس بات کو آپ توجہ کے ساتھ سنیں کل میں نے آپ سے گزارش کی تھی کہ اگر ہم دکھ میں مصیبت میں ہوں اور ہمارا دل خدا سے راضی رہے نبی اور امام سے راضی رہے تب ایمان ہے لیکن اگر رنج پیدا ہوجائے کہ ہم نے اتنی نمازیں پڑھیں اور ہمارا ہی بچہ اچھا نہیں ہوا ہم نے اتنی مجلسیں کیں اور ہمارے ہی گھر میں آگ لگ گئی

اس قسم کا اگر جذبہ پیدا ہو جائے تصور پیدا ہو جائے تو یہ ایمان کے خلاف ہے سب سے خطرناک جگہ جو ہے وہ سنئے جب انسان کے سرہانے موت آتی ہے جب انسان کے سرہانے موت آتی ہے تو جب ملک الموت آتے ہیں تو ملک الموت کے آنے کے ساتھ ساتھ ہر مرنے والے کے سرہانے مولائے کائنات امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہما الصلوٰۃ والسلام آتے ہیں جو علیؑ کو نہیں مانتا ہے وہ علیؑ کو دیکھ کر گھبرا جاتا ہے اور جو علیؑ کا ماننے والا ہوتا ہے کہ جس کو مانتے تھے وہ آقا سرہانے چلے آئے تو ملک الموت آئیں گے اور ملک الموت کے بعد مولاؑ آئیں گے یا دونوں ساتھ ساتھ آئیں گے لیکن ان دونوں کے آنے سے پہلے شیطان آتا ہے کیوں آتا ہے وجہ سن لیجئے زندگی بھر آتا ہے ہم جب منبر پر ہوتے ہیں تب بھی ہمارے پاس آتا ہے یہ نہ بیان کرو ممکن ہے لوگ ناراض ہو جائیں یہ نہ بیان کرو ممکن ہے کہ مجلس تمہاری ناکامیاب ہو جائے اب اگر ہم نے اس کی بات مان لی تو ہم نے کہا کہ چھوڑو مجمع کو فائدہ پہنچے یا نہ پہنچے دین وایمان مستحکم ہو یا نہ ہو اپنی مجلس مستحکم ہو جائے تو جب کبھی میرے دماغ میں یہ خیال پیدا ہو جائے تو وہ یہیں میرے پاس آگیا آپ کے پاس بھی آسکتا ہے آپ کے پاس آکے سب سے پہلی بات کہے گا بہت دیر سے بور کر رہے ہیں کسی کسی کے سر پر بڑی محبت سے ہاتھ رکھتا ہے دن بھر ڈیوٹی کی ہے شاپنگ کی ہے یہ تو پڑھتے ہی رہیں گے تم ذرا آرام کر لو تھوڑی دیر سو لو تو شیطان زندگی بھر آتا ہے آپ اگر میری بات کا یقین کرنا چاہتے ہیں تو یاد رکھئے کہ یہ شیطان وہ شیطان ہے جو جناب ابراہیمؑ کے پاس آیا جناب اسماعیلؑ کے پاس آیا جناب ہاجرہ کے پاس آیا تو میری اور آپ کی کیا حقیقت ہے کس لئے آتا ہے اس لئے آتا ہے کہ شک پیدا کر کے ایمان کو چھین لے یہ ایمان کا دشمن ہے۔ ہر مومن کے سرہانے موت سے پہلے آتا دیکھئے وہ وقت ہوتا ہے آدمی کمزور ہے بیمار ہے تین دن

سے بیمار ہے تین مہینے سے بیمار ہے تین سال سے بیمار ہے علاج پر علاج ہو رہا ہے پیسے ختم ہو گئے ہیں قرض ہو گیا ہے لوگوں نے تیمارداری چھوڑ دی ہے اور اچھا نہیں ہو رہا ہے ایسے موقع پر شیطان آتا ہے اور آنے کے بعد مرنے والے کو سمجھاتا ہے سوچو اگر کوئی خدا ہوتا تو اس نے تمہاری مدد کی ہوتی کوئی علیؑ ہوتے تو تمہارے کام آئے ہوتے بس یہ وہ موقع ہوتا ہے کہ مرنے سے ایک سکنڈ پہلے خیال بدل گیا تو پوری زندگی کا ایمان برباد ہو جاتا ہے۔ آپ کے یہاں کتاب موجود ہے۔ مفاتح الجنان دوسری کتابیں بھی موجود ہیں اس کے اندر دعا کو ڈھونڈھئے اسے چھاپئے اور اسے بانٹیے اور اس کا ترجمہ شائع کیجئے اس کا نام ہے دعائے عدیلہ۔ دعائے عدیلہ۔ دعائے عدیلہ میں کیا ہے کہ آدمی خدا کو حاضر اور ناظر کر کے اقرار کرتا ہے کہ میرا یہ عقیدہ ہے میرا یہ عقیدہ ہے میرا یہ عقیدہ ہے توحید سے لے کر قیامت تک کے سارے عقیدے بیان کرنے کے بعد کہتا ہے کہ پالنے والے تو نے کہا کہ امانت رکھو تو امانت مالک کو واپس کر دو تو مالک میں تیرے سامنے اپنے عقیدے بیان کر کے اپنا ایمان تیری امانت میں دے رہا ہوں تا کہ جب موت آئے تو میرا ایمان تو مجھے واپس کر دے اس دعائے عدیلہ کو با ترجمہ سمجھ کے پڑھنا چاہئے تا کہ ہم اپنے ایمان کی امانت خدا کے حوالے کر سکیں اور جو بڑے دکھ کی بات مجھے کہنا ہے مجھے لندن کا حال نہیں معلوم ہے۔ انڈیا پاکستان کا حال معلوم ہے کہ ہم مریض کو اسپتال میں جا کر داخل کر دیتے ہیں اور جب ڈاکٹر کہتا ہے کہ ان کی آخری حالت ہے اب یہ بچنے والے نہیں ہیں ہم سوچتے ہیں وہاں تو ڈاکٹر بھی ہے آکسیجن بھی ہے نرس بھی ہے بیڈ بھی ہے گھر لے آئیں گے تو بڑی تیمارداری کرنا پڑے گی۔ آخری وقت بھی وہیں چھوڑ دیتے ہیں اس کا ریزلٹ کیا نکلتا ہے اس کا ریزلٹ یہ نکلتا ہے کہ ہمارا عزیز دوست مر جاتا ہے اور ہم اس کو مرتے دم قبلہ رخ بھی نہیں کر پاتے تیمارداروں پر

واجب ہے کہ جب کسی کے لئے موت کے آثار پیدا ہو جائیں تو اسے اس طرح قبلہ رخ لٹا دے کہ اس کا چہرہ بھی قبلہ کی طرف ہو اور اس کے پیر بھی قبلہ کی طرف ہوں ہم کو ایک آدھ ایسے بھی ملے کہ ہم نے کہا اب ان کے لئے موت کے آثار ظاہر ہو گئے ہیں ان کا رخ بدل دو کہا انہیں رخ بدلیں گے تو ہارٹ پر اثر ہو جائے گا اور انہیں یہ شبہ ہو جائے گا کہ موت قریب آ گئی ہے تو مرنے والا ہے تو جلدی مر جائے گا۔ مسلمان کو کیسے شبہہ ہوتا ہے کہ جلدی مر جائے گا جو وقت ہے تبھی مرے گا وقت سے پہلے نہیں مرے گا اور شریعت نے کہا یہی ہے کہ جب مرنے لگے تو اس کو قبلہ رخ لٹا دو تا کہ اسے احساس ہو جائے کہ موت آ رہی ہے لوگ کہتے ہیں کہ اسے قبلہ رخ نہ کرو ہارٹ پر اثر ہو جائے گا ہم کہتے ہیں کہ قبلہ رخ کرو تا کہ ہارٹ پر اثر ہو جائے تا کہ مرنے سے پہلے ہی توبہ کر لے اور رحمت پروردگار عالم حاصل ہو ہمارے لئے احکام ہے کہ مرنے والا جب مرنے لگے تو اس کے سرہانے سورۂ یٰسین پڑھو اس کو کلمات کی تلقین کروا سکے سامنے عقیدے بیان کرو اس کو روحانی ماحول میں رخصت کرو جب ہمارے گھر میں مرنے والا ہو گا رخ قبلہ کی طرف ہو گا قرآن پڑھا جا رہا ہو گا دعائیں پڑھی جا رہی ہوں گی اور اس ماحول میں مولائے کائنات آئیں گے تو ان کو بھی خوشی ہو گی ہم کسی ایسے گھر میں آ رہے ہیں جس میں دین پایا جا رہا ہے لیکن اسپتالوں میں جو موتیں ہو جاتی ہیں کان میں ریکارڈنگ کی آواز آتی رہتی ہے سامنے نامحرم نرس کھڑی رہتی ہے اس کا نامحرم ہاتھ مرنے والے کے ہاتھ پر ہوتا ہے اور ایسے غیر روحانی ماحول میں دم نکل جاتا ہے یہ ناواقفیت ہے ہماری دین سے یہ دوری ہے ہماری دین سے ان مجلسوں کا ایک ہی مقصد ہے کہ ہم دین سے قریب ہو جائیں ہم حسینؑ سے نہیں قریب ہو سکیں گے جب تک دین کے قریب نہ ہو جائیں ہم حسینؑ کے قریب نہیں ہو سکیں گے جب تک دین سے قریب نہیں ہو جائیں حسینؑ

کے ہاتھ ہمارے دعا کو نہیں اٹھیں گے جب تک کہ ہم نماز کے پابند نہ ہو جائیں کون ہم میں سے اس بات کو نہیں جانتا ہے کہ عاشور کے دن جب لڑائی جاری تھی لوگ شہید ہو رہے تھے تو ایک مرتبہ ظہر کا وقت آیا اور جیسے ہی ظہر کا وقت آیا ویسے ہی امامؑ کے ایک صحابی جناب ساملہ صیدابی نے آسمان کی طرف دیکھا ظہر کا وقت آ گیا مولاؑ کی خدمت میں آ کے کہا مولاؑ یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ابھی ہم زندہ ہیں اور ہماری زندگی میں ایک نماز کا وقت آ گیا ہے تو مولاؑ یہ نماز ہم پڑھ لیں آپ کے پیچھے امامؑ نے ان کے اس بے تاب جذبہ کو دیکھ کر کے ہاتھ اٹھا دیئے اور کہا پالنے والے تیرے اس بندہ نے نماز یاد کی ہے اس کو نماز گذاروں میں یاد کرنا میری بیٹیو! میری بہنو! میرے بھائیو! میرے بچو! ہم میں سے ہے کوئی ایسا جس کو حسینؑ کی دعا نہیں چاہئے نہیں ہم سب کو حسینؑ کی دعا چاہئے اگر ہم کو حسینؑ کی دعا چاہئے تو حسینؑ نے عاشور کے دن ابوساملہ صیدابی کو دعا دے کے بتایا ہے کہ حسینؑ نمازی کو دعا دیتے ہیں بے نمازی کو دعا نہیں دیتے ہیں۔ حسینؑ اول وقت نماز پڑھنے والے کو دعا دیتے ہیں ٹال کے نماز پڑھنے والے کو آخر وقت جب نماز قضا ہونے لگے تو دعا نہیں دیتے ہیں تو میرے بیٹو! میری بیٹیو! دین پڑھو دین پڑھاؤ اور دین پھیلاؤ تا کہ سکینہؑ کے کان سے بہنے والا خون ضائع نہ ہونے پائے میری بہنو! دین کی تعلیم دے کر کے اپنے گھروں کو دیندار بناؤ تا کہ زینبؑ کی پیٹھ پر جو تازیانے اور کوڑے پڑے تھے ان زخموں کی ٹیس آج زینبؑ بھول جائیں میرے بچو! میرے نوجوانو! دین کی پابندی کرو تا کہ قاسمؑ اپنی تکلیف کو بھول جائیں جوان پر اس وقت ہوئی تھی جب زندگی میں ان پر گھوڑے دوڑائے جا رہے تھے میں کہوں گا کہ میرے بزرگو! آپ مل کر کے اپنی پوری نسل کو دیندار بنانے کی کوشش کریں پوری کوشش کریں آپ کی طرف اور میری طرف حسینؑ بھی دیکھ رہے ہیں ربابؑ بھی دیکھ رہی ہیں اور اس لئے

دیکھ رہے ہیں اور اسلئے جناب رباب دیکھ رہی ہیں کہ ایک سکینہؑ تھیں ایک علی اصغرؑ تھے ہم نے دونوں کو دین پر قربان کر دیا ہے ایک کو کربلا میں قربان کر دیا ایک کو شام میں دمشق میں قربان کر دیا ہم میں سے کون ہے جو یہ نہیں جانتا ہے کہ عورت ماں ہونے کے بعد سب سے زیادہ اپنی اولاد سے محبت کرتی ہے لیکن ہماری آپ کی شاہزادی جناب رباب ان کا مزاج ہی دوسرا تھا۔ قید خانے میں رہیں تقریباً سال بھر قیدی قید خانے میں رہے ہیں لیکن رہا ہو کر کے جب مدینہ آئے تو مدینے آنے کے بعد جناب رباب کا حال یہ تھا کہ سال بھر زندہ رہیں لیکن سال بھر حسینؑ کو روتی رہیں کیسے روتی تھیں صبح ہوتی تھی سورج نکلتا تھا دھوپ پھیلتی تھی سائے سے اٹھتی تھیں دھوپ میں آ کے بیٹھ جاتی تھیں اور رونا شروع کرتی تھیں جب وہاں سایہ آجاتا تھا اٹھ کے پھر دھوپ میں بیٹھ جاتی تھیں جب وہاں سایہ آجاتا تھا پھر اٹھ کے دھوپ میں بیٹھ جاتی تھیں کسی نے جو کبھی ہاتھ جوڑے قدموں پر سر رکھا کہ بی بی اس جلتی ہوئی زمین پر بیٹھا دیکھ کے ہمارا سینہ پھٹا جاتا ہے تو کہتی تھیں بی بیو! تمہارا کہنا صحیح ہے لیکن تم نے وہ نہیں دیکھا ہے جو میں نے دیکھا تم نے سنا ہے میں نے اپنی آقا کی لاش کو کربلا کی جلتی ہوئی زمین پر دیکھا ہے نتیجہ یہ ہوا کہ روتی رہیں سال بھر روتی رہیں اور اس دنیا سے گذر گئیں رباب سال بھر رو کر کے دنیا سے گذر گئیں لیکن ہمارے آپ کے چوتھے امام زین العابدین علیہ الصلوٰۃ والسلام ۳۵ سال تک روتے رہے کیسے روتے رہے دن بھر روزہ رکھتے تھے ان کی کنیز سے کسی نے پوچھا تھا کہ سید سجادؑ کی زندگی ہمیں بتا دو کہا کہ دو لفظوں میں سن لو جب سے میں ان کی خدمت کر رہی ہوں دن میں ان کے لئے دسترخوان نہیں بچھایا اور رات کو ان کے لئے بستر نہیں بچھایا اس لئے کہ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور رات کو رات بھر عبادت خدا کرتے ہیں لیکن نماز عشاء کے بعد جب دسترخوان بچھایا جاتا تھا کھانا رکھا جاتا تھا

پانی رکھا جاتا تھا اور سید سجادؑ روزہ کھولنے کے لئے تشریف لاتے تھے تو باپ یاد آجاتا تھا چچا یاد آجاتے تھے اکبرؑ یاد آجاتے تھے اصغرؑ یاد آجاتے تھے اصحاب حسینؑ یاد آجاتے تھے پیاسے چہرے یاد آجاتے تھے اور روتے تھے کیسے روتے تھے قسم کھا کھا کے کہتے تھے کہ فرزند رسولؐ پیاسا قتل ہوگیا۔ فرزند رسولؐ پیاسا ذبح کر دیا گیا اور اتنا روتے تھے کہ آپ کے آنسو کھانے میں گرتے تھے آپ کے آنسو پانی میں گرتے تھے اور وہ دستر خوان ہٹایا جاتا تھا دوسرا دستر خوان لگایا جاتا تھا یہ تھا وہ ماتم یہ تھی وہ منزل کہ جناب زینبؑ نے جناب سید سجادؑ نے جناب رباب نے طے کی ہے۔ اب آپ کا زیادہ وقت لینا نہیں چاہتا ہوں لیکن اتنا یاد رکھنا چاہئے یہ محرم کی کچھ راتیں ہیں جو گذر گئی ہیں کچھ تھوڑی راتیں ہیں جو باقی ہیں دو محرم وہ محرم کی تاریخ ہے جس دن حسینؑ کربلا میں پہنچے ہیں کربلا میں پہنچنے کے سارے واقعات نہ بیان کروں گا ایک منٹ میں ایک جملہ کہہ کے مجلس تمام کرنا چاہتا ہوں۔ حسینؑ کے خیمے لگ گئے کیسے لگ گئے جلتی ہوئی ریت پر لگ گئے۔ نہر دور ہے اور خیمے دور لگے ہوئے ہیں جناب عباسؑ موجود ہیں جناب زہیرؓ موجود ہیں جناب حبیبؓ موجود ہیں جناب زہیرؓ نے اتنا کہا تھا کہ مولاؑ ابھی لشکر تھوڑا ہے ابھی آپ اجازت دے دیں تو ابھی ہم تلواروں پہ اس لشکر کو لے لیں حسینؑ نے کہا نہیں زہیرؓ ہم پانی کے لئے نہیں لڑیں گے ہم خیمہ کی جگہ کے لئے نہیں لڑیں گے ہم تو دین خدا کو بچانے کے لئے لڑنے آئے ہیں جلتی ہوئی زمین پر خیمہ لگ گئے اس کے بعد آپ نے بھیجا کہ ذرا ان کو بلا کے لاؤ جو اس زمین کے مالک ہیں جب زمین کے مالک آئے کہا مجھے پہچانو میں حسینؑ ہوں میں فرزند رسول ہوں میں فاطمہؑ کا لال ہوں میں علیؑ کا لاڈلا ہوں یہ زمین میں خریدنا چاہتا ہوں پیسے دیئے زمین خریدی اس کے بعد کہا یہ زمین بھی تمہارے ہی حوالے کرتا ہوں بس اتنا یاد رکھنا اگر ہم یہاں قتل کر دیے جائیں اور

ہماری یہاں قبریں بن جائیں اور ہماری قبروں کے بننے کے بعد دور دور سے لوگ زیارت کرنے کے لئے آئیں تو اتنا وعدہ کرلو کہ ہمارا جو زائر آئے گا اسے تم تین دن تک مہمان رکھنا اسے تین دن کھانا اور پانی دینا اے میرے مولاؑ یہ آپ زائروں کے لئے انتظام کیوں کر رہے ہیں کہا اس لئے کہ میں اس زمین پر اپنے سارے بچوں کے ساتھ تین دن تک بھوکا اور پیاسا رہا ہوں۔

"سَیعَلَمُ الَّذِینَ ظَلَمُوا اَیَّ مُنقَلَبٍ یَّنقَلِبُونَ"

☆☆☆

مجلس

(۴)

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ٥

میں روزانہ آپ کے سامنے قرآن مجید کے اس سورہ کی تلاوت کرتا ہوں جس میں پروردگار عالم نے ہمیں بتایا ہے کہ ہر انسان نقصان اور گھاٹے میں ہے نقصان سے بچنے کا صرف ایک راستہ ہے کہ آدمی اپنے اندر چار باتیں پیدا کرے پہلی بات ایمان لائے دوسری بات کہ ایمان لانے کے ساتھ ساتھ نیک اعمال بجا لائے تیسری بات کہ صرف خود مومن نہیں بنے صرف خود نیکیاں نہیں کرے بلکہ دوسروں کو بھی ایمان اور عمل صالح کی طرف دعوت دے حق کے ساتھ چلنے کی وصیت کرے اور حق کے راستے پر چلنے میں جو تکلیفیں ہوں ان پر صبر کرنے کی وصیت کرے۔ ہم آپ سب جانتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی آدمی نقصان نہیں چاہتا ہے کسی آدمی کو نقصان پسند نہیں ہے لیکن بات کو آگے بڑھانے سے پہلے ایک جملہ کہنا چاہتا ہوں اگر آپ توجہ دے دیں کہ دنیا کے جتنے بھی نقصان ہیں سارے نقصانات اگر جمع بھی ہو جائیں تو آخرت کے نقصان کے مقابلے میں کم ہیں۔ میں اپنی بات آپ کو

نہیں سناؤں گا بلکہ حضور سرور کائنات جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک ارشاد آپ کو سنانا چاہتا ہوں کہ پیغمبرؐ نے فرمایا کہ اس دنیا میں جتنے نقصان ہیں جتنے دکھ ہیں جتنی تکلیفیں ہیں جتنی مصیبتیں ہیں یہ ساری جمع بھی ہو جائیں تب بھی اس آدمی کی نظر میں ساری مصیبتیں کم ہو جاتی ہیں جسے موت کا یقین ہو جاتا ہے پیغمبرؐ کی بات کو سننے والوں کی دلوں میں جگہ دلانے کے لئے میں ایک لفظ آپ کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا اور آپ کا ہم سب کا حال یہ ہے کہ ہم زندگی بھر ڈرتے ہی رہتے ہیں اور ہمارے ڈر کی سرخی یہی ہے کہ کہیں یہ نہ ہو جائے مجلس ختم ہوئی باہر نکلے ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے ہم کو ڈر لگا کہیں ہم بیمار نہ ہو جائیں کسی قسم کی آپ مثالیں فراہم کریں بچہ اسکول گیا شام کے چار گھنٹہ تک واپس نہیں آیا ٹائم گذر گیا ہمارے دل کو ڈر لگا کہیں اکسیڈنٹ میں نہ آ گیا ہو بس تو ہم ساری زندگی ڈرتے رہتے ہیں کہیں یہ نہ ہو جائے کہیں یہ نہ ہو جائے کہیں وہ نہ ہو جائے لیکن جس آدمی کے سامنے موت آ کر کے کھڑی ہو جاتی ہے پھر وہ کسی چیز کے ہو جانے سے ڈرتا نہیں ابھی ہم آرام کے ساتھ بیٹھے ہیں تو ہمیں ڈر ہے کہیں بیمار نہ ہو جائیں کہیں گھر جل نہ جائے کہیں کوئی اکسیڈنٹ نہ ہو جائے لیکن ایک آدمی بیڈ پر ہے ڈاکٹروں نے کہہ دیا ہے کہ اب یہ نہیں بچے گا اس سے ہم نے کہا کہ خطرہ ہے کہ کہیں آپ کے گھر میں آگ نہ لگ جائے کہا زندگی ہی میں آگ لگ گئی اب گھر میں آگ لگ جائے نہ لگ جائے کیا فرق پڑتا ہے ہم نے کہا کیا ٹیلیگرام آیا ہے کہ آپ کا ایک لاکھ پاؤنڈ کا نقصان ہو گیا کہا ایک لاکھ پاؤنڈ کا نقصان ہو جائے یا دس لاکھ پاؤنڈ کا نقصان ہو جائے جب ہم مر ہی رہے ہیں تو ہمیں کیا فکر ہے کیا نقصان ہوتا ہے کیا نقصان نہیں ہوتا تو ہم ساری زندگی ڈرتے رہتے ہیں کہیں یہ نہ ہو جائے کہیں وہ نہ ہو جائے لیکن جب ہمارے سامنے موت کا یقین پیدا ہو جائے پھر کوئی غم غم نہیں رہتا ہے کوئی نقصان

نقصان نہیں رہتا ہے یہی وہ بات ہے جسے حضور سرور کائنات جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرما رہے ہیں کہ دنیا کے سارے نقصان سارے دکھ ساری تکلیفیں اس آدمی کے سامنے بالکل کم ہو جاتی ہیں بے حقیقت ہوتی ہیں جس کے سامنے موت کا یقین ہوتا ہے میں نے ابھی آپ کے سامنے کہا تھا کہ ہم رات دن صبح وشام ساری زندگی ڈرتے رہتے ہیں کہیں یہ نہ ہو جائے کہیں وہ نہ ہو جائے اب اس جملہ کو بدلنا چاہتا ہوں ساری زندگی ہم یہ بھی ڈرتے رہتے ہیں کہیں مر نہ جائیں نہیں میں آپ کے سامنے گزارش کروں گا کہ ہر آدمی ایک ہی مرتبہ مرتا ہے کوئی دو مرتبہ نہیں مرا نہیں ایک تاریخ میں ایسا وقت بھی آنے والا ہے جب مرنے والے دو مرتبہ مریں گے امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہٗ کا جب ظہور ہوگا تو جتنے پکے پکے مومن ہر زمانے میں گزرے ہیں وہ دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اور جتنے پکے دشمن خدا دشمن نبی دشمن امام مر چکے ہیں وہ بھی زندہ کئے جائیں گے جو نبی اور امام اور خدا کے دشمن ہوں گے وہ اس دنیا میں بھی اپنی تکلیف وسزا اور عذاب کا مزہ چکھیں گے اور جو مومن ہوں گے وہ اس دنیا میں بھی آل محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حکومت کی بہار دیکھیں گے تو یہ وہ لوگ ہوں گے جن کو دو مرتبہ موت آئے گی مر چکنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونگے رجعت کے بعد پھر ان کے سامنے موت آئے گی چنانچہ قرآن مجید میں کچھ لوگوں کا تذکرہ آپ کو ملے گا جو خدا کی بارگاہ میں یہ کہیں گے پالنے والے ہم دو مرتبہ اس دنیا میں زندہ کئے گئے دو مرتبہ ہم کو موت آئی لیکن رجعت سے پہلے آج تک ہر آدمی ایک ہی مرتبہ مرا ہے مجھ کو بھی ایک ہی مرتبہ موت آنے والی ہے دو مرتبہ نہیں آنے والی ہے لیکن ہم آپ سب زندگی بھر ڈرتے رہتے ہیں کہیں مر نہ جائیں کہیں مر نہ جائیں حالانکہ ایک مسلمان کو یقین رکھنا چاہئے کہ اپنے وقت سے پہلے موت آ نہیں سکتی اور جب موت کا وقت آ جائے گا تو موت جا نہیں سکتی معصومین

نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم کو موت سے پہلے خوف زدہ نہیں ہونا چاہئے اس لئے کہ جب تک جس کا دن جو معین ہے موت نہیں آئے گی تب تک جب تک خود تمہاری موت تمہاری زندگی کی حفاظت کرتی رہتی ہے تو جب موت ہی زندگی کی حفاظت کرتی رہے گی تو پھر ڈرنے کا سوال ہی کیا پیدا ہوتا ہے تو میں پہلا جملہ آپ کی خدمت میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہم زندگی بھر ڈرتے رہتے ہیں کہیں یہ نقصان نہ ہو جائے کہیں وہ نہ ہو جائے لیکن جب موت ہمارے سامنے آجاتی ہے تو ہم بھول جاتے ہیں ہر نقصان کو لیکن پیغمبرؐ نے کہا کہ دنیا کے سارے نقصان اس آدمی کے سامنے بے حقیقت ہو جاتے ہیں جسے موت کا یقین پیدا ہو جاتا ہے اور موت بہت آسان معلوم ہوتی ہے اس شخص کو جس کے سامنے آخرت کا عذاب آجاتا ہے دنیا میں بڑی سے بڑی خرابی بھی ہوگی بڑی سے بڑی سزا بھی ہوگی تو اس سزا کی کوئی قیمت نہیں ہے اس عذاب کے مقابلے میں جو پروردگار عالم کی طرف سے خدا نخواستہ کسی کو ملے گا تو میں آپ کی خدمت میں یہ عرض بھی کرنا چاہتا تھا کہ اس دنیا کے سارے نقصان کم ہیں موت کے آگے اور موت بے حقیقت ہے عذاب آخرت کے آگے بس جس کے ذمہ خدانخواستہ عذاب آخرت آگیا اس سے زیادہ کوئی نقصان میں نہیں ہے والعصر ان الانسان لفی خسر زمانے کی قسم ہر انسان گھاٹے میں ہے نقصان میں ہے اس سے بچنے والے فقط وہ ہیں جو ایمان لاتے ہیں جو نیک اعمال بجا لاتے ہیں جو خود بھی ایمان لاتے ہیں دوسروں کو بھی ایمان لانے کی دعوت دیتے ہیں خود بھی نیک بنتے ہیں دوسروں کو بھی نیک بناتے ہیں خود بھی حق پر چلتے ہیں دوسروں کو بھی حق پر چلنے کے لئے کہتے ہیں خود بھی راہ خدا میں صبر کرتے ہیں دوسروں کو بھی صبر کرنے کی تلقین اور وصیت کرتے ہیں ایک صلوات بھیجئے محمدؐ و آل محمدؐ پر۔ ایک پُر جوش صلوات بھیج دیں محمدؐ و آل محمدؐ پر۔

تو ہم میں سے ایک آدمی بھی جب تیار نہیں ہے عذاب آخرت کو جھیلنے کے لئے تو ہمارا فریضہ ہے کہ اپنے کو نقصان سے بچانے کے لئے یہ چاروں باتیں پیدا کریں جس میں سب سے پہلی بات تو ہے ایمان میں اپنی ایک تقریر میں آپ کے سامنے وضاحت کر چکا ہوں کہ ایمان یقین کا نام ہے ایمان ایسا یقین جس کے بعد انسان کے دل میں شک نہ رہ جائے ایسا یقین جس کے بعد خداوند عالم کے بارے میں نبیؐ کے بارے میں امامؑ کے بارے میں انسان کی زبان پر کبھی شکایت کا کوئی لفظ نہ آنے پائے لیکن آج کی تقریر میں میں خاص طور سے اپنی بہنوں اور بھائیوں بیٹیوں اور بچوں کو جس بات کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ایمان شروع ہوتا ہے اللہ کے ماننے سے یہاں سے جو بات میں شروع کر رہا ہوں اس کو ذرا آپ زیادہ توجہ سے سنیں گے اس لئے کہ اس کے سلسلہ میں کچھ باتیں مجھے آج کہنا ہے اور کچھ باتیں مجھے اگلے دنوں میں کہنا ہے ایمان شروع ہوتا ہے خداوند عالم کے مان لینے سے اللہ کے مان لینے سے توجہ چاہوں گا اور اس بات کے لئے توجہ چاہوں گا کہ اس دنیا میں جتنے دین کے نہ ماننے والے پیدا ہوئے ہیں ان کے نہ ماننے کے دوراستے ہیں ایک راستہ تو یہ ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ خدا ہے نہیں خدا ہے ہی نہیں یہ دہریے ہیں اور دوسرا راستہ ہے کہ خدا ہے مگر اس کے کام صحیح نہیں ہیں یعنی اصطلاحی لفظوں میں میں آپ کے سامنے یوں کہنا چاہتا ہوں کہ جو دین کے اور ایمان کے ماننے والے نہیں ہیں جو مومن نہیں ہیں انکی دو قسمیں ہیں ایک وہ ہیں جو خدا کے وجود کا انکار کرتے ہیں اور دوسرے وہ ہیں جو خدا کے وجود کا انکار نہیں کرتے ہیں بلکہ خدا کے عادل ہونے کا انکار کرتے ہیں کبھی کسی زمانے میں وہ لوگ زیادہ پائے جاتے تھے جو خدا کے وجود کا انکار کرتے تھے خدا کے ہونے کا انکار کرتے تھے لیکن آج جیسے جیسے علم آگے بڑھتا جاتا ہے ویسے ویسے ریزلٹ میں ترقی ہوتی ہے پرائز

میں ترقی ہوتی ہے ویسے ہی پڑھے لکھے انسانوں میں انکی تعداد کم سے کم ہوتی جارہی ہے جو یہ کہیں کہ خدا نہیں ہے لیکن جیسے جیسے انکی تعداد گھٹ رہی ہے جو یہ کہیں کہ خدا نہیں ہے ویسے ویسے انکی تعداد بڑھ رہی ہے جن کی نگاہ میں خدا عادل نہیں ہے خدا کے کام درست نہیں ہیں خدا کے کام صحیح نہیں ہیں میں اس کی تفصیل آج نہیں کروں گا ورنہ بات مکمل نہیں ہو سکے گی مگر اتنا یاد رکھئے گا کہ دین کے نہ ماننے والے دو طرح کے ہیں ایک خدا کے وجود کے انکار کرنے والے اور دوسرے خدا کے عادل ہونے کے انکار کرنے والے اس میں سب سے مشکل راستہ اللہ کے انکار کرنے کا نہیں ہے سب سے مشکل راستہ اللہ کے عادل ہونے سے انکار کر دینے کا ہے اسکی تفصیلیں مجھے اگلی تقریروں میں پیش کرنا ہے لیکن ایک لفظ مجھے آپ کی خدمت میں عرض کرنا ہے جو آپ جیسے سمجھدار جاننے والے مجمع کے لئے کافی ہو گا شیطان نے خدا کے وجود کا انکار نہیں کیا آج تک شیطان نے یہ نہیں کہا ہے کہ خدا نہیں ہے شیطان شیطان بننے سے پہلے خدا کی عبادت کر رہا تھا شیطان جناب آدم کو سجدہ کئے جانے سے پہلے تک سجدے کر رہا تھا اور جب اللہ نے کہا آسمان کے رہنے والو! میں آدم کو پیدا کر رہا ہوں جب انکے جسم میں روح ڈالوں تو تم ان کے آگے سجدے کے لئے جھک جانا تو شیطان نے سجدۂ جناب آدم سے انکار کیا اور آج بھی قرآن مجید میں یہ لفظ موجود ہے کہ اس نے سجدۂ جناب آدم سے انکار کیا اور اللہ نے کہا کہ نکل جا تو اس نے خدا ہی سے کہا سب باتیں نہیں سناؤں گا ایک لفظ سناؤں گا اس نے خدا ہی سے کہا اور کیا کہا کہ قرآن مجید میں ایک فقرہ موجود ہے کیا کہا کہ اے خدا تیری عزت کی قسم کھاتا ہوں ذرا پہچانئے کہ شیطان بھی ہے نکالا بھی گیا ہے بات نہیں مانی ہے نافرمان بھی ہے اور قسم کس کی کھا رہا ہے اللہ کی عزت کی قسم پالنے والے میں تیری عزت کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ اگر آدمؑ کی وجہ سے تو نے مجھے نکالا

ہے آسمانوں سے تو میں آدمؑ کی اولاد میں ایک ایک آدمی کو بہکاؤں گا اور گمراہ کروں گا کیسے گمراہ کروں گا اس کی تفصیل بھی مجھے آج سنانا نہیں ہے اس کے لئے اگلے دن مناسب ہوں گے لیکن مجھے آپ کے سامنے یہی کہنا ہے کہ شیطان نے خدا کا انکار نہیں کیا خدا کا انکار نہیں کیا مگر اس نے یہ ضرور کہا کہ پالنے والے میں آدمؑ کا سجدہ نہیں کروں گا اس لئے کہ تیرا یہ حکم عدالت وانصاف کے خلاف ہے میں آگ سے پیدا ہوا ہوں آگ کہیں جلائی جاتی ہے اوپر کو اونچی ہو کر جاتی ہے آدمؑ مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں مٹی اگر کہیں اوپر بھی پھینکی جائے تو وہ نیچے ہی آکر گرتی ہے تو جو اونچی آگ سے پیدا ہوا ہو وہ اس کے سامنے کیسے جھک جائے جو نیچی مٹی سے پیدا ہوا ہے یعنی شیطان کو وجود خدا کا انکار نہیں ہے عدل خدا کا انکار ہے یہی دو راستے ہیں ایمان کے خلاف یہی دو راستے ہیں دین کے خلاف یہی دو راستے ہیں مذہب کے نہ ماننے کے۔ ایک خدا کے وجود کا انکار ایک ہے اللہ کے عادل ہونے کا انکار آپ یقین مانیے اس دنیا میں جو تو ہم پیدا ہوا ہے وہ یہی ہے کہ اللہ کو عادل نہیں مانتے انسانوں کو بھڑکایا جاتا ہے کہ خصوصاً یورپ کی فضا میں جو آگ بھڑکائی جاتی ہے تو وہ یہی کہ اگر اللہ عادل ہے تو سارے انسان برابر کیوں نہیں پیدا ہوتے ہیں اگر خدا عادل ہے تو سب کی تکلیفیں آرام برابر کیوں نہیں ہوتے ہیں یہ اور اس قسم کے ہزاروں سوالات جن کی بنیاد یہ ہے کہ خدا انصاف والا نہیں ہے خدا عدل والا نہیں ہے اسکے ذریعہ سے مذہب سے ہٹایا جاتا ہے اور بہکایا جاتا ہے تو یہ میں آپ کے سامنے آج نہیں عرض کروں گا تذکرہ میں نے اس لئے کیا ہے تاکہ اگلی تقریروں میں سننے کے لئے اپنے ذہنوں کو تیار کر لیں لیکن میری اس بات کو پورے طور پر یاد رکھنے کے لئے ایک مرتبہ اور سنیں انکار دین وایمان کے دو راستے ہیں ایک یہ کہ اللہ ہے نہیں ایک یہ کہ اگر اللہ ہے تو وہ عادل نہیں ہے انصاف والا نہیں ہے اور جب

انصاف والانہیں ہے تو ماننے کے قابل نہیں ہے میں آپ کے سامنے کل بھی کہہ چکا اور آج بھی کہتا ہوں اور آئندہ بھی مجھے جب موقع ملے گا میں یہ بات اپنی ہر بہن سے کہتا رہوں گا ہر بھائی سے کہتا رہوں گا جب تک آپ یورپ میں رہتے ہیں آپ کی سب سے بڑی فکر یہ ہونا چاہئے کہ آپ کی گودوں میں جو بچے پل رہے ہیں یہ جوان ہونے کے بعد یہ بڑے ہونے کے بعد دین کے ماننے والے رہیں گے یا نہیں رہیں گے عزیزان گرامی روزی کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے مسئلہ جنت ہے مسئلہ آخرت ہے مسئلہ نجات ہے مسئلہ مغفرت ہے مسئلہ شفاعت ہے اگر ہم خدا کے بندے نہ رہیں اگر ہم نبیؐ کا کلمہ پڑھنے والے نہ رہیں اگر ہم آل محمدؐ کے ماننے والے نہ رہیں اگر ہم رہے اور ہماری اولادیں نہ رہیں تو ہم خدا کو کیا جواب دیں گے آپ کی سب سے بڑی فکر ہونا چاہئے کہ اس نئی نسل کو دین کی تعلیم کیسے بتائی جائے انہیں کلمہ نہیں معلوم ہے ان کو نجاست وطہارت کے متعلق باتیں نہیں معلوم ہیں ان کو نماز نہیں معلوم ہے ان سب کو بتانا ہماری ذمہ داری ہے اگر آج یورپ میں ہم اور آپ بیٹھ کے حسینؑ کی عزاداری کر رہے ہیں میرے فقرے پر توجہ دیں گے اگر آج یورپ میں بیٹھ کے آپ حسینؑ کی عزاداری کر رہے ہیں امام باڑے ہیں آپ کے پاس۔ زنانی مجلسیں ہو رہی ہیں مردانی مجلسیں ہو رہی ہیں ذاکر بیانات دے رہے ہیں آپ ماتم کر رہے ہیں سوز پڑھ رہے ہیں نوحہ پڑھ رہے ہیں تو پھر یاد رکھئے گا کہ یہ ہمارے اور آپ کے ان ماں باپ کا احسان ہے کہ جنھوں نے ہمیں دیندار بنایا تھا کہ ہم آج یہاں دیندار ہیں تو سوچئے کہ اگر ہمارے ماں باپ نے ہمیں دیندار نہ بنایا ہوتا تو ہم بھٹک گئے ہوتے اگر اگلی نسل کو ہم نے دیندار نہ بنایا تو ماں باپ کو کیا منھ دکھائیں گے فاطمہ زہراؑ کے سامنے کیسے جائیں گے آل محمدؐ کے سامنے کیسے جائیں گے خداوند عالم کے سامنے کیسے جائیں گے لہٰذا پوری انرجی پوری توانائی پوری طاقت صرف کر

دیکھئے اس بات پر کہ ہمارا ایک ایک بچہ دین جان لے دین مان لے اور دین پر زندہ رہے دنیا سے دین پر اٹھے تاکہ ہم بھی سرخرو رہیں اور ہماری نسلیں بھی سرخرو رہیں میں مصائب نہیں پڑھنے جارہا ہوں لیکن اتنا آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں جناب وہب کی ماں نے کہا تھا کیا بیٹا تم قربان نہیں ہوگے کیا تم مولا پر شہید نہیں ہوگے کیا تم مجھے موقع نہیں دوگے کہ میں اپنی شاہزادی کے سامنے سرخرو ہوکر جاؤں۔ ہاں یہ تو وہب کی ماں اپنے بیٹے سے کہہ رہی تھیں آج وہب آواز دے رہے ہیں کہ میں نے شہید ہوکر اپنی ماں کو سرخرو کیا ہے لیکن اس زمانے میں جو غلامان حیدر کرار ہیں جو کنیزان فاطمہ زہراؑ ہیں ان کا فریضہ ہے کہ وہ اگلی نسل کو دیندار بنا کر کے اپنے کو سرخرو کرتے ہیں یا نہیں کرتے ہیں ایک درود بھیج دیں محمدؐ وآل محمدؐ پر۔ نہیں ذرا کمزور صلوات ہے۔ ایک درود اور بھیج دیں محمدؐ وآل محمدؐ پر۔

آپ کے لئے نہیں آپ بزرگ ہیں سن رسیدہ ہیں پڑھے لکھے ہیں ایجوکیٹیڈ ہیں مگر فقط اس لئے کہ آپ سن لیں تاکہ اپنے نوجوانوں کو اپنے بچوں کو بتا سکیں اور اگر بچے میری زبان سمجھتے ہیں تو وہ خود بھی سمجھ لیں دین اور ایمان کا پہلا مسئلہ کیا ہے میری آپ کے سامنے جو تقریر ہے اس کا عنوان یہی ہے والعصر ان الانسان لفی خسر زمانے کی قسم ہر انسان گھاٹے میں ہے گھاٹے سے اگر بچنا ہے تو پہلا کلام یہ ہے کہ ہم کو ایمان لانا پڑے گا اور ایمان شروع ہوتا ہے اس بات سے کہ خدا ہے میں آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ ایک دلیل اور ایک لاکھ دلیل جتنی بھی ہیں ان سب کی بنیاد یہی ہے کہ ہم نہیں تھے آج ہم ہیں اس دنیا میں بہت سی چیزیں نہیں تھیں ہمارے سامنے پیدا ہوئیں اس پوری دنیا کی تاریخ یہ ہے کہ یہ نہیں تھی اور پیدا ہوئی۔ بس یہی زینہ ہے یہی بنیاد ہے یہی وہ جگہ ہے جہاں سے خدا پہچانا جاتا ہے ہم نہیں تھے ہم ہیں یہ دنیا نہیں تھی یہ دنیا ہے ہم میں ہونے کی صلاحیت

نہیں ہے اور دنیا میں کوئی چیز بغیر پیدا کرنے والے کے بنانے والے کے نہیں بن سکتی ہے لہٰذا ہمارا نہ ہونا اور ہونے کے بعد ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی ایسی ذات ہمیشہ سے ہے جس نے ہم کو پیدا کیا ہے یہی خدا کے ہونے کی دلیل ہے اسے چاہے ایک طرح سے سنئے چاہے ہزار طرح سے سنئے چاہے لاکھ طرح سے سنئے خدا کو ثابت کرنے والی ساری باتوں کی بنیاد یہی ہے کہ دنیا نہیں تھی اس دنیا میں جو کچھ ہے نہیں تھا اور اس میں ہونے کی طاقت اور صلاحیت نہیں ہے لہٰذا کوئی اس کا پیدا کرنے والا ہے لیکن ان ساری دلیلوں کے مقابلے میں جو بات کہی جاتی ہے وہ یہ کہی جاتی ہے نہیں کوئی پیدا کرنے والا نہیں ہے یہ دنیا خود بخود آٹومیٹک پیدا ہوگئی ہے اگر آپ توجہ دے دیں تو میں آپ کے ذہنوں میں سمجھانے کے لئے مثالوں کے ذریعہ سہارا دے دوں عزیزو! ہوتا یہی ہے کہ جب ماننے اور نہ ماننے کی بحث شروع ہو جاتی ہے تو آدمی کے دماغ میں نہ ماننے اور انکار کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے جب ضد پیدا ہو جاتی ہے نہ ماننے کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے تو ہزار دلیلیں سنایئے وہ کہتا ہے ثابت نہیں ہوا سمجھ میں نہیں آیا لیکن اگر اس کے سامنے اچانک کوئی بات کہی جائے جب بحث کی ضد نہ پیدا ہوئی ہو تو جو سچائی ہوتی ہے جو نیچرل اور فیکٹ ہوتا ہے وہ انسان کے سامنے آتا ہے تو وہ اس کا اقرار کر لیتا ہے میں پہلے آپ کی خدمت میں ایک واقعہ عرض کرنا چاہتا ہوں ہارون رشید کے دربار میں امام موسیٰ ابن جعفر علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہیں اور اگر میں بھولتا ہوں تو پھر یہ واقعہ امام علی الرضا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے اور مامون کا دربار ہے لیکن بہرحال اصل واقعہ کیا ہے وہ آپ سنئیں بہت سے مذہب کے ماننے والے علماء موجود ہیں یہودیوں کا عالم بھی موجود ہے عیسائیوں کا عالم بھی موجود ہے مجوسیوں کا عالم بھی موجود ہے خدا کے نہ ماننے والے بھی موجود ہیں دہریئے بھی موجود ہیں سب موجود ہیں اور امام

ان سے باتیں کرر ہے ہیں ان کے سامنے سچا مذہب ثابت کرر ہے ہیں میرے جو بچے باخبر ہیں وہ بھی سمجھ جائیں گے کہ عیسائیوں میں اور مسلمانوں میں سب سے بڑا اور بنیادی مسئلہ اختلاف کا جو ہے وہ یہ کہ جناب عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بنیادی حیثیت کیا ہے مسلمان یہ کہتا ہے کہ جناب عیسیٰ خدا کے بندے ہیں اور عیسائی یہ کہتے ہیں کہ جناب عیسیٰ خدا کے بیٹے ہیں سیکڑوں سال ہو گئے حضور سرور کائنات جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس دنیا میں آئے ہوئے چودہ سو سال سے زیادہ ہو گئے ہیں اور پیغمبرؐ کے زمانے میں عیسائیوں سے مباہلہ ہوا تھا اسی بات پر کہ جناب عیسیٰ اللہ کے بیٹے ہیں یا اللہ کے بندے ہیں اور قرآن مجید نے دلیل بھی اس کی دی تھی عیسائیوں نے کہا تھا کہ ہر بیٹے کا ایک باپ ہونا چاہے اور عیسیٰ کا کوئی باپ نہیں ہے لہٰذا خدا ان کا باپ ہے خدا نے پوچھا تھا قرآن مجید کی آیت نازل کر کے کہ آدم تو بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے تو جو بغیر ماں باپ کے پیدا ہو وہ بندہ ہو سکتا ہے تو جو صرف باپ کے بغیر پیدا ہوا ہے وہ بندہ کیوں نہیں ہو سکتا ہے مگر عیسائیوں نے نہ کل مانا تھا نہ آج مانا۔ آج بھی بحث کیجئے گا ضد پیدا ہو جائے گی وہی انکار والا امامؑ نے راستہ پیدا کیا اس ضد کے بغیر حقیقت سامنے لانے کا توجہ چاہتا ہوں ایک مرتبہ امامؑ نے کہا جناب عیسیٰ بہت اچھے ہیں ان میں بڑی خوبیاں ہیں بہت اچھائیاں ہیں تو جو عیسائیوں کا بہت بڑا عالم بیٹھا ہوا تھا وہ متوجہ ہو گیا کہ مسلمانوں میں جو امامؑ ہے جو فرزند رسول ہے وہ جناب عیسیٰ کی تعریف کرر ہا ہے جب وہ متوجہ ہو گیا بالکل متوجہ ہو گیا تو ایک مرتبہ امامؑ نے پھر کہا کہ جناب عیسیٰ میں سب اچھائیاں تھیں ایک خرابی تھی اور جیسے ہی امامؑ نے کہا ایک خرابی ویسے ہی وہ بالکل شدت کے ساتھ متوجہ ہو گیا کہا بیان کیجئے کیا خرابی ہے کہا نماز نہیں پڑھتے تھے خدا کی عبادت نہیں کرتے تھے اس نے کہا کہ کس نے آپ سے کہا یہ بات جھوٹ ہے جناب عیسیٰ تو رات رات بھر

عبادت کرتے تھے مسلسل نمازیں پڑھتے تھے بس جب اس پادری نے یہ کہا کہ جناب عیسیٰ مسلسل عبادت کرتے تھے رات رات بھر عبادت کرتے تھے تو ایک مرتبہ امامؑ نے پوچھا تو یہ بتاؤ کہ جب خود خدا تھے تو عبادت کس کی کرتے تھے آپ یقین مانئے کہ اگر امامؑ نے گفتگو شروع کی ہوتی کہ جناب عیسیٰ اللہ کے بندے ہیں کہتے نہیں ہیں اور پھر وہی جواب آچکا کہ ہر بیٹے کے لئے ایک باپ ہونا چاہئے عیسیٰ کا کوئی باپ نہیں ہے لہٰذا خدا باپ ہے لیکن جب بحث والی ضد نہیں پیدا ہونے لگی تو جو سچائی تھی وہ سامنے آگئی میں یہیں پر ایک مثال اور پیش کرنا چاہتا ہوں تشریح نہیں کروں گا آپ سمجھ جائیں گے مسلمانوں میں دو طرح سے وضو کرنے والے ہیں کچھ وضو کرنے والے وہ ہیں کہ جب ہاتھوں کو کہنی سے دھوتے ہیں تو اوپر سے نیچے دھوتے ہیں کچھ وضو کرنے والے ہیں کہ جب وضو کرتے ہیں اور جب ہاتھ دھوتے ہیں اور اوپر سے انگلیوں سے نیچے دھوتے ہیں بحث کرنا چاہئے کبھی نہیں طے ہوگا انہوں نے کہا ہمارا وضو صحیح انہوں نے کہا ہمارا وضو صحیح ایک نہیں ایک لاکھ مرتبہ بحث کرکے دیکھ لیجئے کبھی کامیابی نہیں ہوگی کمی اپنی جگہ پر برقرار رہے گی اس لئے کہ بحث پیدا ہونے کے بعد دماغ میں ضد پیدا ہوجاتی ہے انکار کا جذبہ پیدا ہوجاتا ہے لیکن وضو کی بات نہ کیجئے منھ دھونے کی بات ہو نہانے کی بات ہو کھانا کھانے سے پہلے کی بات ہو کھانا کھانے کے بعد کی بات ہو کبھی کی بات ہو کسی آدمی سے کہئے ذرا کہنی سے ہاتھ دھوڈالو آپ یقین مانئے کہ جو اس طرح سے وضو کرتے ہیں ان سے بھی جب آپ کہئے گا کہنی سے ہاتھ دھوڈالئے وہ ہمیشہ یوں ہی ہاتھ دھوئیں گے جیسے ہم آپ دھویا کرتے ہیں معلوم یہ ہوا کہ جب بحث پیدا ہوجاتی ہے تو ضد پیدا ہوجاتی ہے جب ضد پیدا ہوجاتی ہے تو انکار پیدا ہوجاتا ہے لیکن اگر ضد نہ پیدا ہونے دی جائے تو جو سچائی ہوتی ہے وہ سامنے آجاتی ہے آج تک خدا کے سارے

نہ ماننے والوں نے یہی کہا کہ خدا اس لئے نہیں ہے کہ یہ دنیا خود بخود پیدا ہوگئی ہے یہ دنیا اپنے آپ پیدا ہوگئی یہ ایسا فلسفہ ہے جس کا کہیں وجود نہیں پایا جاتا ہے اس سلسلہ کا ایک مشہور واقعہ ہے ہمارے ایک عالم دین گذرے ہیں علامہؒ حلیؒ انہوں نے بھی جیسے امامؑ نے ضد پیدا ہوئے بغیر سچائی کا اقرار کرایا تھا ایسے ہی اس عالم دین نے بھی اپنے امام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ضد پیدا ہوئے بغیر سچائی کا اقرار کرایا ہے۔ایک صلوات بھیج دیں محمدؐ وآل محمدؐ پر۔

ایک آدمی تھا جو کہتا تھا خدا نہیں ہے علامہ حلی سے یہ طے ہوا کہ دونوں ایک دن ایک جگہ جمع ہو جائیں اور یہ طے کریں کہ خدا ہے یا خدا نہیں ہے اسکے بھی ماننے والے جمع ہو گئے مسلمان بھی جمع ہو گئے ٹائم بھی ہو گیا سب جمع ہیں علامہ حلی نہیں آئے اچھا جب کہیں مناظرہ ہو دعوت دی گئی ہو بحث کرنے کی جمع ہونے کی اور ٹائم پر آدمی نہیں پہنچے تو جو موجود ہے وہ ہنسنا شروع ہی کرے گا گھنٹے دو گھنٹے ہو گئے علامہ حلی نہیں آئے اب باتیں شروع ہو گئیں نہ خدا ہے نہ علامہؒ حلی ہیں۔ ہے کہاں جو خدا کو ثابت کرنے کے لئے علامہ حلی آتے بغیر بحث کے طے ہو گیا کہ خدا نہیں ہے اب میرے یہاں کتابوں میں طے نہیں لکھا ہے لیکن گھنٹے بھر کے بعد دو گھنٹے بعد چار گھنٹے بعد جب لوگ جانے کے لئے تیار ہوئے تو دور سے علامہؒ حلی آتے ہوئے دکھائی دیے جب علامہؒ حلی آتے ہوئے دکھائی دیئے تو انہوں نے کہا ٹھیک ہے بحث تو اب کیا ہونا ہے ان سے یہ پوچھ لیا جائے کہ اتنا آپ لیٹ کیوں آرہے ہیں تو علامہ حلی نے کہا کہ میرا واقعہ سن لیجئے اور دنیا میں کسی کا واقعہ ایسا نہیں ہوگا جیسا میرا ہے سب متوجہ ہو گئے کہ بھائی کون سا نیا واقعہ انہوں نے کہا کہ میں آرہا تھا تو راستے میں دریا پڑا گہرا تھا میں پار نہیں کر سکتا تھا تیر نہیں سکتا تھا کشتی موجود نہیں تھی کہ میں آسکتا لہٰذا میں لیٹ ہو گیا تو کہا جب لیٹ ہو گئے تو آنا ہی نہیں چاہئے تھا آئے کیسے کہنے لگے

وہی تو سنئے ہم کھڑے ہوئے تھے کہ آسمان سے لکڑی کا ایک تختہ گرا لوگوں نے ہنسنا شروع کیا کہ لیٹ آئے بھی ہیں اور بیوقوف بھی بنا رہے ہیں مذاق بھی کر رہے ہیں کہا ایک تختہ گرا اس کے پیچھے دوسرا گرا اور دونوں جڑ گئے تیسرا گرا اور وہ بھی جڑ گیا چوتھا گرا وہ بھی جڑ گیا اور جڑتے بھی ویسے گئے کہ کشتی بنتی چلی گئی اور جب کشتی بن گئی تو وہ چلی جہاں ہم کھڑے تھے وہاں آ گئی اور ہم بیٹھے جیسے ہی بیٹھے وہ کنارے آ گئی اور ہم اتر گئے اور آپ تک آ گئے تو وہ دہریہ بھی بولا اور سارا مجمع بھی بولا کہ یہ بالکل جھوٹ ہے علامہ حلی نے کہا کہ کیسے جھوٹ ہے کہا تم ایسے کہتے ہو کہ وہاں کوئی بنانے والا نہیں تھا اور تختے گرتے گئے جڑتے گئے اور کشتی بن گئی تو یہ خود بخود کشتی نہیں بن سکتی ہے یہ سچ اور حقیت نہیں ہے یہ جھوٹ ہے بس جناب علامہ حلی نے کہا کہ جب بغیر بنانے والے کے کشتی نہیں بن سکتی ہے تو بغیر بنانے والے کے یہ اتنی بڑی دنیا کیسے بن گئی تو اس نے خود ہی اقرار کرلیا۔ تو میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جتنی بھی دلیلیں خداوند عالم کے وجود کی ہیں ان سب کی بنیاد یہی ہے کہ یہ دنیا نہیں تھی ہم نہیں تھے ہمارے ماں باپ نہیں تھے ان کے ماں باپ نہیں تھے کچھ نہیں تھا ان میں ہونے کی طاقت نہیں ہے جب ان میں ہونے کی طاقت نہیں ہے تو کوئی ہے جس نے پیدا کیا ہے جو ہے وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور اس کے پاس اتنا پاور ہے اتنی طاقت ہے کہ وہ جو چاہے پیدا کرسکتا ہے اگر آپ یاد رکھ سکیں تو یاد رکھئے گا پروردگار عالم کی دو بنیادی صفتیں ہیں پہلی صفت یہ ہے کہ وہ قدیم ہے یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا کوئی اسکی انتہا سوچی نہیں جاسکتی ہے کہ کب سے ہے اور کوئی انتہا سوچی نہیں جاسکے گی کہ کب تک رہے گا ایک یہودی نے مولائے کائنات امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہما الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا تھا کہ یہ بتائیے کہ خدا کب سے ہے علیؑ آپ نبیؐ کے جانشین ہیں مسلمانوں کے امام ہیں یہ

بتا یئے خدا کب سے ہے تو امامؑ مسکرائے اور مولاؑ نے کہا کہ پہلے یہ بتاؤ کہ کب نہیں تھا تم وہ وقت بتاؤ جب نہیں تھا اور میں وہ وقت بتاؤں جب سے ہے اس لئے کہ کب سے ہے اس کے لئے کہا جاسکتا ہے جو کبھی نہیں رہا ہو تو خداوند عالم کی دو صفتیں ہیں بنیادی پہلی صفت یہ ہے کہ وہ قدیم ہے یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا یہ ہمیشہ کی لفظ میں بولتا ہوں آپ سنتے ہیں ہم اور آپ مطلب سمجھتے ہیں لیکن اتنا یاد رکھیئے گا کہ ہمیشہ کا مطلب وہ ہے کہ ابتداء سوچی جاسکے نہ انتہا سوچی جاسکے اگر انتہا سوچی جاسکے گی تو وہاں پر آکے اسکی زندگی کا وجود رک جائے گا اگر ابتداء سوچی جاسکے گی تو وہاں سے اس کا وجود شروع ہوگا بس جس کی نہ ابتداء ہے نہ انتہا ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا جس کا نام قدیم ہے اور وہ قادر ہے یعنی جو چاہے کر سکتا ہے تو وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ شیطان کا اپنا کام تو ہے اس نے بہت سے ہمارے مسلمان بھائیوں کو گمراہ کر دیا کہ خدا قادر ہے جو چاہے کر سکتا ہے کسی نے ہم سے پوچھا کہ خدا جھوٹ بولے گا ہم نے کہا کہ ہرگز نہیں بولے گا کہا خدا ظلم کرے گا ہم نے کہا ہرگز نہیں کرے گا کہا یہ مسلمان نہیں ہیں ہم نے کہا خدا جھوٹ نہیں بولے گا انہوں نے کہا یہ مسلمان نہیں ہیں ہم نے کہا خدا ظلم نہیں کرے گا انہوں نے کہا یہ مسلمان نہیں ہیں ہم نے کہا خیریت۔ کیوں۔ کہنے لگے اگر خدا قادر ہے تو سب کچھ کر سکتا جب سب کچھ کر سکتا ہے تو جھوٹ بھی بول سکتا ہے ظلم بھی کر سکتا ہے اگر جھوٹ نہیں بول سکتا ہے ظلم نہیں کر سکتا ہے تو خدا قادر نہیں رہے گا یعنی خدا کو منوا کے پھر خدا کا انکار کرا دیا اس لئے کہ معاذ اللہ جو خدا جھوٹ بول سکے ظلم کر سکے پھر خدا ہی کس کام کا رہے گا میں اس مسئلہ کو واضح طور پر حل کرنا چاہتا ہوں کہ بہت سے ہمارے بچے بہت سے ہمارے بزرگ چونکہ مذہب پڑھتے نہیں ہیں دینی تعلیم حاصل نہیں ہوتی ہے دینی ایجوکیشن ان کے پاس نہیں ہے لہذا شکوک وشبہات پیدا ہو جاتے ہیں

سننا ہے تو مل جل کے صلوات بھیجئے محمدؐ وآل محمدؐ پر نہیں مل کے سنئے خدا جھوٹ نہیں بولے گا خدا ظلم نہیں کرے گا خدا سے کوئی غلطی نہیں ہوگی خدا سے کوئی غلط کام نہیں ہوگا خدا کوئی برائی نہیں کرے گا ذرا ایک لفظ یہ بھی سن لیجئے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی اور بارہ امام اور معصومہؑ کونین فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا یہ سب کے سب معصوم ہیں یہ سب کے سب معصوم ہیں یعنی ان سے گناہ نہیں ہوگا خدا سے کوئی عیب نہیں ہوگا کوئی برائی نہیں ہوگی اور کسی نبی سے کسی امام سے کسی معصوم سے گناہ نہیں ہوگا لیکن مطلب کیا ہوا نہیں ہوگا کا مطلب سمجھ لیجئے انہوں نے یہ کہا کہ جھوٹ نہیں بول سکتا ہے تو قادر نہیں رہا جھوٹ پر ظلم نہیں کرسکتا ہے تو قادر نہیں رہا ظلم پر نہیں میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں ذرا سی کوئی خرابی دکھانا پڑے گی بات سمجھانے کے لئے کوئی گندہ پانی بہہ رہا ہو باتھ روم سے کوئی گندہ پانی بہہ رہا ہو بڑی مثال خراب ہے لیکن ایک منٹ اجازت دے دیجئے کہ میں سمجھانے کے لئے کہہ رہا ہوں جو ایک انتہائی گندہ پانی بہہ رہا ہے اس میں پیشاب بھی شامل ہے اس میں گندگیاں بھی شامل ہیں اور پانی بھی ہے کیا دنیا میں کوئی آدمی ایسا ہے جو اس سے اپنا منھ نہیں دھو سکتا یعنی اس گندے پانی سے ہم منھ دھونے پر قادر ہیں یا نہیں ہیں کوئی یہ نہیں کہے گا کہ ہم قادر نہیں ہیں منھ نہیں دھو سکتے ہیں لیکن پھر ہم پلٹ کر کہیں گے کہ ہم منھ دھو سکتے ہیں مگر کبھی اس سے منھ نہیں دھوئیں گے ایک جملہ سن لیجئے جب تک ہم پاگل نہیں ہوں گے تب تک ہم منھ اس گندے پانے سے نہیں دھو سکتے ہیں یعنی قادر ہیں دھونے پر مگر نہیں دھوتے ہیں کیوں اس لئے کہ اس پانی کی گندگی ہمارے سامنے اتنی واضح ہے کہ جب تک ہماری عقل باقی ہے تب تک ہم دھو سکتے ہیں مگر نہیں دھوئیں گے بس جیسے باتھ روم کا گندہ پانی انتہائی نفرت انگیز ہے ہمارے لئے ویسے ہی ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی، بارہ امامؑ اور جناب فاطمہؑ ان کے سامنے جھوٹ اس سے

زیادہ نفرت انگیز ہے اس سے زیادہ گندی چیز ہے لہٰذا یہ کر سکتے ہیں مگر جب تک ان کا کمال باقی ہے یہ گناہ نہیں کر سکتے تو ہم گندے پانی سے منھ دھو سکتے ہیں مگر جب تک ہماری عقل باقی ہے پاگل نہیں ہو جاتے تب تک نہیں دھو سکتے ہیں تو ویسے ہی کوئی معصوم چاہے نبی ہو چاہے امام وہ گناہ کر سکتا ہے مگر گناہ اس لئے نہیں کر سکتا ہے کہ جتنی نفرت ہم کو اس گندے پانی سے ہے اس سے ہزار گنا زیادہ نفرت انہیں گناہ سے ہے تو معلوم یہ ہوا کہ ہم نے حقیقت پہچانی کہ کر سکنا اور ہے اور کرنا اور ہے خدا ہر بات پر قادر ہے لیکن جیسے ہماری عقل باقی ہے کہ ہم گندے پانی سے منھ نہیں دھو سکتے ویسے ہی خدا کا کمال مانع ہے نہ ظلم کر سکتا ہے نہ جھوٹ بول سکتا ہے اور نہ برائی کر سکتا ہے قدرت اور چیز ہے فعل اور چیز ہے سمجھ گئے ہوں تو صلوات بھیجئے محمدؐ و آل محمدؐ پر۔

تو عزیزان گرامی میں نے جس حقیقت کو آپ کے سامنے واضح کرنا چاہا وہ یہ ہے کہ سب سے پہلا اور بنیادی سوال یہی ہے کہ ہم اگر نقصان سے بچنا چاہتے ہیں تو ہمارے پاس ایمان ہونا چاہئے اور ایمان شروع ہوتا ہے خدا کے وجود سے اور خدا کے وجود کی ایک ہی دلیل ہے جسے لاکھوں طریقے سے پیش کیا جائے گا یہ دنیا نہیں تھی یہ دنیا نہیں تھی۔ ہے۔ دنیا میں ہونے کی طاقت نہیں ہے لہٰذا کسی نے اس کو پیدا کیا ہے جس نے پیدا کیا ہے وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور وہ ہر کام کر سکتا ہے خدا کی دو بنیادی صفتیں ہیں قدیم ہونا اور قادر ہونا اسکے بعد ساری باتیں ہم کو معلوم ہو سکتی ہیں ہم نہیں تھے اس نے ہمیں پیدا کیا وہ پیدا کرنے والا ہے یعنی خالق ہے ہم پیدا ہوئے مگر روزی نہیں پاتے لیکن ہم زندہ ہیں ہمیں روزی مل رہی ہے لہٰذا وہ رازق تو خدا کا وجود سمجھ میں آ سکتا ہے میں اور اس مرحلہ میں آگے بڑھ رہا ہوں وہ ذرا نازک جگہ ہے لوگ کہتے ہیں جناب توحید سے ان مسائل کو سمجھنا بہت دشوار

ہے نہیں دشوار کچھ نہیں ہوتا ہے یہ بھی شیطان کا چکر ہوتا ہے وہ جب کچھ انسان کو دشوار کر دے گا وہیں سے عقل کے دروازے بند کر لیں گے سمجھ میں نہیں آئے گا۔ کچھ دشوار نہیں ہے اگر ہم سمجھنا چاہیں اور ہر بات دشوار ہے اگر ہم نہ سمجھنا چاہیں پر کسی کی سمجھ میں آئے نہ آئے لیکن ہم نے مولائے کائنات امیرالمومنین ابن ابی طالب علیہما الصلوٰۃ والسلام جن کے لئے حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں ہم نے ان کے دروازہ سے علم حاصل کیا ہے اس لئے ہمارے واسطے بطفیل محمد وآل محمد علیہم السلام اتنی بات کا سمجھنا دشوار نہیں ہے دیکھئے دو باتیں سمجھ میں آسکتی ہیں کہ خدا ہے اور یہ سمجھ میں آسکتا ہے کہ خدا ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا خدا وہ ہے جو ہر چیز پر قادر ہے اب ساری باتیں ملا لیجئے گا جب قدیم اور قادر سے مل جائے مان لیجئے گا جب نہیں ملے نہ مانئے گا اس میں کچھ لوگوں کا خیال یہ ہے کہ شب جمعہ آسمان سے خدا اترتا ہے لیکن اترے گا تو جسم رکھے گا یا نہیں رکھے گا اور جب جسم رکھے گا تو خدا کے دو حصے ہو جائیں گے جیسے ہمارے اندر ایک جسم ہے ایک روح ہے تو جب دو حصے ہو جائیں گے تو جب تک دونوں ملیں گے نہیں خدا بنے گا نہیں تو پہلے وہ دونوں پارٹ ہوں تو بعد میں خدا ہوگا تو جب بعد میں خدا ہوگا تو وہ وہ نہیں رہے گا جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا میں نے آپ کے سمجھنے کے لئے ایک قاعدہ حوالے کیا ہے ایک منطق حوالے کی ہے جو بات بھی خدا کے متعلق کہی جائے اسے آپ دیکھ لیں کہ قدیم اور قادر ہونے کے مطابق ہے یا نہیں ہے جو قدیم و قادر ہونے کے مطابق ہے اسے مان لیجئے جو قدیم و قادر ہونے کے مطابق نہیں ہے اسے نہ مانئے تو دو باتیں میں آپ کے سامنے دہرانا چاہتا ہوں مشکل نہیں ہے مگر یہ کہ سمجھنے میں مشکل ہوگی بات بہت آسان ہے خدا ہے یہ بات معلوم ہوسکتی ہے اور خدا کیسا ہے یہ بات معلوم ہوسکتی ہے یعنی ہمیشہ سے ہے اور

ہمیشہ رہے گا جو چاہے کہہ سکتا ہے کہ قدیم اور قادر ہے لیکن دو باتیں نہیں معلوم ہیں وہ یہ کہ اگر ہم چیزوں کے ذریعہ چاہیں کہ خدا ہے تو وہ نہیں معلوم ہوگا اگر ہم یہ چاہیں کہ خدا ہمارے دیکھنے میں آجائے ہمارے سوچنے میں آجائے ہم اس کے ہاتھوں کو چوم لیں تو یہ ہونے والا نہیں ہے جناب موسیٰ کی قوم تھی بنی اسرائیل ان کے لئے یہ تذکرہ ملتا ہے کہ جب وہ گذر رہے تھے تو انہوں نے دیکھا کہ کوئی بت بنائے ہوئے ہے لوگ اسے پوج رہے ہیں تو انہوں نے کہا موسیٰ ہمارے لئے بھی ایک ایسا خدا بنا دو سوال یہ ہے کہ خدا وہ ہے جس نے ہم کو پیدا کیا ہے اگر موسیٰ خدا بنا دیں گے تو موسیٰ خود اسکے خدا ہو جائیں گے جسے خود بنا رہے ہیں وہ خدا کیا ہوگا بت ہے ویسے ہی قرآن مجید میں ذکر ملتا ہے کہ حضور سرور کائنات جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں بھی کچھ مسلمانوں نے یہ کہا تھا کہ ہمارے لئے بھی ایک خدا بنا دیجئے یہ کون ہیں جنھوں نے خدا کو پہچانا نہیں ۔نہیں میں آپ کے سامنے جو باتیں کہنا چاہتا ہوں اسے پوری توجہ کے ساتھ سن لیں خدا فقط عقل سے معلوم ہوسکتا ہے سمجھ سے معلوم ہوسکتا ہے منطق سے معلوم ہوسکتا ہے وہ کسی فلاں سے نہیں معلوم ہوسکتا ہے چھو کے دیکھ کے معلوم نہیں ہوسکتا ہے میں اس بات کو آسان بنانے کے لئے ایک جملہ کہنا چاہتا ہوں پہلے اسے سن لیجئے جو چیزیں اس کے معلوم کرنے کا ذریعہ ہیں اگر ان چیزوں کو چھوڑ دیجئے گا تو وہ بات کبھی نہیں معلوم ہوگی ایک واقعہ سن لیں خدا کرے آپ کا بھی ہو جائے ہاتھی چھوٹا جانور نہیں ہوتا ہے بہت بڑا ہوتا ہے ایک گاؤں میں آ گیا اس سے پہلے کبھی نہیں آیا تھا اس گاؤں میں سب کے علاوہ چار آدمی اور تھے اور یہ چار کے چاروں وہ تھے جنکی دونوں آنکھیں نہیں تھیں بالکل اندھے تھے لیکن گاؤں میں شور ہوا کہ ہاتھی آیا ہاتھی آیا ہاتھی آیا تو جو یہ اندھے تھے انہیں بھی خیال ہوا کہ دیکھنا چاہئے کہ ہاتھی آیا ہے چاروں گئے آنکھ ہے نہیں، گئے ہیں دیکھنے

اب ایک ہی راستہ ہے کہ اسے چھو کے آئیں چاروں اندھے ہاتھی کے پاس پہنچے ایک کے ہاتھ میں فقط دم آئی کہا ہاتھی مل گیا کہا مل گیا ایک کے ہاتھ میں کان آیا کہا ہاتھی دیکھ لیا کہا دیکھ لیا ایک ہاتھ میں پیر آیا اس کو چھوا انہوں نے کہا ہاتھی دیکھ لیا کہا دیکھ لیا ایک کے ہاتھ میں ان کی سونڈ آئی کہا دیکھ لیا دیکھ لیا اب وہ چاروں پلٹ کے آئے اور باتیں شروع ہوئیں کہ ہاتھی کیسا ہے ایک نے کہا کہ رسی جیسی ہوتی ہے ویسا ہے کون تھے دم والے جنہوں نے کان دیکھا تھا انہوں نے کہا جیسا بہت بڑا پنکھا ہوتا ہے ویسا ہاتھی ہے تو واقعہ آپ کا سنا ہوا ہے کوئی نیا واقعہ نہیں ہے مگر اس واقعہ سے فقط اتنی سی بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہاتھی کو دیکھنے کے لئے آنکھ چاہئے تھی یعنی جو ہاتھی کے جاننے کا ذریعہ تھا وہ ذریعہ ان بیچارے اندھوں کے پاس نہیں تھا انہوں نے ہاتھ کو ذریعہ بنایا جب ذریعہ بدل گیا تو انہوں نے ہاتھی کو دیکھا ہاتھی کو چھوا لیکن یہ جیسے سمجھے تھے وہ نہیں تھا ہاتھی تھا تو بس میرے فقرے کو پھر یاد رکھئے گا کہ علم حاصل کرنے کا جب ذریعہ بدل جائے گا تو چیز وہ نہیں حاصل ہوگی جسے ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں یہ بات میں نے صرف اس لئے کہی ہے کہ خدا صرف عقل کے ذریعہ پہچانا جاسکتا ہے یہ دنیا نہیں تھی اس میں ہونے کی طاقت نہیں ہے اس کا کوئی پیدا کرنے والا ہے تو جب ہم عقل کو چھوڑ دیں گے تو جو ہمارے سامنے آئے گا خدا کا تصور تو وہ ہوگا جو خدا نہیں ہوگا ایک صلوات بھیج دیں محمدؐ وآل محمدؐ پر۔

نہیں ہم آپ کو مزید زحمت نہیں دیں گے جتنی دیر میں مجلس شروع ہوئی ہے اتنی ہی دیر میں ختم کر دیں گے فقط اتنی بات اور سن لیجئے کہ اگر کبھی ہم نے عقل کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے خدا کو معلوم کرنا چاہا تو دہریوں کا یہی جواب آئے گا کہ ہم نے بہت ڈھونڈھا نہیں ملا اپنے دہریئے پن کا نعرہ دیتے ہوئے نازاں ہو کر کہا تھا کہ ہم نے چاند تک اپنا ہوائی جہاز بھیج دیا راکٹ بھیج دیا مگر وہاں بھی خدا نہیں ملا

اس پاگل سے کوئی پوچھے کس نے کہا تھا خدا چاند پر بیٹھا ہے تو جب کوئی آدمی محسوسات کے ذریعہ خدا کو ڈھونڈھے گا خدا نہیں ملے گا خدا عقل کے ذریعہ ملتا ہے محسوسات کے ذریعہ نہیں ملتا ہے ایک یہودی نے مولائے کائنات امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہما الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا علیؑ تم خدا کی عبادت کرتے ہو خدا کو دیکھا بھی ہے کہ نہیں مولاؑ نے کہا اگر دیکھا نہ ہوتا تو میں اسکی عبادت کیوں کرتا بس سب متوجہ ہو گئے کہ علیؑ سے سوال کرنے کا موقع پیدا ہو گیا ہے کہا کہاں دیکھا ہے علیؑ خدا کو کیسا دیکھا ہے علیؑ نے کہا یہ تمہاری عقلوں کی بات ہے آنکھوں سے نہیں دیکھا ہے عقل سے دیکھا ہے اور اب جو کچھ بھی میں گزارش کرنا چاہوں گا اس سے لوگ بہت حیران ہوتے ہیں وہ یہ کہ وہ اپنے دماغ میں کوئی تصور کوئی خیال قائم کرنا چاہتے ہیں کہ خدا ایسا ہو آپ یقین مانئے کہ خدا کا کوئی تصور دماغ میں قائم نہیں کر سکتا میں ساری باتیں چھوڑ کے دو جملے کہنا چاہتا ہوں اگر ہم نے اپنے دماغ میں خدا کا کوئی تصور پیدا کیا کوئی تصویر پیدا کی کوئی تخلیق پیدا کی کوئی خیال پیدا کیا کوئی فکر پیدا کی تو یہ جو ہم نے پیدا کیا یہ ہمارے دماغ کے اندر ہے یا نہیں یہ پیدا کیا کس نے کیا۔ ہم نے سوچ کے پیدا کیا تو خدا وہ نہیں ہے جسے ہم پیدا کریں خدا وہ ہے جس نے ہم کو پیدا کیا ہے لہٰذا دماغ میں جو خیال ہم خدا کے بارے میں قائم کریں گے وہ ہمارا پیدا کردہ تخلیق ہوگی ہمارا خالق نہیں ہوگا اور اس بات کو طے کرنے کے لئے آخری بات کہنا چاہتا ہوں اسے بھی سن لیجئے اور وہ یہ کہنا چاہتا ہوں وہ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے جو چیزیں نہیں دیکھی ہیں ان کے بارے میں بھی ہم دماغ میں خیال قائم کر سکتے ہیں تو جیسے ہم نے ان کی سوچی صورت دیکھی ہے مثال کے طور پر ہم نے اس دنیا کے لاکھوں شہر نہیں دیکھے واشنٹن نہیں دیکھا نیویارک نہیں دیکھا ماسکو نہیں دیکھا لاکھوں شہر ہیں جو نہیں دیکھے لیکن جتنے شہر دیکھے ہیں تو سوچ سکتا ہوں کہ

ویسے ہی یہ بھی شہر ہوں گے کوئی چھوٹا ہوگا کوئی بڑا ہوگا وہاں بھی مکان ہوں گے وہاں بھی درخت ہوں گے وہاں بھی پارک ہوں گے تو جو دیکھا ہے اس پر ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ ایسا ہی وہ بھی ہوگا آج میں نے آپ کے سامنے مجلس پڑھی خراب مثال ہوتی ہے تو میں کسی اور کی مثال نہیں دیتا ہوں مجلس پڑھنے کے بعد کبھی نہ کبھی تو میرا انتقال ہو ہی گا انتقال ہوگیا میرا سو سال کے بعد دو سو سال کے بعد پانچ سو سال کے بعد کبھی تذکرہ ہوا ایک آدمی تھا غلام عسکری لوگوں نے کہا ان کا کوئی تھیسس ہے کہا ان کا کوئی تھیسس نہیں کیسے رہے ہوں گے غلام عسکری کہا کچھ نہیں ہم نے جو آدمی دیکھے ہیں وہ بھی ایک آدمی تھے آنکھ ان کے بھی رہی ہوگی ہاتھ ان کے بھی رہے ہوں گے تو غلام عسکری کو نہیں بھی دیکھا ہے مگر غلام عسکری جیسے آدمی دیکھے ہیں لہٰذا وہ سوچ سکتا ہے کہ جس کو نہیں دیکھا ہے وہ کیسا ہوگا میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ویسا ہے ویسا دیکھا ہے تو ہم سوچ سکتے ہیں اور اگر کوئی چیز ایسی ہے جس کا جیسا کوئی نہیں ہے تو ہم سوچ ہی نہیں سکتے ہیں کہ خدا بھی ایسا ہی ہوگا لہٰذا سوچنے کی کوشش نہیں کرنا چاہئے کہ خدا کیسا ہے ایک مسلمان ملے مجھے بڑے نمازی ملے مجھے مگر نمازی ہونا بغیر معرفت کے کوئی قیمت نہیں رکھتا ہے ہم نے کہا کہ نماز پڑھتے ہیں کہا کس کی نماز پڑھتے ہیں کہا خدا کی نماز پڑھتے ہیں ہم نے کہا کیسا ہے خدا کہا ہم سمجھتے ہیں کہ ہوا کی سی ہوتی ہے ہوا کا ایسا ہے خدا تو میں آپ کے سامنے اس لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو میں آپ کے سامنے سورہ پڑھ رہا ہوں اس کے الفاظ یہی ہیں کہ والعصر ان الانسان لفی خسر زمانے کی قسم ہر انسان گھاٹے میں ہے اس سے کون بچے گا ایمان والا بچے گا وہ ایمان والا بچے گا جو نیک اعمال بجالائے گا خدا نے یہ نہیں کہا ہے کہ وہ بچ جائے گا جو نیک اعمال بجالائے گا نہیں پہلے ایمان لائے پہچانے خدا کو کہ خدا کون ہے پہچانے نبیؐ کو کہ نبیؐ کون ہے پہچانے امامؑ کو کہ امامؑ کون ہے معلوم کرے کہ

انہوں نے کیا بتایا ہے کہ کیا عمل صالح ہے تب بجالائے بغیر معرفت کے سجدے کی کوئی قیمت نہیں ہے ایک عابد کی ہزار سال کی عبادت بے قیمت ہوتی ہے عالم کی اعلم کے ایک سجدے کے مقابلے میں بے معرفت ہونا اور ہے بامعرفت ہونا اور ہے اور میں آخر میں ایک ہی بات کہنا چاہتا ہوں کہ اب جن کو اب بھی یہ شبہہ ہے کہ خدا ہے یا نہیں ہے ان سے میں یہی کہوں گا کہ آئے اور کربلا میں آکے دیکھ لے کہ خدا ہے یا نہیں ہے آئے اور کربلا میں آکے دیکھ لے کہ خدا ہے کہ نہیں ہے کیوں اس لئے کہ حسینؑ کے بارے میں حسینؑ کا دشمن بھی جانتا ہے حسینؑ کا دشمن بھی یہ جانتا ہے یہ ناحق ہے یہ غلط ہے یہ باطل ہے وہ نہیں ہے جس کو حسینؑ نہیں مانتے ہیں یزید باطل تھا نہیں مانا حسینؑ نے پیاسے رہے نہیں مانا بھوکے رہے نہیں مانا بچے پیاسے تڑپتے رہے نہیں مانا گلا کٹ گیا نہیں مانا پورا خاندان شہید ہو گیا نہیں مانا حسینؑ کی میت پر گھوڑے دوڑا دیے گئے مگر یزید باطل تھا نہیں مانا میتیں بے گور وکفن پڑی رہیں مگر سید سجادؑ نے نہیں مانا زینبؑ قیدی بنا دی گئیں مگر یزید کو نہیں مانا بچوں نے قید خانے میں دم توڑ دیئے مگر یزید کو نہیں مانا یعنی حسینؑ اور حسینؑ کا ہر ساتھی چاہے وہ شہید ہوا ہو چاہے وہ قیدی بنا ہوا ہوا اس کا کیریکٹر یہ ہے کہ جو نہیں ہے اس کو نہیں مانیں گے جو نہیں ہے اسے نہیں مانیں گے اگر حسینؑ کا یہ کیریکٹر ہے تو پھر یاد رکھئے نومحرم کو پسر سعد اپنے لشکر کو آگے بڑھا رہا ہے حسینؑ کہہ رہے ہیں کہ ایک رات کے لئے جنگ روک دو تا کہ ہم اپنی زندگی کی آخری رات جی بھر کر کے اپنے خدا کی عبادت کر سکیں نہ ماننے والا ناحق کو نہ ماننے والا باطل کو نہ ماننے والا جھوٹ کو نہیں ماننے والا جو نہیں ہے اس کو نہ ماننے والا حسینؑ اگر رات بھر شب عاشور عبادت کر رہا ہے وہ شب عاشور نہیں ہے اللہ کے وجود کی وہ دنیا ہے جو شب عاشور دکھائی دے رہی ہے اللہ کیسے تھے سجدہ کرنے والے کیسے تھے خدا کے ماننے والے کیسے تھے دنیا کو خدا کے

وجود کا یقین دلانے والے وقت نہیں ہے کہ میں بات کو آگے بڑھاؤں لیکن سلسلہ مصائب کا ذکر آپ کے سامنے کرنا اپنا فریضہ سمجھتا ہوں میری بہنو! میری بیٹیو! میرے بچو! میرے جوانو! متوجہ ہو جاؤ ہمارے گھروں میں کوئی بچہ اگر بیمار ہو جائے تو دو چار مہینے نہیں دو چار دن پہلے جو ماں باپ بہت دل لگا کے نماز پڑھتے تھے ان کی نماز ہلکی ہو جاتی ہے مسجد میں آیا کرتے تھے ہم نے پوچھا اب آپ مسجد میں نہیں آتے کہنے لگے کیا بتائیں بچے کی بیماری نے دماغ اتنا خراب کر دیا ہے اب نماز پڑھ لیتے ہیں مگر نماز میں جی نہیں لگتا ہے تو مصیبتوں میں دنیا کا جی عبادتوں میں نہیں لگتا ہے لیکن عاشور کی رات ہے عاشور کی رات ہے مصیبت کی رات ہے موت کی رات ہے قتل کی رات ہے شہادت کی رات ہے اسیری کی رات ہے لیکن کربلا والے سب سے زیادہ انہماک سے نماز پڑھ رہے ہیں پانی نہیں ہے کہ وضو کیا جائے لیکن جلتی ہوئی ریت پر تیمّم ہو رہا ہے اصغرؑ نے آنکھیں بند کر لی ہیں جھولے میں اور حسینؑ نماز پڑھ رہے ہیں سکینہؑ کے رونے کی آواز آرہی ہے بابا میں پیاسی ہوں اور حسینؑ سجدے کر رہے ہیں عباسؑ کے خیمے سے چھوٹے چھوٹے بچوں کے رونے کی آواز آرہی ہے اور عباسؑ نماز پڑھ رہے ہیں یہ کربلا میں عاشور کی رات نہیں ہے اللہ کے وجود کی سب سے بڑی دلیل ہے اور جہاں تک واقعۂ کربلا پڑھتے چلے جائیے وجود خدا سمجھ میں آتا چلا جائے گا خدا نہ ہوتا تو کربلا والوں کا یہ کردار یہ عمل ہمارے سامنے نہ ہوتا میں آپ کی خدمت میں آخری بات کہنا چاہتا ہوں آخری بات کہنا چاہتا ہوں عاشور کے دن جب امام حسینؑ گھوڑے سے گر چکے ہیں اور خیمے میں کوئی باقی نہیں ہے کاش کوئی زندہ ہوتا جو میدان میں جاتا اور جا کے خبر لاتا کہ مولا شہید ہو گئے یا زندہ ہیں سب سے زیادہ ہماری اور آپ کی شاہزادی جناب سکینہؑ بے چین ہیں اماں پتہ نہیں چلتا کہ بابا کا حال کیا ہے اماں پھوپھی کو بھیج کے پتہ

لگاتیں کہ بابا کا حال کیا ہے مگر اب کسے بھیجیں نہ اکبرؑ ہیں نہ قاسمؑ ہیں نہ عباسؑ ہیں نہ عونؑ و محمدؑ ہیں آخر میں اور سب سے آخر میں جناب زینبؑ خود اٹھیں اور اپنے سر پر چادر ڈال کے اٹھیں چلی جاتی ہیں بھائی کا حال معلوم کرنے کے لئے میدان کا میدان دشمن کی فوج سے بھرا ہوا ہے زینبؑ ڈھونڈھے تو کہاں ڈھونڈھے جب کہیں حسینؑ نظر نہیں آئے ایک پہاڑی تھی ایک ٹیلہ تھا ایک بلندی تھی اس پر چڑھ گئیں اور جب چڑھ گئیں تو دیکھا سامنے حسینؑ ہیں اور حسینؑ کا قتل کرنے والا شمر ہاتھ میں خنجر لیے بیٹھا ہے کہ ایک مرتبہ آواز دی بھیا۔ بھیا یہ زینبؑ تمہاری خبر گیری کے لئے آئی ہے حسینؑ نے کہا زینبؑ اپنے بھائی کا آخری سلام لے لو اور خیمے میں واپس چلی جاؤ میں نہیں چاہتا ہوں کہ میں ذبح ہو رہا ہوں اور تم مجھے دیکھ رہی ہو اللہ زینبؑ واپس آرہی ہیں زینبؑ واپس آرہی ہیں اور میرا دل آواز دے رہا ہے یہ زینبؑ نہیں واپس آرہی ہیں زینبؑ کا ہر قدم بتا رہا ہے کوئی خدا ہے جس کے سہارے اپنے بھائی کو ذبح ہونے کے لئے چھوڑ کے آئی ہیں سینے میں دل قابو کے اندر ہے، خیمے میں داخل ہوئیں خیمے میں داخل ہوئیں میں سوچتا ہوں تو میرا تصور یہ مجھ سے کہتا ہے کہ زینبؑ سے دوڑ کے پوچھا ہوگا سکینہؑ نے پھوپھی اماں بابا ملے سکینہؑ کو جواب دینے سے پہلے آواز آنے لگی حسینؑ شہید ہو گئے حسینؑ ذبح کر دیئے گئے حسینؑ کا سر نوک نیزہ پر بلند ہو گیا۔

"سَیَعلَمُ الَّذِینَ ظَلَمُوا اَیَّ مُنقَلَبٍ یَّنقَلِبُونَ"

☆☆☆

مجلس

(۵)

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ہ

اللہ نے سارے انسانوں کو اس بات کی خبر دی ہے کہ تم سب کے سب گھاٹے میں ہو اگر تم اپنے آپ کو نقصان سے بچانا چاہتے ہو تو تمہارے لئے لازم ہے کہ تم اپنے اندر چار باتیں پیدا کرو پہلی بات یہ ہے کہ ایمان لے آؤ دوسری بات نیک کام کرو اعمال صالح بجالاؤ تیسری بات یہ ہے کہ خود مومن بننے پر اور نیک عمل کرنے پر مطمئن نہ ہو جاؤ کہ تمہاری ڈیوٹی پوری ہوگئی بلکہ ایمان لانے والے کا نیک عمل۔عمل صالح کرنے والے کا یہ بھی فریضہ ہے یہ بھی ڈیوٹی ہے کہ وہ اپنی سوسائٹی کو بھی مومن بنائے اور اعمال صالح والی سوسائٹی بنائے لہٰذا تیسری صفت یہ ہے کہ ''وتواصوابالحق'' گھاٹے سے بچنے والے لوگ وہ ہیں جو برابر ایک دوسرے سے یہ کہتے رہتے ہیں اور وصیت کرتے رہتے ہیں کہ حق کے ساتھ چلو حق

کے مطابق زندگی بسر کرو اور خداوند عالم نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ اس دنیا میں سچا راستہ اختیار کرنے میں حق کا ساتھ دینے میں تم کو وہ چیزیں حاصل نہیں ہوں گی جو جھوٹ کے ذریعہ مل سکتی ہیں جو ناحق کے ذریعہ مل سکتی ہیں لہٰذا تم کو صبر بھی کرنا پڑے گا ان چیزوں کے نہ ملنے پر میں آج کی تقریر کو آگے بڑھاتے ہوئے پہلی گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ باوجود اس کے کہ ہم مسلمان ہیں مومن ہیں مولائے کائنات امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہما الصلوٰۃ والسلام سے محبت رکھتے ہیں اور جتنا بھی ہم خدا کا شکرادا کریں وہ کم ہے کہ ہم ان کے دوست ہیں اور شیعہ ہیں لیکن اس کے بعد بھی ہمارے دل میں کچھ ایسی خواہشیں پیدا ہوتی ہیں جو مسلمان ہونے مومن ہونے اور شیعہ ہونے کے مطابق نہیں ہوتیں مثال کے طور پر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں جنت بھی مل جائے ہم دوزخ سے بھی بچ جائیں اور اس دنیا میں خدا کے نہ ماننے والے کو نبیؐ کو نہ ماننے والے کو اور علیؑ کے نہ ماننے والے کو جو کچھ ملتا ہے وہ بھی ہمیں مل جائے تو ایک بات یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ نہ میری کوئی حقیقت ہے نہ کسی اور کی کوئی حقیقت ہے مولائے کائنات امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہما الصلوٰۃ والسلام کے سامنے ۔میں اس آخری لفظ کے لئے دو جملے کہنا چاہتا ہوں وتواصوا بالحق وتواصوابالصبر سیدھے راستے پر چلنے کے بعد کچھ چیزیں چھوڑنا پڑیں گی تو جب تک ہم یہ نیت اور ارادہ نہیں کرلیں گے کہ ہمیں چھوڑ دینا ہے ہمیں سیدھے راستے پر چلنے کے لئے تب تک ہمارا دل بے چین رہے گا تو میں اس سلسلہ میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ نہ میری کوئی حقیقت ہے نہ کسی اور کی کوئی حقیقت ہے مولائے کائنات کے مقابلے میں ۔علیؑ کے دشمنوں نے اس دنیا میں جو کچھ حاصل کیا ۔کیا مولائے کائنات کو وہ چیزیں حاصل ہوئیں ۔نہیں مولائے کائنات کو سب کچھ حاصل تھا ان کے اشارہ پر اور دعا پر ڈوبا ہوا آفتاب پلٹ سکتا ہے تو پوری دنیا

جو سورج کے ارد گرد گھوم رہی ہے اسکی کیا حقیقت ہے لیکن دنیا میں حکومت شہرت مجمع آدمی دولت یہ چیزیں مولاؑ کے دشمنوں کو حاصل ہوئیں مولاؑ کو حاصل نہیں ہوئیں اس لئے حاصل نہیں ہوئیں کہ مولاؑ حاصل کرنہیں سکتے تھے نہیں مولاؑ کو حاصل کرنا نہیں تھا ان کو حق پر چل کر کے دوسروں کو حق پر چلنے کی دعوت دینا تھا تو اگر مولاؑ کے دشمنوں کو جو کچھ ملا ہے اسے مولاؑ نے اس لئے نہیں لیا کہ حق کے ساتھ یہ چیزیں جمع نہیں ہو سکتی ہیں تو اگر ہم غلامان حیدر کرار ہیں تو پھر ہمارے پاس بھی یہ ہمت ہونا چاہئے کہ ہمیں جنت چاہئے اور جنت کے لئے دنیا میں کچھ چیزوں کو چھوڑنا پڑے تو کوئی حرج نہیں ہے اس لئے کہ اگر انہیں چھوڑیں گے تو دوزخ چھوٹے گا صلوات بھیج دیں محمدؐ و آل محمدؐ پر۔

میں نے بار بار آپ کے سامنے کہا ہے اور جہاں تک مجھے یاد رہے گا میں برابر آپ کی خدمت میں کہتا رہوں گا کہ ہم اور آپ خاص طور سے جب تک یورپ کی آب و ہوا اور فضا میں رہ رہے ہیں ہمارا زیادہ فریضہ ہو جاتا ہے کہ اپنی نئی نسل کے جنریشن کے بچانے کا انتظام کریں صرف تھوڑی سی مجلسوں کے ذریعہ یہ کام مکمل نہیں ہوگا بلکہ ہمارے مدرسے بھی ہونا چاہئیں ہمارے گھروں کے اندر دین کا تذکرہ بھی ہونا چاہئے ہمارے گھروں کے اندر وہ عورتیں ہونی چاہئیں جن کی گود میں پلنے والے بچے آل محمدؐ کی ماننے والی نسلیں ہوں اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم خود بھی جانیں خود بھی عمل کریں اور اپنی اولادوں کو بھی پالیں اس طرح سے کہ وہ دیندار بنیں تو میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ دو لفظیں ہیں جہاں سے میں آج کا بیان شروع کرنے جارہا ہوں امید ہے کہ آپ اسے ضائع نہیں ہونے دیں گے اس دنیا میں یہ کہا جاتا ہے سب سے بڑی مصیبت غربت ہے لیکن اگر آپ مجھ سے پوچھیں تو میں عرض کروں گا کہ سب سے بڑی مصیبت غربت نہیں

ہے سب سے بڑی مصیبت جہالت ہے غریب ہونے میں اتنا نقصان نہیں ہے جتنا نقصان جاہل ہونے میں ہے اگر یہ بات ہم اور آپ مانتے ہیں تو پھر ہمیں یاد رکھنا چاہیئے دنیا کا جاہل اگر نقصان اٹھاتا ہے تو دین کا جاہل اور دین کا نہ جاننے والا اس سے زیادہ نقصان اٹھائے گا میں نے یہیں کسی مجلس میں ایک دن عرض کیا تھا کہ صرف دین کے چھوٹے چھوٹے مسئلے معمولی معمولی باتوں کے نہ جاننے کی بناء پر خاندان کے خاندان مصیبت میں مبتلا ہوجاتے ہیں مثال کے طور پر میں نے یہ گزارش کی تھی کہ اگر نانی اپنے نواسے یا نواسی کو دودھ پلا دے تو شوہر پر وہ بیوی حرام ہوجاتی ہے جس کے بچے کو نانی دودھ پلا دے اس لئے کہ دودھ پلانے کے بعد وہ بھائی اور بہن ہوجاتے ہیں اپنی ماں کے لئے اور جب بہن اور بھائی ہوجاتے ہیں تو پھر شوہر پر اولاد کی بہن حرام ہوجاتی ہے ویسے ہی میں ایسے واقعات سے باخبر ہوں کہ ہمارے بہت سے بھائی بہت سے نوجوان عرب میں جاتے ہیں وہاں نوکریاں کرتے ہیں وہاں رہتے ہیں وہاں چھٹیاں ہوتی ہیں تو لوگ جاتے ہیں عمرہ کرنے کے لئے وہ بھی عمرہ کرنے کے لئے چلے جاتے ہیں انہیں مسائل نہیں معلوم ہوتے ہیں عمرہ کرنے کے لئے احرام اسی طرح باندھنا ضروری ہے جس طرح سے حج کے لئے احرام باندھنا ہوتا ہے اور احرام باندھنے کے بعد چوبیس چیزیں حرام ہوجاتی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ نکاح کرنا بھی حرام ہوجاتا ہے جو بیوی ہوتی ہے اس سے تعلقات بھی حرام ہوجاتے ہیں عمرہ کے ختم ہونے کے بعد ایک طواف کیا جاتا ہے جس کا نام طواف نساء ہوتا ہے طواف نساء کر لینے کے بعد ساری چیزیں جو احرام باندھنے کے بعد حرام ہوئی تھیں وہ سب حلال ہوجاتی ہیں لیکن مسائل نہ جاننے کی بنا پر بغیر طواف نساء کئے پلٹ آتے ہیں زندگیاں پریشان ہوجاتی ہیں میں آپ کے سامنے یہ چھوٹے چھوٹے مسئلے صرف اس لئے بیان کررہا

ہوں کہ ایسا نہیں ہے کہ ان دس مجلسوں میں بارہ مجلسوں میں سارے مسائل بیان ہو جائیں گے نہیں اگر ذہن متوجہ ہو جائیں کہ نہ جاننا جاہل رہنا ناواقف رہنا ہمارے لئے تباہی کا ذریعہ ہے تو بس احساس بیدار ہو جاتا ہے احساس بیدار ہو جانے کے بعد کام خود بخود شروع ہو جاتے ہیں میں آپ کی خدمت میں مثال کے طور پر گزارش کرنا چاہوں گا کہ کبھی اس دنیا میں چیزیں ایجاد نہیں ہوئی تھیں تو ہمیں اگر گرمی لگتی تھی تو اپنے ہاتھ میں پنکھا لیتے تھے اور جھلتے تھے تب ہم کو تھوڑا سا سکون ملتا تھا لیکن آج کی دنیا میں بہت آسان ہے بہت آسان ہے اتنا آسان ہے کہ پنکھا ہم نے آن کر دیا اور چلنے لگا یا ہیٹر آپ آن کر دیں تو بس ان مجلسوں کا کام یہی ہے کہ ذہنوں میں سوئچ آن کر دیئے جائیں تا کہ مذہب کی تعلیم کا سلسلہ شروع ہو جائے ایک صلوات بھیج دیں محمدؐ و آل محمدؐ پر۔ نہیں جب صلوات بھیجتے ہیں تو مل جل کے حصول برکت کے لئے باآواز بلند پر جوش صلوات بھیج دیں بر محمدؐ و آل محمدؐ۔

اسی نہ جاننے کی بناء پر ہم کتنے نقصان میں اس دنیا میں رہیں گے اور کتنے نقصان میں آخرت میں رہیں گے اس چیز کو بیان کرنے کے لئے میں روزانہ آپ کے سامنے قرآن مجید کا سورہ پڑھتا ہوں کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم شروع کرتا ہوں اس اللہ کے نام سے کہ جو دنیا میں رحمٰن ہے اور آخرت میں رحیم ہے ''والعصر ان الانسان لفی خسر'' زمانے کی قسم کھا کے خدا کہتا ہے ہر انسان گھاٹے میں ہے نقصان سے اگر بچنا ہے تو ایمان پیدا کرو نقصان سے اگر بچنا ہے تو ایمان کے ساتھ عمل صالح بجالاؤ نقصان سے اگر بچنا ہے تو خود نیک بنو اور سوسائٹی کو نیک بناؤ نیک بننے کی راہ میں تکلیفیں اٹھاؤ تو صبر کرو اور دوسروں کو صبر کرنے کی تلقین کرو میں آپ کی خدمت میں امام زین العابدین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق ایک حدیث سنانا چاہتا ہوں ''والعصر ان الانسان لفی خسر'' زمانے کی قسم ہر انسان نقصان میں رہے گا

گھاٹے میں رہے گا امامؑ نے کہا کیا سنو گے جب قیامت کے دن محشر میں لوگ اللہ کے سامنے پہنچیں گے تو سب سے زیادہ غریب کون ہوگا سب سے زیادہ نقصان میں کون ہوگا ہم نے سوچا ہوتا اور اگر امامؑ سے نہ سنا ہوتا تو ہم سوچتے وہاں غربت کا کیا سوال ہے نہ وہاں پیسے ہوں گے نہ وہاں کرنسی ہوگی نہ پاؤنڈ ہوں گے نہ ڈالر ہوں گے سب کی جیب خالی ہوگی نہیں وہاں کی بھی ایک کرنسی ہے وہاں کا بھی پاؤنڈ اور ڈالر ہے امامؑ نے کہا اس دنیا میں۔ میں سب نہیں سنا سکتا ہوں ایک بات سنا کر کے آگے بڑھنا چاہتا ہوں اس موضوع کے تحت جس کا کل میں نے آپ کے سامنے وعدہ کیا تھا لیکن اس تذکرہ کو سماعت فرمائیں اور سنیں لیکن توجہ کے ساتھ امامؑ نے کہا کہ جنہوں نے اس دنیا میں کسی کا حق لے لیا ہے جن لوگوں نے اس دنیا میں کسی کا حق لے لیا ہے اور حقدار کو مالک کو اس کا حق واپس نہیں کیا ہے کل میدان محشر میں ان سے زیادہ غریب کوئی نہیں ہوگا میں اس سلسلہ میں ایک لفظ کہنا چاہتا ہوں جسے ہمیشہ یاد رکھئے گا کہ اگر حکومت کوئی قانون بنا بھی دے لیکن وہ قانون شریعت کے خلاف ہے تو حکومت کا حلال کیا ہوا حرام حرام رہے گا اگر شریعت نے حرام کیا ہے اور حکومت کا حرام کیا ہوا حلال رہے گا اگر شریعت نے حلال کر دیا ہے حکومت کا قانون بالاتر نہیں ہے بلکہ اگر ہم مسلمان ہیں تو شریعت اسلامیہ کا قانون بالاتر ہے آپ اس ملک میں رہتے ہیں مجھ سے بہتر قوانین کے جاننے والے ہیں جن گھروں میں نااتفاقیاں ہوجاتی ہیں جن گھروں میں شوہر اور بیوی کے درمیان طلاق ہوجاتے ہیں اس میں حکومت گھر بیوی کو دلا دیا کرتی ہے لیکن مذہب گھر نہیں دلاتا تو اگر حکومت کے ذریعہ گھر مل بھی جائے گا تب بھی یہ غیر کا حق ہے یہ جائز نہیں ہوجائے گا یاد رکھئے گا حلال محمد حلال ہے قیامت تک حلال حکومت نہیں حلال ہے قیامت تک میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں یہ تو مثال میں نے

آپ کو سنائی ہے ورنہ امامؑ زین العابدین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر میدان محشر میں کوئی ایسا آدمی آیا جس کے ذمہ مومنین کے حقوق باقی ہیں اچھا جب حق کا لفظ آتا ہے۔ ہماری تو سوسائٹی ہی بہت کمزور ہے تو حق کا مطلب ہم پراپرٹی سمجھتے ہیں حق کا مطلب ہم پیسے سمجھتے ہیں ہم نے کسی کا ایک پاؤنڈ واپس نہیں کیا اس کا حق ہمارے ذمہ باقی ہے ہم نے کسی کی پراپرٹی پر قبضہ کرلیا اس کا حق ہمارے ذمہ باقی ہے نہیں اتنا ہی نہیں ہے ہم نے کسی آدمی کی غیبت کی اس کی بے عزتی کی اسکی توہین کی تو بھی ہمارے ذمہ ایک حق باقی ہے ایسے ہی ہم نے اگر کسی کے خلاف بغض وحسد رکھ کر کے اس کے عیب کو بیان کیا وہ بھی ہمارے ذمہ ایک حق باقی ہے کسی کو ہم نے گالی دے دی تو بھی ایک حق ہمارے ذمہ باقی ہے تو صرف پراپرٹی ہی حق نہیں ہے خود انسان کی ساری چیزیں جن کا تعلق اس کی عزت سے ہے اسکی شخصیت سے ہے اس کے دین سے ہے وہ سب اس کے حقوق ہیں تو بات پھیلتی چلی جائے گی اور مجھے موضوع عدل کے متعلق آپ کے سامنے کچھ باتیں کہنا ہیں لیکن سنئے امامؑ نے فرمایا کہ کل میدان محشر میں ایک ایسا آدمی آئے گا جس کے ذمہ لوگوں کے حقوق باقی ہونگے اس سے زیادہ غریب کوئی نہیں ہوگا اس سے زیادہ نقصان میں کوئی نہیں ہوگا والعصران الانسان لفی خسر کی تشریح میں ایک بات میں امامؑ کی زبانی سنا رہا ہوں میری بہنیں میری بیٹیاں میرے بھائی میرے بچے توجہ کے ساتھ سنیں امامؑ نے کہا جانتے ہو کیا ہوگا ہوگا یہ کہ جس کا جس کا حق اس نے نہیں دیا ہے وہ حق لینے کے لئے آئیں گے اور خالی حق لینے کے لئے نہیں آئیں گے آپ اس جملہ کو اور غور کے ساتھ سنیں اس آدمی کو میدان محشر میں ملائکہ پکڑ کے سب کے سامنے لے جائیں گے کہ اس کو پہچان کے بتاؤ تم میں سے کسی کا حق تو اس کے ذمہ نہیں باقی ہے پالنے والے جو مانگنے آجائے اسے دلوا دے تو اس کو سب کے سامنے کیوں بھیجتا ہے کہا

پہچان لو دنیا کا انصاف اور ہے جو ناقص ہوتا ہے یہ عادل خدا کا انصاف ہے یہاں سب کو حق دیا جائے گا حدیثوں میں یہ بھی تشریح ملتی ہے کہ قرآن مجید میں یہ جو بیان کیا گیا ہے کہ کل محشر کا دن ایسا دن ہوگا جس دن لوگ اپنی ماں سے اپنے باپ سے اپنی اولاد سے اپنے دوست سے اپنے بھائی سے چھپتے پھریں گے ہم نے جو تفسیریں پڑھی ہیں ان میں سے ایک تفسیر آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ امامؑ نے کہا کہ ہر ایک آدمی چاہے گا باپ کا سامنا نہ ہونے پائے ماں کا سامنا نہ ہونے پائے بیوی کا سامنا نہ ہونے پائے شوہر کا سامنا نہ ہونے پائے کسی عزیز و دوست کا سامنا نہ ہونے پائے آپ پوچھئے گا میدان محشر میں یہ پریشانی کیوں ہوگی سب کو پریشانی یہ ہوگی کہ کہیں اس کا کوئی باقی حق نہ ہو جو اس سے مانگ لے یہ ہے ''والعصر ان الانسان لفی خسر'' ہر انسان گھاٹے میں ہے وہی بچیں گے جو ایمان والے ہوں گے وہی بچیں گے جو عمل صالح والے ہوں گے وہی بچیں گے جنھوں نے اپنی سوسائٹی کو نیک بنانے کی کوشش کی ہوگی تو حق والے آئیں گے ابھی ہم نے حدیث مکمل نہیں کی ہے الحمد للہ کہ آپ توجہ فرما رہے ہیں اور مجھے توجہ سے زیادہ کچھ نہیں چاہئے جب میں منبر پر آتا ہوں تو ایک ہی دعا کرتا ہوں کہ پالنے والے مجھے نہیں معلوم ہے کہ کیا تیری مرضی ہے لہٰذا جو تجھے پسند ہو وہ ذکر ہماری زبان سے جاری کردے اور اگر میری یہ دعا تو قبول کرلے تو سننے والوں کو سن کے عمل کرنے کی بھی توفیق دے دے تاکہ ہم سب یہاں سے اٹھیں تو بطفیل حسینؑ کچھ لے کر کے اٹھیں ایک صلوات بھیج دیجئے محمدؐ وآل محمدؐ پر۔

اب آپ پہچانئے کہ امامؑ نے کہا کہ سب سے زیادہ غریب کون ہوگا جس کا جس کا حق باقی تھا وہ آئے گا ان کے پاس کیا ہے کیا دیں گے دنیا میں پراپرٹی پر قبضہ کرلیا تھا دنیا میں گالی دے دی تھی دنیا میں غیبت کرلی تھی سب باقی ہیں اب ان

کے پاس میدان محشر میں ہے کیا جو دے دیں تو امامؑ نے کہا کہ جب ہر آنے والا آئے گا اور اپنا حق مانگے گا تو خدا فیصلہ کرے گا کہ ان کی عبادتوں میں سے ان کی نیکیوں میں سے جتنی نیکیاں تمہارے حق کے مطابق ہیں لے جاؤ فرض کیجئے کہ یہ ایک لاکھ نیکیاں لے کے پہنچے تھے ایک حق والا آیا سو وہ لے گیا دوسرا حق والا آیا ہزار وہ لے گیا یہاں تک کہ امامؑ نے فرمایا کہ لوگ اپنے حق کے عوض میں نیکیاں لیتے جائیں گے اور آخری پوزیشن یہ ہوگی کہ ان کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی اور حق باقی رہ جائے گا امامؑ نے کہا اس کے بعد جانتے ہو کیا ہوگا اللہ حساب کرنے والا ہے اللہ انصاف کرنے والا ہے اللہ کی بارگاہ میں کسی کا حق باقی رہنے والا نہیں ہے آپ توجہ فرما رہے ہیں تو سنئے صورتحال یہ پیش آئے گی کہ جب نیکیاں ختم ہو جائیں گی اور حق والوں کا حق باقی رہ جائے گا تو اللہ فیصلہ کرے گا کہ جن کے جن کے حق اب باقی ہیں ان کے ان کے اتنے گناہ اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دیے جائیں ان کے یہاں گناہ کم کر دیے جائیں ان کے یہاں گناہ بڑھا دیے جائیں تو امامؑ نے فرمایا کہ اس سے زیادہ غریب کوئی نہیں ہوگا جو دنیا سے جائے گا نمازیں لے کر کے روزے لے کر کے نیکیاں لے کر کے حج لے کر کے مگر جن لوگوں کے حقوق اس نے اپنے ذمہ رکھے ہوں گے ادا نہیں کیئے ہوں گے اور کل جب میدان محشر میں حق والے آئیں گے جب حق والے آئیں گے تو ان کی ساری نیکیاں ان کے پاس چلی جائیں گی ان کے گناہ ان کے پاس چلے آئیں گے لہٰذا ہم کو دین جاننا چاہئے دین پڑھنا چاہئے دین کے ایجوکیشن کو عام کرنا چاہئے کیوں اس لئے کہ قرآن مجید کا سچا بیان ہے والعصر ان الانسان لفی خسر زمانے کی قسم ہر انسان گھاٹے میں ہے گھاٹے سے بچنے والا کون ہوگا جو ایمان لائے گا جو عمل صالح بجالائے گا جو خود بھی نیک بنے گا جو سوسائٹی کو بھی نیک بنائے گا ایک صلوات بھیج دیں محمدؐ وآل محمدؐ پر۔

اب اس کے بعد میں اپنی تقریر کو کل کی تقریر سے ملانا چاہتا ہوں کل میں نے آپ کے سامنے کہا تھا کہ دین شروع ہوتا ہے خدا کے ماننے سے ایمان شروع ہوتا ہے خدا کے ماننے سے اور خدا کے نہ ماننے کے دو راستے ہیں ایک راستہ تو یہ ہے کہ کوئی یہ کہتا ہے کہ خدا ہے ہی نہیں اور دوسرا راستہ یہ ہے کہ خدا تو ہے مگر وہ عادل نہیں ہے اسکے کام صحیح نہیں ہیں میں ایک حدیث کا ترجمہ ہی آپ کے سامنے پیش کروں جس میں معصومؑ نے ارشاد فرمایا مولائے کائنات امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہما الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم اللہ کے ماننے والے ہو تو دو باتیں نہ پیدا ہوں اللہ کے ماننے کا مطلب یہ ہے کہ اس پر کوئی تہمت نہ لگاؤ کوئی الزام نہ لگاؤ کہ آج یورپ میں رہنے والی سوسائٹی میں پلنے والے نوجوانوں کے دماغ میں جو برین واشنگ ہوتی ہے اس میں سمجھایا جاتا ہے کہ اگر کوئی خدا ہوتا تو ایک آنکھ لے کے کیوں پیدا ہوتا ایک اندھا کیوں پیدا ہوتا ایک پاگل کیوں پیدا ہوتا ایک اکڑ والا کیوں پیدا ہو جاتا ایک امیر کیوں ہوتا ایک غریب کیوں ہوتا کسی ملک میں پانی کیوں برستا اور وہاں کھیتیاں کیوں ہوتیں کسی جگہ قحط کیوں پڑ جاتا کہیں بیماری کیوں آتی بس یہ ڈفرنس جو زندگی میں پائے جاتے ہیں ان کے لئے کہا جاتا ہے یہ دلیل ہے کہ کوئی خدا نہیں ہے اگر کوئی خدا ہوتا تو اتنی چیزیں نہیں ہوتیں تو یہ راستہ کس بات کا ہے تو یہ راستہ اس بات کا ہے کہ خدا عادل نہیں ہے تو ایک دین کے انکار کا راستہ ہے کہ خدا نہیں ہے ایک دین کے ایمان کے انکار کا راستہ یہ ہے کہ اگر خدا ہے تو عادل نہیں ہے ظالم ہے اسکے کام صحیح نہیں ہیں تو مولائے کائنات نے کہا اگر تم خدا کو مانتے ہو تو دو باتیں یاد رکھنا اس پر تہمت نہ لگاؤ اس پر الزام نہ لگاؤ اگر ہم نے اللہ کے کسی کام پر اعتراض کیا تو اس اعتراض کا مطلب یہ ہے کہ اس پر تہمت لگا رہے ہیں اس پر الزام لگا رہے ہیں اس پر اعتراض کر رہے ہیں اسے

عادل نہیں مان رہے ہیں اور جو خدا کو عادل نہیں مانتا ہے وہ خدا کا ماننے والا نہیں ہے وہ مومن نہیں ہے وہ کافر ہے اور اس کے بعد دوسرے فقرے میں مولاؑ نے فرمایا کہ اگر تم خدا کو مانتے ہو تو اس کے بارے میں فہم بھی نہ پیدا کرو کل میں آپ کے سامنے بیان کر چکا ہوں کہ کسی آدمی کو کوشش نہیں کرنا چاہئے کہ وہ اپنے دماغ کے اندر خدا کی کوئی تصویر کھینچنا چاہے سوچنا چاہے خدا ایسا ہوگا خدا ایسا ہوگا اس لئے کہ سوچا وہاں جا سکتا ہے جب اس کی جیسی کوئی چیز دیکھی گئی ہو تو ہم سوچ سکتے ہیں کہ یہ چیز ایسی ہے تو اس کا جیسا جو ہوگا وہ بھی ویسا ہی ہوگا لیکن خدا وہ ہے جس کا جیسا کوئی نہیں ہے لہٰذا خدا کے بارے میں کسی قسم کی واہمے کی تو ہم کی گنجائش ہی نہیں ہے دماغ میں کوئی خیال ہی نہیں خدا کے بارے کوئی قائم کر سکتے ہیں کہ خدا کی تصویر ایسی ہوگی خدا ایسا ہوگا یہ وہ موضوع ہے جسے ذرا تفصیل کے ساتھ بیان کرنا چاہئے ممکن ہے کل بھی یہ موضوع مکمل نہ ہو سبجکٹ نہ ختم ہو تو میں دو دن یا تین دن آپ کے لے لوں گا لیکن یہ چاہوں گا کہ میرے بزرگ اور میرے بھائی سن کے یاد رکھیں اور اپنی گود میں پلنے والے ننھے بچوں کو بچپنے ہی سے سمجھاتے رہیں بالکل اس طرح سمجھاتے رہیں کہ یورپ کی وہ آب و ہوا جو بے دین بناتی ہے اس سے ہم اپنی جنریشن اور نسل کو محفوظ کر لیں بطفیل محمدؐ و آل محمد علیہم السلام۔ اور جو کچھ مجھے آگے کہنا ہے اس سے پہلے ایک جملہ آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ یہ نہ سوچئے گا کہ یہاں ہم رہتے ہیں کیسے ہم اپنے بچوں کو بچا سکتے ہیں کیسے ہم اپنی فیملی کو بچا سکتے ہیں نہیں یاد رکھئے اگر ہم بغیر امامؑ ہوتے اگر ہم بغیر سردار کے ہوتے اگر ہم بغیر وارث کے ہوتے اگر کوئی ہمارا دیکھ بھال کرنے والا نہیں ہوتا تو ہم سوچ سکتے تھے کہ ہم یورپ میں رہ کر کے کیسے اپنے کو اپنی فیملی کو اپنے جنریشن کو دیندار بنا سکتے ہیں اور بے دینی سے بچا سکتے ہیں نہیں یاد رکھئے امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہٗ پردۂ غیبت

میں تشریف فرما ہیں وہ امامؑ بھی ہیں وہ ہادی بھی ہیں وہ ہمارے وارث بھی ہیں وہ ہمارے سرپرست بھی ہیں۔ وہ بچہ یتیم ہوتا ہے جس کا کوئی باپ نہ ہو وہ قوم یتیم نہیں ہے جس کا زمانے کا امام موجود ہے وہ مدد کرنے کو موجود ہے ہمیں آپ کو اٹھنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ ہماری نسل کو دیندار بنائیں صلوات بھیجئے بر محمدؐ و آل محمدؐ۔

تو اب ذرا پھر سے بات کو یہاں سے آہستہ آہستہ سنیں اور ذہنوں میں جگہ دیں تاکہ بات یاد رہے دین کے ایمان کے انکار کا ایک راستہ یہ ہے کہ خدا نہیں ہے دوسرا راستہ کہ وہ عادل نہیں ہے اسکے کام درست نہیں ہیں اور کل کا میرا جملہ آپ کو یاد ہوگا شیطان نے خدا کا انکار نہیں کیا ہے خدا کے عدل کا انکار کیا ہے یعنی وہ جانتا ہے کہ گمراہی انکار خدا کے ذریعہ اتنی نہیں پھیلے گی جتنی عدل کے انکار کے ذریعہ پھیلے گی پہلی بات یہ ہے کہ خدا عادل ہے ظالم نہیں ہے میں اس موقع پر آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ فقط یہ نہیں ہے کہ وہ ظالم ہے بلکہ یہ تو ایک عنوان ہے ایک سرخی ہے اس کا پورا مطلب یہ ہے کہ کوئی کمی کوئی کمزوری کوئی عیب کوئی نقص ایسا نہیں ہے جو خدا کی ذات میں پایا جاتا ہو یعنی اس کی ذات پاک ہے پاکیزہ ہے بلند ہے ہر کمزوری سے ہر نقص سے ہر عیب سے ہر برائی سے ایک ظلم ہی نہیں کوئی برائی ایسی نہیں ہے جو اسکی ذات میں پائی جا سکے یہ عدل سب سے نمایاں بات ہے جو آپ کے سامنے پیش ہوتی ہے ورنہ اسکے پیچھے تفصیل یہی ہے کہ اللہ کی ذات پاک ہے ہر عیب سے ہر کمی سے ہر نقص سے میں پہلی بات جو مسئلہ عدل کے سلسلہ میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں اسے سنیں کہ کوئی آدمی ظالم ہوتا کیوں ہے برائی کرتا کیوں ہے جھوٹ ہو بے ایمانی ہو چوری ہو کسی کا مال چھین لینا ہو کوئی بات بھی ہو یعنی کوئی آدمی اگر جرم کرتا ہے کوئی عیب کرتا ہے تو کیوں کرتا ہے پہلے اس کے اسباب ڈھونڈھ لیجئے اور پھر سوچئے کہ جہاں سبب نہیں پایا جائے گا وہاں کوئی وجہ نہیں ہے کہ سبب کے

بغیر کوئی چیز پائی جائے جو بے سبب ہو بے وجہ ہو اگر آپ گن کر کے یاد رکھیں تو میں آپ کا احسان مند ہوں گا تین چیزیں ہوتی ہیں جو عیب پیدا کرنے کا ذریعہ ہوتی ہیں ایک نہ جاننا جہالت ناواقفیت دنیا میں کوئی آدمی بھی اگر برائی کرتا ہے تو اس کا یا تو یہ سبب ہوتا ہے کہ وہ نہیں جانتا خدا عادل ہے یا نہیں ہے خدا نے جو مذہب بھیجا ہے اس مذہب میں کتنا عدل ہے اس کے لئے میں آپ کی خدمت میں صرف ایک گزارش کروں گا میرا گھر میرا گھر ہے آپ کا گھر آپ کا گھر ہے لیکن مسجد اللہ کا گھر ہے مسجد میں اگر ایک جگہ ایک آدمی مہر اور سجدہ گاہ رکھ دے کہ یہاں میں نماز پڑھوں گا تو اب دنیا میں کسی دوسرے آدمی کو یہ حق نہیں ہے کہ اسکی مہر اور سجدہ گاہ ہٹا کے یہ کہے کہ میں یہاں پر نماز پڑھوں گا یعنی میرا جیسا بے عمل گناہگار جاہل آدمی بھی اگر مسجد میں کسی جگہ پر سجدہ گاہ رکھ دے تو آقائے خمینیؒ اور آقائے خوئیؒ جیسی عظیم المرتبت شخصیتیں بھی مجھے ہٹائیں گی نہیں اس لئے کہ مسجد میں جتنی دیر کے لئے جو بیٹھ گیا ہے وہ ہٹایا نہیں جائے گا مرضی سے جگہ چھوڑ دے تو چھوڑ دے ذرا پہچانئے جس مذہب میں یہ مزاج عدل پایا جاتا ہو اس مذہب کا بھیجنے والا خدا کیا عادل ہو گا ایک درود تو بھیجئے محمدؐ وآل محمدؐ پر۔

کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ برائی کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ہم جانتے ہی نہیں ہیں کہ یہ برائی ہے تو یا تو ظلم کی وجہ جہالت ہو گی دوسری بات سنئے یا تو ظلم کی وجہ برائی کی وجہ۔ جب میں ظلم بولوں تو اسکے ساتھ ساری برائیاں یاد رکھئے یا ظلم اور ساری برائیوں کی وجہ لالچ ہوتی ہے یا ظلم اور ساری برائیوں کی تیسری وجہ ڈر ہوتا ہے خوف ہوتا ہے آپ غور کریں گے تو میں موقع دوں گا اگر کسی میری بہن کسی بیٹی کسی بھائی کسی بچہ کے ذہن میں کوئی کوئی سوال پیدا ہوا اور وہ مجھے بتائیں گے تو میں اپنے علم بھر اس کو حل کرنے کی کوشش کروں گا میں پڑھا لکھا نہیں ہوں میرے پاس تو باب

مدینۃ العلم مولائے کائنات کے دروازے سے جو بھیک ملی ہے اسی بھیک کو تقسیم کرنے کے لئے آتا ہوں ورنہ میرے پاس علم کہاں ہے لیکن کوئی کوچین پیدا ہو کوئی سوال پیدا ہو تو آپ مجھے بتائیں گے اگر میں حل کرسکتا ہوں تو حل کروں گا اس لئے کہ حل کرنے میں مجھے بھی ثواب ملے گا اور آپ کو بھی فائدہ ہوگا تو دنیا میں جتنے ظلم ہوئے ہیں جتنے قتل ہوئے ہیں جتنے جھوٹ بولے گئے ہیں جتنی چیزیں چھینی گئی ہیں جتنے فساد ہوئے ہیں ان سب کے پیچھے تین چیزیں ہیں یا نہ جاننا جہالت یا لالچ یا خوف، مثال کے طور پر میرے ہاتھ پر ایک ننھی سی چیونٹی چل رہی ہے میں جانتا ہوں جب اسے چاہوں گا پھینک دوں گا جب اسے چاہوں گا مار ڈالوں گا جب اسے چاہوں گا مسل کے پھینک دوں گا اطمینان کے ساتھ بیٹھا رہوں گا کیوں اس لئے کہ چیونٹی سے مجھے کسی قسم کا خوف نہیں ہے لیکن کوبرا آ گیا میرے پاس تو چونکہ میں اس سے ڈرتا ہوں لہٰذا میں پورے طور سے متوجہ ہو کے اسے مار ڈالنے کی کوشش کروں گا معلوم یہ ہوا کہ جہاں خوف ہوتا ہے وہاں بے چینی ہوتی ہے اور جہاں خوف نہیں ہوتا ہے وہاں اطمینان ہوتا ہے کبھی کبھی لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ مولائے کائنات امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہما الصلوٰۃ والسلام جب حضور سرور کائنات جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال وفات کے بعد اپنے حق سے جب محروم کر دیے گئے اور دوسرے لوگوں نے آ کے حکومت پہ قبضہ کرلیا تو علیؑ ان کے مقابلے کے لئے کیوں نہیں اٹھے۔ یہ سوال جو کیا جاتا ہے اس کے بہت سے جوابات ہیں لیکن اس وقت جو میں جواب دینا چاہتا ہوں تو یہی جواب دینا چاہتا ہوں کہ ہماری نگاہ میں جتنی بے قیمت ہے یہ چیونٹی کہ جب چاہیں گے اسے ہٹا کے پھینک دیں گے اس سے کہیں زیادہ بے قیمت تھے وہ لوگ علیؑ کے مقابلے میں جو آئے تھے وہ جانتے تھے کہ ہم جب چاہیں ان کو ہٹا سکتے ہیں تو مسئلہ ان کے ہٹانے کا نہیں ہے مسئلہ باطل

کے ہٹانے کا ہے اور حق بتانے کا ہے۔ لوگ پوچھتے ہیں جب علیؑ کا حق تھا تو علیؑ خاموش کیوں رہے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب خدا خدا تھا تو جب فرعون سجدے کرا رہا تھا تو خدا کیوں خاموش تھا لوگ پوچھتے ہیں جب علیؑ کا حق تھا تو علیؑ کیوں خاموش رہے میں گزارش کرتا ہوں اللہ کے پاس سب کچھ طاقت ہے وہ نمرود کو کیوں برداشت کر رہا ہے وہ فرموں کو کیوں برداشت کر رہا ہے کہا انہیں خدائی کا دعویٰ کر لینے دو ایک دن ایسا آئے گا جب نیل کے دریا سے چیر کے نکل رہے ہوں گے موسیٰ اور فرعون جا رہا ہوگا اس دن میں بتاؤں گا خدا ہے کون بچانے والا ہے کون ڈبونے والا ہے۔ علیؑ بھی آواز دے رہے ہیں ان کو حکومت کر لینے دو جب کوئی علمی مسئلہ آئے گا تب دنیا پہچان لے گی یہ میرے در پر آتے ہیں یا میں ان کے دروازے پر جاتا ہوں پوچھنے کے لئے صلوات برمحمدؐ وآل محمدؐ۔

تو میں نے آپ کی خدمت میں مثال پیش کرنا چاہی تھی کہ مجھے چیونٹی سے کوئی خوف نہیں ہے مگر کوبرے سے خوف ہے لہٰذا یہاں میرے اندر کوئی اطمینان کے خلاف بات پیدا نہیں ہوتی ہے کیوں اس لئے کہ چیونٹی کی حقیقت ہی کیا ہے جب چاہوں گا ہٹا دوں گا بس میری تینوں باتوں کو آپ یاد رکھیں یا جہالت کی بناء پر ناواقفیت کی بناء پر آدمی برائی یا ظلم کرتا ہے یا لالچ کی بناء پر یا خوف کی بناء پر۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم نے خداوند عالم کو جو جانا اور پہچانا اور مانا ہے اسکی بنیاد کیا ہے میں کل کا جملہ آپ کو پھر یاد دلا دوں خداوند عالم کو پہچاننے کا بنیادی راستہ یہی ہے کہ یہ دنیا ایک دن نہیں تھی آج ہے۔ ہم ایک دن نہیں تھے آج ہیں اس دنیا میں ہم میں یہ طاقت نہیں ہے یا ورنہیں ہے کہ ہم خود ہو سکیں لہٰذا کوئی ہے جس نے ہمیں پیدا کیا اگر ایک وقت ایسا تھا کہ وہ بھی نہیں تھا تو پھر سوال پیدا ہوگا کہ اس کو کس نے پیدا کیا ہے لہٰذا ماننا پڑے گا کہ جس نے ہمیں پیدا کیا ہے وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ

رہے گا وہ جو چاہے کرسکتا ہے وہ ایسا قادر ہے کہ اس نے زیرو سے ساری دنیا ساری کائنات پیدا کی۔ توکل کا میرا جملہ آپ کو یاد رہے گا کہ اللہ کی بنیادی دو صفتیں ہیں وہ قدیم ہے یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا وہ قادر ہے یعنی وہ جو چاہے وہ کرسکتا ہے اب آپ یہ بتایئے کہ جو چاہے وہ کرسکتا ہے تو وہی تو کر سکے گا جو اس کے پاس علم ہوگا جس کے پاس علم نہیں ہوگا وہ کیا کرسکتا ہے چھوٹی سی بات ہے کہیں بھی کسی معمولی سے معمولی مشین کو بھی اسٹارٹ کرنا ہوا گر ہم کو نہیں معلوم ہے اس کا سوئچ کدھر ہے اس کا پلگ کدھر ہے تو دنیا ہم دنیا کے سب سے بڑے مولوی سب سے بڑے ذاکر سہی لیکن ہم اس مشین کے پاس کھڑے رہیں گے وہ کام ہم سے نہیں ہوسکتا ہے اس لئے کہ اس مشین کے بارے میں ہم جاہل ہیں تو جو جاہل ہے وہ نہیں کرسکتا ہے جب خداوند عالم نے یہ دنیا پیدا کی ہے اور اس دنیا کے جاننے والے عالم ہو گئے ہیں تو وہ کیسا عالم ہے جس نے اس دنیا کو پیدا کیا تھا تو خدا کے قادر ہونے کا مطلب ہی یہ ہے کہ وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ خدا کے قادر ہونے کا مطلب ہی یہ ہے کہ وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے جب وہ زیرو سے ساری دنیا کو پیدا کرسکتا ہے تو پھر وہ کیسا قادر ہے اگر آپ نے یہ بات پہچان لی تو میں عرض کروں گا کہ اس کا قادر ہونا دلیل ہے کہ وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے اس کا قادر ہونا دلیل ہے وہ جو چاہے کرسکتا ہے اور نہ اس کے پاس کوئی لالچ ہے نہ اسکے پاس کوئی خوف ہے نہ معاذ اللہ اسکے پاس جہالت ہے تو جب تینوں باتیں نہیں ہیں جن سے ظلم پیدا ہوتا ہے تو خدا عادل نہیں ہوگا تو ظالم کیسے ہو جائے گا ایک صلوات بھیج دیں محمدؐ وآل محمدؐ پر۔

لوگ ایسے سبجکٹ سنانے سے بھی گھبراتے ہیں سننے سے بھی گھبراتے ہیں لیکن میں نے حقیقت آپ کے سامنے ہمیشہ عرض کی ہے کہ ہم جس چیز کے بارے میں بھی طے کرلیں کہ یہ مشکل ہے وہی مشکل ہو جاتا ہے لیکن جس کو ہم سمجھ لیں کہ

مشکل نہیں ہے آسان ہو جاتا ہے ہمارے لئے پہاڑ پر چڑھنا مشکل ہو جاتا ہے لیکن جو پہاڑ کے رہنے والے ہیں وہ روز پہاڑ پر چڑھتے اور اترتے ہیں ان کے لئے کوئی مشکل بات نہیں ہے تو جب تک ہماری مجلسوں کے سبجکٹ محدود رہیں گے وہ سناؤ جس کو سن کے لوگ خوش ہو جائیں وہ سناؤ جس کے سننے کے بعد لوگ مطمئن ہو جائیں تب تک ہمارے لئے یہ مسائل مشکل رہیں گے میں نے کل بھی آپ کے سامنے کہا آج بھی کہا اور ہمیشہ کہوں گا ہم نے کسی جہالت کے دروازے پر دین نہیں حاصل کیا ہے ہم نے علم کے دروازے سے باب مدینۂ علم سے مذہب حاصل کیا ہے لہٰذا ہمارا مذہب وہی مذہب ہے کہ جتنا علم بڑھتا جائے گا جتنی ریسرچ بڑھتی جائے گی جتنی سائنس بڑھتی جائے گی اتنی ہی واقفیت بڑھتی جائے گی اور اتنا ہی مذہب مولائے کائنات امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہما الصلوٰۃ والسلام انسانوں کے دلوں میں جگہ بناتا جائے گا تو میں نے آپ کی خدمت میں جو گزارشیں کی ہیں ان کو ایک مرتبہ اور دوہرانے دیجئے تاکہ جو میرے بچے ہیں جو میری بیٹیاں ہیں ان کے ذہنوں میں راسخ ہو جائے اور میرے بزرگ اور میری بہنیں بھی یاد رکھیں تاکہ وہ ان کو بتاسکیں خدا ہم کو کیسے ملا خدا ہم کو اس طرح ملا کہ ہم نہیں تھے۔ ہیں۔ یہ دنیا نہیں تھی۔ ہے۔ ان میں کسی میں ہونے کی طاقت نہیں ہے لہٰذا ایک ایسی ذات ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی اور اس میں اتنا پاور ہے کہ اس نے زیرو سے سب کچھ پیدا کیا ہے جب ہم نے یہ بات پہچان لی تو اس کے پاس علم بھی ہے اس کے پاس خوف بھی نہیں ہے اس کے پاس لالچ بھی نہیں ہے تو یا برائی جہالت سے پیدا ہوتی ہے یا لالچ سے پیدا ہوتی ہے یا خوف سے پیدا ہوتی ہے جب اسباب ہی نہیں ہیں برائی کے تو خدا عادل ہے یعنی اس کی ذات ہر عیب سے پاک و پاکیزہ ہے اور اس کے بعد ایک بڑی اہم بات کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ دو چیزیں ہیں ان کو

کبھی بھولئے گا نہیں۔ایک سلوک اور برتاؤ غیر کے ساتھ ہوتا ہے اور ایک سلوک اور ایک برتاؤ اپنے کے ساتھ ہوتا ہے۔اپنے کو غیر کے سلوک میں سے ایک لطیف بات آپ کو سنانا چاہتا ہوں حضور سرورکائنات جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں کچھ لوگ وہ تھے جو دل سے ایمان لائے تھے مومن تھے اور کچھ وہ تھے جو دل سے ایمان نہیں لائے تھے۔سب مسلمان ہورہے تھے لہٰذا وہ بھی مسلمان ہوگئے یہ موقع پاتے تو مسلمان رہتے اور جب کوئی مصیبت کا وقت آجاتا تو اسلام کو چھوڑ کر کے ادھر چلے جاتے ان کا نام ہے مؤلفتہ القلوب۔ایک آدھ عربی کا لفظ بھی سن لینا چاہئے تاکہ علم میں اضافہ ہوتا رہے مؤلفتہ القلوب کا مطلب یہ ہے کہ جب پیغمبرؐ مال غنیمت تقسیم کیا کرتے تھے تو مسلمانوں سے زیادہ حصہ ان کو دیتے تھے کیوں دیتے تھے تاکہ ان کے دل میں ٹھہراؤ پیدا ہو اور یہ مسلمانوں کے ساتھ رہیں اور پیغمبرؐ کہتے تھے کہ یہ مسلمان نہیں ہیں لیکن ہم مال ان کو زیادہ اس لئے دیتے ہیں زیادہ حصہ اس لئے دیتے ہیں کہ کم از کم یہ مسلمان نہیں ہوں گے تو تمہارے دشمن کے لشکر میں جا کے ان میں شامل ہو کے طاقت تو نہیں بڑھائیں گے۔کبھی کبھی کسی مسلمان نے یہ کہا بھی آپ حضورؐ ان کو حصہ زیادہ دیتے ہیں ہم کو کم دیتے ہیں تو پیغمبرؐ نے یہی کہا کہ یہ مسلمان نہیں ہیں ان کو ہم مسلمان بنانا چاہتے ہیں اور تم تو مسلمان ہو یعنی پہچانئے اپنے کے ساتھ برتاؤ اور ہوتا اور دوسرے کے ساتھ برتاؤ اور ہوتا ہے۔ میں نے یہ بات اس لئے بھی سنانا چاہی ہے کہ کبھی کبھی ہماری سوسائٹی میں بھی ایک سوال پیدا ہوتا ہے ایک وہ آدمی جو اثنا عشری شیعہ نہیں ہے وہ جناب عباسؑ کا علم پکڑ کے دعا مانگتا ہے وہ حسینؑ کے تعزیہ کے سامنے دعا مانگتا ہے پالنے والے اولاد پیدا ہو جائے یا فلاں تکلیف دور ہو جائے اسکی منت پوری ہو جاتی ہے ہم اثنا عشری ہیں ہم چاہنے والے ہیں ہم ماننے والے ہیں ہم بیس سال تک دعا کیا کرتے ہیں

اور ہماری دعا قبول نہیں ہوتی ہے تو کبھی کبھی لوگ کہتے ہیں یہ جناب عباسؑ کیسے ہیں یہ امام حسینؑ کیسے ہیں یہ مولا علیؑ کیسے ہیں غیروں کی سن لیتے ہیں ہماری منت نہیں پوری کرتے ہیں تو یاد رکھئے گا ادھر سے بھی آواز آرہی ہے جس کو ہم اپنا سمجھتے ہیں اس پر ہم کو اعتماد ہے اسکی منت پوری ہوگی تو بھی ہمارا رہے گا نہیں پوری ہوگی تو بھی ہمارا رہے گا اور یہ غیر ہے اسکی مراد نہیں پوری ہوگی تو یہ ہمارا نہیں رہے گا۔ اپنے کے ساتھ برتاؤ اور ہوتا ہے اور دوسرے کے ساتھ برتاؤ اور ہے اگر ہمارے گھر میں اچانک مہمان آجائیں کھانا کم ہے تو ہم مہمانوں کے سامنے پہلے کھانا لگا دیتے ہیں ہمارے بچے بعد میں کھائیں گے تھوڑا تھوڑا کھائیں گے تھوڑے بھوکے رہ جائیں گے مگر مہمان سے ہم بار بار کہتے ہیں اور کھایئے اور کھایئے تو کبھی ہمارا بچہ پوچھ سکتا ہے کہ بابا یہ آپ دوسروں کو کھلا رہے ہیں ہم کو بھوکا کیوں رکھ رہے ہیں بات وہی ہے اپنے والے کے ساتھ برتاؤ اور ہوتا ہے اور دوسرے والے کے ساتھ برتاؤ اور ہوتا ہے تو ہم سے کبھی کبھی مذہبی دنیا میں غلطی یہی ہوتی ہے کہ جو غیروں کے ساتھ برتاؤ ہونا چاہیئے وہ ہم اپنے ساتھ کرنے لگتے ہیں مثال کے طور پر میں سب باتیں آپ کو اس مجلس میں نہیں سنا سکوں گا مگر مثال کے طور پر ایک آدھ بات کہنا چاہتا ہوں کہ کبھی کبھی کوئی حدیث سنائی جاتی ہے تو لوگ پوچھتے ہیں کہ یہ حدیث بخاری میں ہے یا نہیں ہے یہ حدیث مسلم میں ہے کہ نہیں ہے ہم نے کہا کہ علامہ مجلسی نے بحارالانوار میں لکھی ہے علامہ طبرسی نے احتجاج میں لکھی ہے مجمع البیان میں لکھی ہے تو لوگ کہتے ہیں یہ تو اپنے علماء کی حدیث ہے ہم کو تو ان کے علماء کی حدیث کی کتاب چاہیئے فرق پہچانئے جب بھی ان سے بات ہوگی جو بخاری کو حدیث کی کتاب مانتے ہیں بحارالانوار کو حدیث کی کتاب نہیں مانتے ہیں تو ہم ان کو بخاری کی حدیث سنائیں گے لیکن جب ہم اثنا عشری ہیں تو ہمارے لئے کیا بے چینی ہے کہ

ہم بھی بخاری ہی کی حدیث سنیں بحارالانوار کی حدیث نہ سنیں میں نے اس سلسلہ کی ایک بات آپ کے سامنے کہی تھی کہ ایک آدمی جو مسلمان نہیں ہے اس کو اگر ہم کسی میڈیکل رپورٹ کے ذریعہ اسلام سمجھاتے ہیں تو وہ تو ٹھیک ہے لیکن جو اثنا عشری ہے مسلمان ہے جو مومن ہے اس کو قال اللہ قال الرسول کے ذریعہ اللہ نے کہا ہے نبیؐ نے کہا اس کے ذریعہ سمجھنا چاہئے نہ یہ کہ سائنس کے ذریعہ انکی تھیوریوں کے ذریعہ سمجھنا چاہئے وہ غیروں کے ساتھ برتاؤ اور ہے اور اپنوں کے ساتھ برتاؤ اور ہے تو میں اس سلسلہ میں یہاں تک گزارش کروں گا کہ زبان نہیں بدلئے لینگویج نہیں بدلئے جب کہیں مسجد کے بجائے ماسک لکھا ہوتا ہے تو ہم مسلمانوں سے یہی کہتے ہیں کہ آپ کو کون سی پریشانی ہے مسجد لکھنے میں لینگویج نہیں بدلئے آپ جب بولئے تو اللہ ہی بولئے آپ کو گاڈ بولنے کی کیا ضرورت ہے ہم میں کچھ لوگ ہوتے ہیں جو محمد صاحب کہتے ہیں بھئی یہ ان کی زبان ہے جو نبی کو نبی نہیں مانتے ہیں آپ جب نبی کو نبی مانتے ہیں تو آپ محمد الرسول اللہ کہئے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے پاس اسی زبان میں لفظ مسلم موجود ہے لفظ مومن موجود ہے آپ کو محمڈن بولنے کی کیا ضرورت ہے یہ باتیں کیوں ہیں یہ باتیں اس لئے ہیں کہ راستے جہاں سے الگ ہوتے ہیں تو جب پہلا قدم الگ ہوتا ہے تو فاصلہ بہت تھوڑا ہوتا ہے لیکن جب غلط راستے پر آدمی چلتا چلا جاتا ہے تو فاصلہ بڑھتا چلا جاتا ہے بس یاد رکھئے گا اپنوں کے ساتھ برتاؤ اور ہونا چاہئے غیروں کے ساتھ برتاؤ اور ہونا چاہئے لوگ ہمارے پاس آتے ہیں ذرا جناب یہ بتا دیجئے وضو میں منھ کیوں دھویا جاتا ہے اور دیکھئے کسی امامؑ کی حدیث سے نہیں بتائیے گا کسی قرآن کی آیت سے نہیں بتائیے گا لاجک سے اور منطق سے بتائیے گا فلاسفک سے بتائیے گا سائنس سے بتائیے گا ہم نے کہا کہ آپ کون ہیں کہا ہم مسلمان ہیں مومن ہیں اثنا عشری ہیں ذرا آپ پہچانئے وضو میں منھ کیوں دھویا

جا تا ہے یہ اس لئے ہے کہ فقہ جعفری میں ہمارے اماموں نے کہا ہے نبیؑ نے کہا ہے قرآن مجید میں خدا نے کہا ہے کہ منھ دھوؤ تو جو حکم خدا ہے اس کو ہم حکم خدا کی بناء پر نہ بیان کریں بلکہ لاجک اور فلاسفی سے بیان کریں بلکہ لاجک اور فلاسفی سے یہ بات کسی غیر سے ہو سکتی ہے اور جب غیر سے گفتگو ہو گی تو وضو کے منھ دھونے پر گفتگو نہیں ہو گی پہلی گفتگو یہی ہو گی کہ خدا ہے یا نہیں ہے دوسری گفتگو یہ ہو گی کہ ہے تو کیسا ہے عادل ہے کہ نہیں عادل ہے اس نے ہمیں چھوڑ دیا ہے یا ہماری ہدایت کے لئے کسی کو بھیجا ہے بھیجا ہے تو آنے والے کا نام محمد الرسول اللہ ہے کہ نہیں ہے اور اگر محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جو ہماری ہدایت کے لئے آئے ہیں تو انہوں نے قیامت تک کی ہدایت کا کوئی انتظام کیا ہے یا نہیں کیا ہے اگر کیا ہے تو امام اوّل کون ہے دوسرا امام کون ہے قیامت تک کون امام ہے جب یہ راستہ بن جائے گا تب ہم سمجھا سکیں گے یہ خدا نے قرآن میں کہا ہے یہ نبیؑ نے حدیث میں کہا ہے یہ علیؑ نے نہج البلاغہ میں کہا ہے یہ حسینؑ نے کربلا میں کہا ہے بھئی یہ گزارش میں نے آپ کے سامنے اس لئے کی ہے کہ سننے اور سمجھنے میں غیر کا انداز اور ہوتا ہے اپنوں کے سوچنے کا انداز اور ہوتا ہے بس یہ تو درمیانی گفتگو تھی ورنہ ہمارا جو آج کا مقصود تھا جو سبجکٹ تھا وہ یہ تھا کہ میں آپ کے سامنے یہ گزارش کروں کہ اللہ عادل ہے ہر عیب سے پاک ہے ہر برائی سے پاک ہے ہر کمی سے پاک ہے ہر کمزوری سے پاک ہے کیوں اس لئے کہ وہ قدیم ہے وہ قادر ہے وہ عالم ہے نہ اس کے پاس خوف ہے نہ لالچ ہے بس مختصر طور پر یاد رکھئے گا برائی وہ کرتا ہے جو محتاج ہوتا ہے اور جو محتاج نہیں ہوتا ہے تو برائی نہیں کرتا ہے۔ یزید محتاج تھا اگر لوگ ہمیں نہیں مانیں گے تو ہمارے پاس کیا رہ جائے گا حکومت نہیں رہے گی تو ہمارے پاس کیا رہ جائے گا لیکن حسینؑ کے پاس کیا محتاجی تھی وہ آزاد تھے ان کو محتاجی نہیں تھی لہٰذا وہ ہر حال پر تیار تھے وہ تو

کربلا میں امتحان دے رہے تھے تاکہ انکی قربانی کے ذریعہ برائیاں مٹتی رہیں اور وہ سوسائٹی پیدا ہوتی رہے جس میں ایمان پایا جائے عمل صالح پایا جائے۔ ایک دوسرے کوحق پر چلنے اور وصیت کرنے والی سوسائٹی پیدا ہو جائے اس سوسائٹی کو پیدا کرنے کے لئے حسینؑ نے کربلا میں قربانیاں دی تھیں میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کبھی کبھی ہمارے اندر یہ خرابی پیدا ہوتی ہے۔ ہم کہتے ہیں ہم نے حسینؑ کی دس مجلسیں کیں یعنی جیسے معاذ اللہ حسینؑ پر کوئی احسان کیا آج تو ہم نے اتنا ماتم کیا کہ ہمارا سینہ پھٹ گیا یعنی جیسے ہم نے حسینؑ پر بہت بڑا احسان کر دیا ہم نے اس سال حسینؑ کی عزاداری پر ایک ہزار پاؤنڈ خرچ کر دیا اس کے پیچھے کیا ہے بیک گراؤنڈ کیا ہے بیک گراؤنڈ یہ ہے کہ ہمارا یہ فخر ہے کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ حسینؑ ہمارے ہیں۔ نہیں میری بات سنئے اور سوچئے اگر صحیح ہے تو اسے مانئے۔ فخر یہ نہیں ہونا چاہئے کہ حسینؑ ہمارے ہیں فخر کی منزل وہ ہے کہ حسینؑ آواز دے دیں یہ ہمارا ہے۔ میدان محشر میں حسینؑ یہ آواز دیں یہ ہمارا ہے اسکی ہم شفاعت کرنا چاہتے ہیں اس منزل تک ہم کو آنا چاہئے اور اس بات کو یاد دلانے کے لئے میں اس بات کو آپ کے سامنے کہنا چاہوں گا کہ کم سے کم جو روایتیں ملتی ہیں کتابوں کے اندر وہ یہ کہ کربلا کے میدان میں کم از کم چھ ہزار یزید کا لشکر تھا اور دوسری روایتیں جو ملتی ہیں وہ یہاں تک ملتی ہیں کہ ستر ہزار آدمیوں کا لشکر تھا میں اس وقت ریسرچ میں نہیں جانا چاہتا یہ چھ ہزار کیا ہے یہ ستر ہزار کیا ہے لیکن میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ چھ ہزار ہو یا ستر ہزار ہو ان کے سامنے حسینؑ عاشور کے دن آواز دیتے ہیں ''ھل من ناصر ینصرنا'' ہے کوئی میری مدد کرنے والا اور کوئی نہیں آتا ہے تو یہ چھ ہزار کوئی قیمت نہیں رکھتے ہیں یہ ستر ہزار کوئی قیمت نہیں رکھتے ہیں لیکن حسینؑ کربلا میں پہنچنے کے بعد خط لکھتے ہیں کربلا سے کوفہ کو خط بھیجتے ہیں کس کے نام خط بھیجتے ہیں ایک آدمی ہے جس کا

نام ہے حبیب ابن مظاہر اگر آپ کے سامنے کتابوں کے الفاظ ہیں ذاکرین کی تقریریں ہیں تو آپ کو یاد ہوگا۔عین مکہ سے چلے ہیں سب جگہ تقریر کرتے چلے ہیں ہم مرنے جارہے ہیں ہم شہید ہونے جارہے ہیں ہم دین بچانے کے لئے گلے کٹانے جارہے ہیں ہم اپنی قبروں کی طرف جارہے ہیں اگر تم ہمارے ساتھ دولت کے لئے مال کے لئے حکومت کے لئے جل رہے ہوتو ساتھ چھوڑ کے چلے جاؤ وہ اور ہیں جو حسینؑ کے ساتھ ہیں اور حسینؑ کہتے ہیں کہ ساتھ چھوڑ کے چلے جاؤ اور وہ اور ہے جو کوفے میں چھوٹ گیا ہے اسے حسینؑ بلا رہے ہیں یہ کون حبیب ابن مظاہر۔ جناب حبیب ابن مظاہر کے لئے بڑے فخر کی بات ہے کہ کربلا میں حسینؑ نے پہنچنے کے بعد اور خیموں کے لگنے کے بعد خط لکھ کے بھیجا ہے اور کیا لکھ کے بھیجا ہے لکھ کے بھیجا ہے یہ خط حسین ابن علیؑ کی طرف سے رجل فقیہ وہ آدمی وہ مرد جو فقیہ ہے اس حبیب ابن مظاہر کے نام حسینؑ کا خط پہنچا دستر خوان بچھا ہوا تھا حبیب اپنی بیوی کے ساتھ بیٹھے کھانا کھارہے تھے۔حسینؑ کا خط پڑھا خط پڑھ کے رکھ لیا بیوی نے پوچھا کس کا خط ہے کہا حسینؑ کا خط ہے فاطمہؑ کے فرزند کا خط ہے نواسۂ رسول کا خط ہے علیؑ کے بیٹے کا خط ہے کہا کہاں سے آیا ہے کہا کربلا سے آیا کہا یہ لکھا ہے کہ حبیب ہم کو مدد کی ضرورت ہے تم آجاؤ بیوی نے پوچھا پھر ارادہ کیا ہے کہا ارادہ یہی ہے سوچ رہا ہوں کہ جاؤں کہ نہ جاؤں۔ایک مرتبہ اس کے ہاتھ میں جو لقمہ تھا اس نے رکھ دیا کہا اللہ یہ منزل آگئی ہے کہ میری شاہزادی کا فرزند آپ کو بلائے اور آپ سوچیں کہ آپ جائیں کہ نہ جائیں حبیب کھڑے ہوگئے کہا کہ مومنہ میں تیرا دل دیکھنا چاہتا تھا میں تیرا امتحان لینا چاہتا تھا کہ تیری رائے کیا ہے اب مجھے جانے میں بالکل اطمینان ہے اس لئے کہ میں جارہا ہوں اور تم مجھے بھیج رہی ہو اللہ کیسی وہ مومنہ تھی اسے یہ معلوم تھا یہ کوفہ ہے دشمنوں کا شہر ہے یہ کوفہ ہے جہاں مسلم شہید ہوئے ہیں یہ

کوفہ ہے جہاں ہانی شہید ہوئے ہیں یہ کوفہ ہے جہاں مسلم اور ہانی کی لاشوں کے پیروں میں رسیاں باندھ کے ان کوسڑکوں اور گلیوں میں کھینچا گیا ہے یہ کوفہ ہے مسلم کو قتل کرنے کے بعد ان کی لاش دارالامارہ کی چھت سے پھینک دی گئی ہے یہ کوفہ ہے مسلم کی لاش کوسڑکوں پر کھینچے جانے کے بعد سول پر لٹکا دیا گیا ہے لیکن مومنہ نے کہا حبیب جاؤ میں ہر مصیبت پر راضی ہوں لیکن فرزند رسول بلا رہا ہے۔ امام زمانہ بلا رہا ہے ہادیٔ وقت بلا رہا ہے نواسہ رسول بلا رہا ہے علیؑ و فاطمہؑ کا لاڈلا اور بیٹا بلا رہا ہے جاؤ ایک مرتبہ حالات ایسے نہیں تھے کہ کوئی آدمی آزادی کے ساتھ حسینؑ کی مدد کے لئے جا سکے سب جگہ کے اوپر فوجیں تعینات تھیں آدمی رکھے گئے تھے دشمن جائیں حسینؑ سے لڑنے۔ حسینؑ کا کوئی ساتھی نہ جانے پائے حسینؑ کی مدد کرنے کے لئے غلام سے کہا گھوڑے کو لے جاؤ جا کر کے باہر ٹھہرو کوفے سے باہر ٹھہرو میں راستے بدل بدل کے کسی نہ کسی طریقے سے آتا ہوں گھوڑا لے کے غلام گیا حبیب کے آنے میں دیر ہوئی بڑی کتابیں نہ سہی لیکن چھوٹی کتابوں میں میں نے یہ بھی پڑھا ہے کہ گھوڑے کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے جناب حبیب کا غلام گھوڑے سے یہ کہہ رہا تھا نہ روؤ نہ روؤ تجھے یہی تو بے چینی ہے کہ اپنی پیٹھ پر بیٹھا کے حسینؑ کا ایک مددگار کربلا تک پہنچا دے تو سنو اگر حبیبؒ نہیں آئیں گے تو میں جاؤں گا میں تیری پیٹھ پر بیٹھ کر جاؤں گا مولاؑ کی مدد کے لئے حبیبؒ اسی وقت پہنچے حبیبؒ کے کان میں آواز آئی جانور رو رہا ہے اور غلام اس کو سمجھا رہا ہے حبیبؒ بے چین ہو کے رونے لگے اللہ میرے مولاؑ کے اوپر اتنا نازک وقت آ گیا ہے کہ جانور رو رہے ہیں غلام بے چین ہو رہے ہیں واقعہ مختصر کرتا ہوں حبیبؒ ابن مظاہر روانہ ہوئے بچتے ہوئے ناکوں سے بچتے ہوئے پوائنٹ سے بچتے ہوئے کسی طریقے سے اپنے کو حسینؑ تک پہنچایا اور جب پہنچایا تو خیموں میں ایک خبر پھیلی امامؑ کا ایک دوست آیا امامؑ کا ایک

مددگار آیا ہے امامؑ کا ایک ماننے والا آیا ہے جناب زینبؑ نے کنیز سے کہا جا کے ذرا پتہ تو لگاؤ آنے والے کا نام کیا ہے نام بتایا حبیب ابن مظاہر نام ہے کہا جاؤ اور جا کے زینبؑ کا سلام کہہ دو حبیبؑ کے پاس زینبؑ کا سلام آیا تو جناب حبیبؑ رونے لگے اللہ یہ شہزادیاں اتنی بے چین ہو گئی ہیں کہ غلاموں کو سلام کہہ رہی ہیں آہ آج حبیبؑ تم اس لئے بے چین ہو کہ زینبؑ تجھے سلام کہہ رہی ہیں لیکن حبیبؑ تم جانتے ہو ایک وقت ایسا بھی آئے گا جب حسینؑ بھی نہیں ہوں گے حبیبؑ بھی نہیں ہوں گے کوئی بھی نہیں ہوگا خیمے جلائے جارہے ہوں گے اور سیدانیوں پر کوڑے اور تازیانے مارے جارہے ہونگے ان کی پیٹھ زخمی ہورہی ہوگی اجرکم علی اللہ اور عاشور کے دن جب حسینؑ نے اپنے چھوٹے سے لشکر کو مرتب کیا ہے تو کچھ ایسے مرتب کیا ہے تین پرچم تھے تین علم تھے جو بانٹے تھے ایک زہیر ابن قینؑ کو دیا ایک حبیبؑ ابن مظاہر کو دیا اور ایک علم عباسؑ علمبردار کو دیا اور عباسؑ علمبردار کے علم کے نیچے حسینؑ آ کے کھڑے ہوئے یہ عاشور کی صبح تھی عاشور کی صبح کو پسر سعد ملعون نے پہلا تیر پھینکا اور یہ کہہ کے پھینکا کہ لشکر والو! یزید کے سامنے یہ گواہی دینا کہ میں نے پہلا تیر پھینکا ہے اور اس کے بعد ہزاروں تیر تھے جو حسینؑ کی طرف آرہے تھے لیکن حبیبؑ نے زہیرؑ کو پکارا زہیرؑ نے بریرؑ کو پکارا بریرؑ نے جونؑ کو پکارا جونؑ نے غلام ترکی کو پکارا اور سب نے کہا کہ جس وقت کے لئے ہم زندہ تھے وہ وقت آ گیا جب تک ہم زندہ ہیں حسینؑ کے خیمے تک بنی ہاشم کے کسی بچے تک تیر نہ پہنچنے پائے دن گزرتا رہا نماز ظہر کا وقت آ گیا جیسے ہی نماز ظہر کا وقت آیا ثمامہؑ صیداوی نے کہا مولا زندگی میں آخری نماز پڑھنے کا موقع مل گیا ہے خوش قسمتی سے وقت ہے نماز ظہر کا نماز ہو جائے حسینؑ نے کہا شام کے لشکر سے کہو اتنی دیر کے لئے لڑائی روک دو کہ ہم نماز پڑھ لیں بس ایک ملعون نے آواز دی حسینؑ نماز کام نہیں دے گی نماز کام نہیں دے گی ہم جنگ کو نہیں

روکیں گے بس میں آپ کے سامنے مصائب تمام کرنے سے پہلے یہ کہنا چاہتا ہوں نماز کام نہیں دے گی یہ حسینؑ کے دشمن کی بات ہے حسینؑ کے دوست کی بات نہیں ہے لیکن جب حبیبؑ ابن مظاہر نے سنا انہوں نے ہتھیار سجے اپنے کو گھوڑے پر سوار کیا اور حسینؑ کے سامنے سے گزرے حسینؑ نے کہا حبیبؑ کیا ارادہ ہے بولے اب میدان میں لڑنے کے لئے جا رہا ہوں دونوں ہاتھ جوڑ دیئے میں کتاب کے الفاظ نہیں پڑھ رہا ہوں میں واقعہ کے الفاظ پڑھ رہا ہوں دونوں ہاتھ جوڑ دیے اور کہا مولاؑ آپ کے جد کا واسطہ اب مجھے کربلا کے میدان میں جانے سے نہ روکئے گا کہا حبیب نہیں روکوں گا مگر یہ تو بتاؤ تم اتنے بے چین ہو کے کیوں جا رہے ہو کہا مولاؑ آپ نے ابھی سنا ہے کہنے والے نے کیا کہا ہے حسینؑ نماز پڑھو یا نہ پڑھو نماز کام نہ دے گی میں اس دنیا میں زندہ نہیں رہنا چاہتا ہوں جس دنیا میں میرے مولاؑ کی بے عزتی و توہین کی جا رہی ہو مر جاؤں گا اور مار ڈالوں گا مگر اس دنیا میں زندہ نہیں رہوں گا جہاں میرے آقا کی توہین کی جا رہی ہو حسینؑ نے کہا حبیبؑ مجھے کہا ہے جب میں نے صبر کر لیا ہے تو تم بھی صبر کر لو کہا آقا آپ آقا ہیں آپ امامؑ ہیں آپ صبر کر سکتے ہیں میں آپ کا غلام ہوں میں آپ کا حبیبؑ ہوں میں زندہ نہیں رہنا چاہتا اس دنیا میں جہاں آپ کی عزت کی جا رہی ہو کربلا کے میدان میں گئے لڑے زخم کھاتے رہے خون بہتا رہا جب مجبور ہو کے گھوڑے سے گرے تو آواز دی مولاؑ اپنے غلام کی خبر لیجئے میری بیٹیو! میری بہنو! میرے بھائیو! میرے بچو! مجلس تمام کرنے سے پہلے دو لفظیں آپ کے سامنے کہنا چاہتا ہوں میں نے مقاتل کی کتابوں میں پڑھا ہے میں نے مقاتل کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ کربلا میں عاشور کے دن حسینؑ دو مرتبہ بہت بے چین ہوئے اور بے چین ہو کے روئے ایک مرتبہ جب فرات کے کنارے سے جب جناب عباسؑ نے آواز دی اور ایک بار جب میدان

سے حبیبؑ ابن مظاہر نے آواز دی بے چین ہو گئے گھوڑے پر بیٹھے اور یہ کہتے ہوئے چلے حبیبؑ تیرے جیسے دوستوں کے مرجانے کے بعد اب حسینؑ زندہ نہیں رہنا چاہتا ہے حسینؑ جب گھوڑے کو بڑھا کے میدان کی طرف جارہے تھے زہیر قینؑ قریب آئے ادب سے ہاتھ جوڑے حسینؑ کے گھوڑے کی لگام پکڑی کہا مولاؑ کیا ارادہ ہے کہا اب میں بھی مرجانا چاہتا ہوں اس کے بعد زہیرؑ نے کہا مولاؑ ہم آپ کو شہادت سے نہیں بچاسکیں گے لیکن جب تک ہم زندہ ہیں تب تک آپ کو کربلا کے میدان میں نہ جانے دیں گے آؤ حبیبؑ آؤ اس وقت آؤ جب حسینؑ گھوڑے پر جھوم رہے ہیں کوئی تیر مار رہا ہے کوئی تلوار مار رہا ہے کوئی ملعون پتھر پھینک رہا ہے اور حسینؑ کا کوئی بچانے والا نہیں ہے۔

"سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا اَيَّ مُنقَلَبٍ يَّنقَلِبُونَ"

☆☆☆

مجلس
(۶)

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ○

میں روزانہ آپ کے سامنے قرآن مجید کے اس سورہ کی تلاوت کرتا ہوں جس میں پروردگار عالم نے کہا ہے زمانے کی قسم ہر انسان لاس میں ہے گھاٹے میں ہے نقصان میں ہے اگر تم اپنے کو نقصان سے بچانا چاہتے ہو تو کوئی نہیں بچ سکتا ہے جب تک اپنے اندر وہ چار باتیں نہ پیدا کرلے۔ پہلی بات یہ ہے کہ ایمان لاؤ دوسری بات ہے کہ اعمال صالح نیک کام کرو اور تیسری بات یہ ہے کہ خودا کیلے تن تنہا مومن بننے اور نیک بننے کو کافی نہ سمجھو جہاں تمہاری ڈیوٹی ہے تمہاری ذمہ داری ہے کہ تم خود ایمان لاؤ تم خود نیک اعمال عمل صالح بجالاؤ وہاں تم میں سے ہر ایک آدمی کی ڈیوٹی ہے کہ تم اپنی فیملی کو اپنی سوسائٹی کو بھی مومن بناؤ اعمال صالح بجالانے والی سوسائٹی پیدا کرو اور اس کے لئے لازم ہے کہ ہمیشہ ایک دوسرے سے کہتے رہو اور وصیت کرتے رہو کہ باطل کا ساتھ نہیں دینا حق کا ساتھ دینا اور یہ

بھی سمجھاتے رہو کہ حق پر چلنے میں کچھ دکھ ہوں گے کچھ تکلیفیں ہوں گی لہٰذا حق پر چلنے کے بعد جب تکلیفیں ہوں تو صبر کرنا میں نے کل آپ کے سامنے ایک بات کہی تھی اور اس کو پھر آج ایک بار دوہرانا چاہتا ہوں کہ اس دنیا میں لوگ یہ کہتے ہیں کہ غریب ہونا سب سے بڑی مصیبت ہے لیکن میں نے کل بھی کہا تھا اور آج بھی آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ غریب ہونا سب سے بڑی مصیبت نہیں ہے جاہل ہونا نہ جاننا ناواقف ہونا سب سے بڑی مصیبت ہے غربت سے بھی بڑی مصیبت جہالت ہے اور یہ بات معمولی سمجھ والا بھی جانتا ہے کہ جس طرح سے ہمارے اندر دو حصے ہیں ایک کا نام جسم ہے ایک کا نام روح ہے جسم لاکھ قیمتی ہو لیکن بے قیمت ہے روح کے سامنے ویسے ہی ہماری لائف اور زندگی کے بھی دو حصے ہیں ایک ہم اس دنیا میں بسر کرتے ہیں جو موت پر ختم ہوتا ہے اور دوسری زندگی کے بعد کا وہ پارٹ ہے جو موت کے بعد شروع ہوتا ہے اور کسی کی یہ زندگی جنت میں پوری ہوتی ہے اور کسی کی یہ زندگی دوزخ میں پوری ہوتی ہے تو جیسے جسم سے روح قیمتی ہے ویسے ہی دنیا سے آخرت قیمتی ہے اس دنیا کا نقصان بہت بڑا نقصان ہو کے بھی چھوٹا نقصان ہے لیکن آخرت کا نقصان سب سے بڑا نقصان ہے میں اپنی دونوں باتوں کو ملا کے پھر آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ہم میں سے ہر آدمی کو اس بات کی طرف متوجہ ہونا چاہیے کہ ہم اپنے کام کم کریں اپنی مصروفیت کم کریں وقت نکالیں ٹائم نکالیں اور کچھ دین کی کتابوں کو پڑھیں حلال وحرام کو جانیں نجس اور پاک کو پہچانیں اور جہاں ہم سب سے زیادہ کام کر سکتے ہیں ان میں سب سے زیادہ اہمیت دیں اس بات کو کہ ہم اپنے بچوں کو اپنی اولاد کو اپنے گھر والوں کو دین کی باتیں بتائیں اور دین سے واقف کرائیں میں حسب وعدہ عدل کے بارے میں آپ سے کہنے والا ہوں لیکن اس سے پہلے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ شیطان ہمارا اور آپ کا دشمن ہے

اس کی دشمنی میں اسکی تجربہ کاری شامل ہے ایک دو منٹ ایک دو باتوں کے لئے آپ توجہ فرمائیں گے تو ہمارا دین سے جاہل رہنا ناواقف رہنا ہماری سوسائٹی میں دین کی ایجوکیشن کا نہ ہونا یہ سب سے زیادہ ہمارے لئے نقصان دہ ہے اور سب سے زیادہ شیطان کے لئے فائدہ مند ہے اس کا سب سے عمدہ راستہ یہ ہوتا ہے کہ ہم عبادت کریں اور ثواب نہ پائیں ہم نیکی کریں اور ثواب سے محروم رہیں ہم محنت کریں اور ہماری محنت ضائع اور برباد ہو جائے میں آپ کے سامنے بطور مثال کے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ چونکہ آج کل کے ماں باپ خود نہیں جانتے ہیں تو جو ماں باپ نہیں جانتے ہیں اپنی اولاد کو کیسے بتائیں گے ہم مطمئن ہیں کہ ہم نے نیکیاں کی ہیں اور شیطان مطمئن ہے کہ ہم نے ایسے راستے پر ان کو لگایا ہے کہ ان کی نیکیاں برباد ہو جائیں گی میں مثال کے طور پر ایک حدیث کا ترجمہ کرنا چاہتا ہوں کہ معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام نے حضور سرورکائنات جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے نماز کے سلسلہ میں کہ ان قبلت قبلت ماسواھاوان ردت ردت ماسواھا تمہاری ساری نیکیوں سے پہلے نماز کا سوال کیا جائے گا اگر نماز قبول ہوگئی تو تمہارے سارے اعمال قبول کر لئے جائیں گے اور اگر خدانخواستہ اگر نماز واپس کر دی گئی تو ساری نیکیاں واپس ہو جائیں گی شیطان ہم سے کیا کہتا ہے شیطان تو ہمیں اسی راستہ پر لگاتا ہے کہ یتیم کے سر پر ہاتھ رکھو اسے کھانا کھلا دو کسی بیوہ اور غریب کو دیکھو اور اسکی مدد کر دو اب اتنی نیکیاں کر لی ہیں اگر نماز نہیں پڑھی ہے تو کیا حرج ہے ہم یہ جانتے ہیں اور شیطان جانتا ہے کہ انکی ان نیکیوں کو خدا قبول نہیں کرے گا اس وقت تک جب تک کہ یہ نماز نہیں پڑھیں گے اچھا ہم نے نماز پڑھنا شروع کی لیکن نماز پڑھتے وقت ہم کو نماز کے مسائل نہیں معلوم ہمیں یہ نہیں معلوم ہے کہ نماز پڑھنے میں جہاں پر سین آتا ہے وہ کیسے نکلنا چاہئے جہاں پر صاد آتا

ہے وہ کیسے نکلنا چاہئے میں مثال کے طور پر آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم اور آپ رات دن صلوات بھیجتے ہیں محمدؐ وآل محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام پر صلوات کیا ہے اللہم صل علی محمد وآل محمدؐ یہ صل میں صاد ہے سین نہیں ہے سین میں آواز آسانی سے نکل جاتا ہے صاد میں ذرا زبان گھما کے تالو کی طرف اٹھا کے نکالنا پڑتا ہے۔ اللہم صل علی محمد وآل محمد کے معنی ہوتے ہیں اے خدا تو رحمتیں نازل فرما محمدؐ پر اور آل محمدؐ پر لیکن اگر کوئی آدمی اسی فقرہ کو بجائے ''ص'' کے ''س'' سے ادا کر دے تو ''سل'' کے معنی ہوتے ہیں ''س'' کو تلوار کھینچ اب آپ بتائیے کہ نہ جاننے والا جو ''س'' اور ''ص'' میں فرق نہیں جانتا ہے کہ آل محمدؐ پر نبی پر رحمتیں نازل ہوں لیکن جہالت دین کی باتوں کو نہ جاننے کی بناء پر اس کی زبان سے معاذ اللہ وہ لفظ نکل جاتا ہے جو اس کے دل میں نہیں ہے لہٰذا ہماری ڈیوٹی ہے کہ ہم دین کی تعلیم حاصل کریں کبھی کبھی ہماری بہنیں ہمارے بچے ہماری بیٹیاں ہمارے بھائی یہ کہتے ہیں کہ اتنی مصروف زندگی میں ہم دین کے لئے اسکی تعلیم کے لئے کہاں سے وقت لا سکتے ہیں ہاں بہت گنجائش نکالیں گے تو اتوار اتوار کو کسی مدرسے میں پہنچا دیں گے لیکن میں آپ کی خدمت میں دست بستہ دونوں ہاتھوں کو جوڑ کے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں ہمیں فقط اس دنیا میں گھر چاہئے ہمیں فقط اس دنیا میں روزی چاہئے فقط اس دنیا میں کپڑے چاہئیں فقط اس دنیا کی نعمتیں چاہئیں یا اس کے بعد ہمیں جنت بھی چاہئے خدا کی مغفرت بھی چاہئے نبیؐ اور آل محمدؐ کی شفاعت بھی چاہیے اگر ہم کو دونوں چیزیں چاہئے ہیں دنیا بھی چاہئے ہے آخرت بھی چاہئے ہے تو اس دنیا میں وہ کون ہے جو دوہری محنت کئے بغیر دوہری چیزیں حاصل کر سکتا ہے نہیں اگر ہم اپنے بچوں کو دوزخ سے بچا کر کے جنت تک پہنچانا چاہتے ہیں تو ہماری ڈیوٹی ہے کہ ہم دین کی تعلیم کو رائج کریں میں یہیں پر ایک مسئلہ اور بھی آپ کی خدمت میں عرض کرنا

چاہتا ہوں۔ عورت کے لئے لازم ہے کہ جس وقت وہ نماز پڑھے اسکی نماز قبول ہونے کے لئے لازم ہے کہ اس کا لباس ایسا لباس ہو کہ صرف اس کا چہرہ منھ کھلا ہو اس طرح سے کہ ایک بال بھی نہ کھلا ہوا ہو۔ کلائی سے ہاتھ کھلے ہوئے ہوں۔ پیر میں قدم کھلے ہوئے ہوں اگر اس سے زیادہ جسم کا کوئی حصہ بھی کھلا رہ گیا تو یہ نماز اللہ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوگی آج ہمارے کتنے بچے ہیں آج ہمارے کتنے جوان ہیں جن کو نجاست اور طہارت کے معنی بھی نہیں معلوم ہیں لوگ فریادی ہوتے ہیں تم مجلس پڑھا کرتے ہو ہمیشہ یہی چیزیں بیان کیا کرتے ہو لیکن میں ہمیشہ لوگوں سے ایک ہی گزارش کیا کرتا ہوں کہ بہت آسانی کے ساتھ ہماری زبان بند ہو سکتی ہے نہ ہم کو نجاست پر پڑھنا پڑے گا نہ ہم کو طہارت پر پڑھنا پڑے گا نہ ہم کو نماز پر پڑھنا پڑے گا اگر آپ خود دین کی واقفیت پیدا کر کے اس سوسائٹی کو پیدا کر دیں جو دین کی باتیں جانتی ہو جب نہیں کوئی جانتا ہے تب بتانا پڑتا ہے جاننے والوں کو بتانے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے اب آپ بتائیں ماں باپ کو فرصت نہیں ہے بتانے کی سوسائٹی میں وقت نہیں ہے بتانے کے لئے تو اگر یہ مجلسیں جو نام حسینؑ ابن علیؑ پر ہو رہی ہیں ان میں بھی دین کا تذکرہ نہیں ہوگا تو پھر زمانے میں وہ کون سا وقت آئے گا جب دین بیان ہوگا یقیناً ہم سب کی جانیں نثار ہیں نبیؐ پر آل محمدؐ پر مولائے کائنات پر امام حسینؑ پر لیکن جیسے ہماری جانیں نثار ہیں ان پر ویسے ہی اس مقصد کے لئے بھی ہونا چاہئے جس کے لئے ان کا خون بہا ہے جس کے لئے انہوں نے اپنی اولادوں کی قربانیاں دی ہیں تو میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ چھوٹے چھوٹے طہارت اور نجاست کے مسائل ہمارے بچے نہیں جانتے ہیں۔ دو طرح کی طہارتیں ہوتی ہیں ایک جملہ میں سن لیجئے یہ میرے پاس کچھ چیزیں ہوتی ہیں جن کو میں شروع میں آپ کے سامنے بیان کر دیتا ہوں پھر جو میرا موضوع ہے

جو میرا سبجکٹ ہے جس میں فضائل محمدؐ و آل محمد علیہم السلام بھی آتا ہے اس کی طرف بڑھوں گا عزیزو! دو طرح کی طہارتیں ہوتی ہیں کبھی ہمارا جسم نجس ہو جاتا ہے یا ہمارے لباس نجس ہو جاتے ہیں پیشاب لگ گیا خون لگ گیا اور کوئی نجاست لگ گئی جو نجاستیں دس گیارہ ہیں وہ کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں اگر وہ نجاست کسی دوسری تری کے ساتھ چھو جائیں اس طرح کہ وہ نجاست دوسری چیز میں سرایت کر سکے تو نجاست پیدا ہوتی ہے کتا نجس ہے اگر وہ سوکھا ہاتھ سے گزر جائے کپڑوں میں لگ جائے تو نجاست نہیں پیدا ہوگی لیکن اگر وہ بھیگا ہو یا ہمارے لباس یا ہاتھ بھیگے ہوں تب نجاست پیدا ہوتی ہے ایسی ساری نجاستوں کے لئے اگر آب کثیر ہے آب کثیر کسے کہتے ہیں آب کثیر کہتے ہیں اتنے پانی کو کہ اگر کوئی جگہ ہو جس میں تین بالشت چوڑائی ہو تین بالشت گہرائی ہو تین بالشت لمبائی ہو اتنا پانی جہاں پایا جاتا ہے اتنا پانی آب کثیر ہوتا ہے اگر وہاں سے پانی آ رہا ہے تو ایک مرتبہ دھونا کافی ہوتا ہے لباس کا دھو کے ایک مرتبہ نچوڑ دینا کافی ہوتا ہے لیکن اس سے اگر کم پانی ہے تو پیشاب کی نجاست میں دو مرتبہ طہارت کرنا ہوتی ہے اور دوسری نجاستوں میں ایک مرتبہ طہارت کرنا ہوتی ہے یہ تو وہ ہے جس میں ہم کو جسم و لباس کو پاک کرنا ہے ہم نے بہت بڑے بڑے سن والے بزرگوں کو دیکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ کپڑے نجس ہیں لہٰذا ہم تیمم سے نماز پڑھ لیں۔ نہیں تیمم تو تب ہے جب ہم وضو نہ کر سکتے ہوں اور ہم غسل نہ کر سکتے ہوں اگر ہمارا جسم نجس ہے ہمارا لباس نجس ہے وہ تیمم سے پاک نہیں ہوگا اس کے لئے ہم کو پانی ہی استعمال کرنا پڑے گا ہاں اگر ہم پر وضو واجب ہے ہم پر اگر غسل واجب ہے اور وہ ہم نہیں کر سکتے ہیں تو پھر ہم کو تیمم کرنا ہوگا یہ میں نے آپ کے سامنے چند چھوٹے چھوٹے مسئلے بیان کر دیئے ہیں تاکہ آپ متوجہ ہوں یہ چھوٹے مسئلے نہیں ہیں جسم نجس ہے لباس نجس ہے وضو صحیح نہیں ہے غسل صحیح نہیں ہے تو

نماز صحیح نہیں ہے تو جتنی ہماری نیکیاں ہیں سب اللہ کی بارگاہ میں قبول ہونے سے روک دی جائیں گی والعصر ان الانسان لفی خسر یاد رکھو زمانے کی قسم ہر انسان گھاٹے میں رہے گا اس سے بڑا گھاٹا کیا ہوگا نیکی کریں اور ثواب نہ پائیں۔ ثواب نہ پائیں۔ نماز پڑھیں اور قبول نہ ہو محنت کریں اور اس کا ثواب نہ ملے ایک صلوات بھیجئے محمدؐ وآل محمدؐ پر۔ اگر آپ ناراض نہیں ہوئے ہیں تو خلوص والی صلوات بھیج دیجئے۔ ایک درود اور محمدؐ وآل محمدؐ پر۔۔

تو میں پھر آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ قرآن مجید کے اس سورہ کے ہر ہر لفظ کو سنئے یاد رکھئے اور سناتے رہئے 'والعصر ان الانسان لفی خسر' اللہ کہتا ہے زمانے کی قسم ہر انسان گھاٹے میں ہے اگر تم نقصان سے بچنا چاہتے ہو فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہو تو تم میں چار باتیں پیدا ہونا چاہئیں ایمان پیدا ہونا چاہئے عمل صالح پیدا ہونا چاہئے خود نیک بننے کے ساتھ دوسروں کو نیک بناؤ اور ان کو حق پر چلنے کی وصیت کرو اور صبر کرنے کی وصیت کرو میرا بیان ابھی منزل بہ منزل یہاں تک پہنچا ہے کہ ایمان شروع ہوتا ہے اللہ کے ماننے سے۔ ایمان شروع ہوتا ہے اللہ کے ماننے سے اور اللہ کے ماننے کا ذریعہ خود ہماری زندگی ہے میں اپنی پچھلی تقریروں کے دو جملے پھر آپ کو دوبارہ یاد دلاؤں گا کہ ہم سب کی تاریخ یہ ہے کہ ہم نہیں تھے اور ہیں اور ہم نہیں تھے اور ہیں تو ہم میں ہونے کی طاقت نہیں ہے لہٰذا ایک ایسی ذات ہے ایک ایسی ہستی ہے ایک ایسا خدا ہے ایک ایسا اللہ ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اسی نے ہم کو پیدا کیا ہے اور وہ ایسا قادر ہے ایسی قدرت والا ہے کہ اس نے زیرو سے ساری دنیا پیدا کی ہے میں نے اس سلسلہ میں آپ کی خدمت میں کہا تھا کہ جو اللہ کے ماننے والے نہیں ہیں جو دین اور ایمان کے انکار کرنے والے ہیں ان کے دو راستے ہیں کچھ جو کہتے ہیں کہ خدا نہیں ہے ان کا

کہنا یہی ہے یہ دنیا خود بخود پیدا ہوگئی ہے۔خود بخود چل رہی ہے لیکن خود بخود چلنے کا تصور لے کر کوئی نہیں پیدا ہوتا ہے۔آج ہم میں سے ہر آدمی کی کلائی پر وہ گھڑی بندھی ہوئی ہے جو آٹو میٹک چل رہی ہے اس دنیا میں کتنی مشینیں ہیں جو آٹو میٹک چل رہی ہیں لیکن ان میں آٹو میٹک سسٹم خود نہیں پیدا ہوا ہے جو اس کا بنانے والا تھا اس نے اس کا سسٹم آٹو میٹک بنایا ہے تو یہ دنیا بے شک آٹو میٹک چل رہی ہے لیکن اس کا سسٹم بنانے والا جو ہے وہ خدا ہے دوسرا میں نے آپ کے سامنے یہ جملہ کہا تھا کہ خدا کو نہ ماننے کا دوسرا راستہ یہ ہے کہ اس کے عادل ہونے سے انکار کردیا جاتا ہے دنیا میں بہت سے اختلافات پائے جاتے ہیں کل بھی میں نے سنایا تھا آج بھی مجھے یاد دلانا ہے کہ کسی وقت دیکھتے ہیں ہم کہ کہیں بارش ہوئی کھیتی ہوئی کہیں قحط پڑ گیا کوئی نابینا پیدا ہوگیا اندھا پیدا ہوگیا کوئی عقل والا پیدا ہوگیا کوئی پاگل پیدا ہوگیا تو جو یہ دنیا میں اختلافات نظر آتے ہیں اونچ نیچ نظر آتی ہے جو فرق نظر آتے ہیں ان کی بناء پر لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر خدا ہوتا تو ایسی چیزیں نہ ہوتیں میں نے آپ کے سامنے کل جو جملے کہے تھے اسے اس لئے بھی دوہرانا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے کل سنا ہے وہ یاد رکھیں اور جو آج آئے ہیں وہ سن لیں کہ کبھی کبھی کسی آدمی سے ظلم برائی جھوٹ خرابی قتل فساد دنیا میں جتنے عیب پائے جاتے ہیں وہ اگر ہوتے ہیں تو ان کے تین سبب ہوتے ہیں یا جاہل ہونے کی بناء پر آدمی خرابی کرتا ہے یا لالچ کی بناء پر عیب کرتا ہے یا خوف کی بناء پر ڈر کی بناء پر برائی کرتا ہے اللہ کی ذات میں نہ جہالت ہے نہ لالچ ہے نہ خوف ہے لہٰذا نہ وہاں ظلم ہے نہ عیب ہے نہ جرم ہے نہ خرابی ہے اور میں آپ کی خدمت میں ایک دن کہہ چکا ہوں پھر آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں ایک عجیب وغریب بات ہے دنیا میں کہ ہم دنیا میں جس چلن کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں جب دین کا معاملہ آجاتا ہے تو اسے بدل دیتے ہیں میری بات کو سننے کے لئے

حصول ثواب و برکت کے لئے ایک مرتبہ محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیج دیں۔

توجہ چاہتا ہوں ایک آدمی کا تیس سال سے چالیس سال سے ہمارا ساتھ ہے اور ہم نے دیکھا کہ تیس سال میں اس چالیس سال میں وہ کبھی جھوٹ نہیں بولا تو اگر کوئی آدمی ہم سے آ کے کہتا ہے کہ فلاں آدمی جھوٹ بولا تو ہم نہ تحقیق کرنے جاتے ہیں نہ پوچھنے جاتے ہیں جو ہمیں اس کے کیریکٹر پر اعتماد ہے اس کی بناء پر کہتے ہیں کہ یہ آدمی تو جھوٹ بول سکتا ہی نہیں اس دنیا میں وہ جو نبی نہیں ہے جو امامؑ نہیں ہے جو ریفارمر نہیں ہے تو بڑے اونچے کردار کا نہیں ہے ان کے بارے میں یہ ہمارا اطمینان ہوتا ہے ہم تیس سال سے ان کے ساتھ ہیں ہم چالیس سال سے ان کے ساتھ ہیں کبھی جھوٹ نہیں بولے ہیں تو آج کیسے بول دیں گے ہم بغیر سوچے سمجھے کہنے والے کی بات کو رد کر دیتے ہیں کہ یہ جھوٹ بول ہی نہیں سکتا کیریکٹر کی اس طاقت کو اگر آپ تاریخ میں دیکھنا چاہتے ہیں تو حضور سرور کائنات جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس دن مکہ والوں کے سامنے اسلام پیش کیا ہے پورے طور پر تو ان سے یہی پوچھا تھا کہ میں تمہارے درمیان اتنے دن سے رہ رہا ہوں تینتالیس سال ہو گئے ہیں تمہارے درمیان رہتے ہوئے بتاؤ تم نے کبھی مجھ سے جھوٹ سنا ہے سارے مجمع نے کہا عبداللہ کے بیٹے ابو طالب کے بھتیجے عبدالمطلب کے پوتے آمنہ کے لال ہم نے اس پوری زندگی میں تم سے جھوٹ نہیں سنا تو نبیؐ نے کہا جھوٹ نہیں سنا ہے تو یہ تم کو پہاڑ دکھائی دے رہا ہے اس پہاڑ کے پیچھے کچھ دیکھتے ہو تو کہا نہیں دیکھتے کہا اگر میں کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر ہے جو تمہارا دشمن ہے تم پر حملہ کرنے والا ہے تو تم دیکھنے کے لئے جاؤ گے تب میری بات مانو گے یا تم نے آج تینتالیس سال تک میری زبان سے جھوٹ نہیں سنا ہے مان لو گے کہا نہیں عبداللہ کے بیٹے تم سچے ہو بغیر دیکھے مان لیں گے آپ نے کہا اگر اتنا تم کو میرے

کیریکٹر پر اعتبار ہے تو میں تم سے کہتا ہوں تم نے اپنے ہاتھوں سے جن کو بنا کے بٹھایا ہے یہ بت تمہارے خدا نہیں ہیں ان کو تو تم نے پیدا کیا ہے خدا تو وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا ہے جو نظر نہیں آسکتا ہے یہ پیغام دے کر کے پیغمبرؐ نے بتایا کہ کیریکٹر ایک چیز ہوا کرتی ہے جس کے بعد اعتماد پیدا ہوتا ہے یقین پیدا ہوتا ہے میں اس موضوع کو زیادہ تفصیل اور ڈٹیل کے ساتھ آپ کے سامنے نہیں پیش کروں گا لیکن جتنے دماغوں میں اللہ کے عادل ہونے کے بارے میں ذرا بھی شبہ پیدا ہوسکتا ہے میں ان سب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں دین کی بات چھوڑ دو اسلام کی بات چھوڑ دو اللہ کی بات چھوڑ دو یہ ساری باتیں چھوڑ دو میرے دو سوالوں کا جواب دے دو میں دو سوال آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں دنیا کے سارے ڈاکٹروں سے مجھے پوچھنا ہے کہ انسان کے جسم کے اندر کوئی چیز غلط پیدا ہوئی سب کا کہنا یہ ہے کہ یہ انسان کا جسم مکمل پیدا ہوا ہے ساری ریسرچ سارا میڈیکل سائنس اس کی بنیاد ہی یہی ہے کہ اس جسم کے اندر جو کچھ ہے وہ صحیح ہے جو دوائیں دی جاتی ہیں ان کی بھی بنیاد یہی ہے کہ اس جسم کا سسٹم اتنا ٹھیک ہے کہ یہ دوا جاکے بند سسٹم کو چلا دے گی بیماری دور ہو جائے گی ایک نہیں ایک لاکھ نہیں ایک کروڑ ایک سال نہیں ایک ہزار سال کئی ہزار سال سے جتنے بھی آدمی ہیں جو جانتے ہیں جسم انسانی کو ان سب کا فیصلہ یہ ہے۔ یہ جسم بالکل ٹھیک پیدا ہوا ہے اس میں کوئی غلطی نہیں ہے اس میں کوئی خرابی نہیں ہے یہ ایک سوال یہاں پر رکھئے۔

اور اس کے بعد میں دنیا کے سارے سائنسدانوں سے جغرافی جاننے والوں سے علم کے سارے شعبوں کے جاننے والوں سے پوچھنا چاہتا ہوں اس دنیا میں کوئی سسٹم غلط ہے نہیں انہوں نے کہا پوری دنیا بالکل ٹھیک سسٹم پر چل رہی ہے اور اگر نہیں چل رہی ہے تو ہم ریسرچ کس بنیاد پر کرتے ہیں ہم ایجاد کس بات پر

کرتے ہیں ہم چیزیں پیدا کس بنیاد پر کرتے ہیں تو عزیزان گرامی یہ دنیا بھی خدا نے پیدا کی ہے یہ جسم بھی خدا نے پیدا کیا ہے اس نے جتنے انسان پیدا کئے آج گنے نہیں جاسکتے ہیں جو آج ہیں وہ تو گن لئے جائیں گے لیکن جب سے پیدا ہوئے ہیں کب تک پیدا ہوتے رہیں گے وہ نہیں گنے جائیں گے۔ اس دنیا کو جتنا انسان نے جانا ہے وہ بھی کم جانا ہے جو دنیا جاننے کو باقی ہے وہ کہیں زیادہ باقی ہے اور جتنی دنیا جانی ہے اس میں کوئی غلطی نہیں ہے تو میں پوچھنا چاہتا ہوں تینتالیس سال جو جھوٹ نہیں بولا اس کے کیریکٹر پر اعتماد ہو جاتا ہے کہ ہم دیکھنے نہیں جائیں گے اور ہم مان لیں گے تم کہتے ہو تو دشمن موجود ہے جو ہم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا یہ سچا جسم یہ کھرا سسٹم دنیا کا اللہ کے اعتماد کے لئے کافی نہیں ہے اس نے آج تک کوئی غلطی انسانی جسم کے پیدا کرنے میں نہیں کی ہے جانوروں کے پیدا کرنے میں نہیں کی ہے دنیا کے چلانے میں غلطی نہیں کی ہے وہ مذہب بھیجے گا تو غیر عادل ہو جائے گا یہ کیسی بے انصافی ہے ہم کہتے ہیں فلاں کمپنی کی مہر دیکھو اور مال خرید لو کچھ سمجھنے کی ضرورت نہیں ہے یہ اسٹنڈر کمپنی ہے اس کا مال پکا ہوتا ہے تو کمپنی اسٹنڈر ہو سکتی ہے لیکن اتنی دنیا کے ساتھ اللہ پر اعتماد نہیں پیدا ہو سکتا ہے سوچنے کی بات ہے جس اصول پر ہم دنیا میں عمل کرتے ہیں خدا کے بارے میں اس اصول کو چھوڑ دیا کرتے ہیں یہ ایک دعوت فکر یہ ایک سوچنے کی بات ہے جو میں آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں ایک درود بھیجیں محمدؐ وآل محمدؐ پر۔ ایک صلوات اور بھیجیں محمدؐ وآل محمدؐ پر۔

اب میں آپ کی خدمت میں براہ راست اس مسئلہ کو منزل پر لانا چاہتا ہوں میں نے اب تک جو کچھ کہا ہے اس کا خلاصہ دو لفظوں میں یاد رکھ سکتے ہیں کہ ظلم اور برائی کے جتنے سبب ہوتے ہیں وہ خدا میں نہیں پائے جاتے ہیں نہ جہالت ہے نہ لالچ ہے نہ ڈر ہے لہٰذا خدا میں ظلم کیوں ہوگا۔ دوسری بات میں نے آپ کے سامنے

کہی ہے کہ پوری دنیا اور پورے انسان اور پوری مخلوقات کا صحیح سسٹم دلیل ہے کہ وہ غلطی نہیں کرتا ہے جب وہ غلطی نہیں کرتا ہے تو مذہب میں کیسے غلط کرے گا اب میں تیسری بات آپ کے سامنے کہنا چاہتا ہوں میں یہیں سے تقریر شروع کر سکتا تھا لیکن مقرر کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اس بات کا لحاظ رکھے کہ جو کل آئے ہیں وہ جانتے ہیں کہ کل کیا بیان ہوا ہے جو آج آئے ہیں وہ بھی واقف ہو جائیں اور پھر یہ بھی لازم ہوتا ہے کہ جن مسائل کے لئے خواہ مخواہ شہرت دے دی گئی ہے کہ یہ مشکل مسئلے ہیں ان کو اتنا آہستہ آہستہ پیش کیا جائے کہ ذہن قبول کرنے پر تیار ہو جائیں میری کوئی کوشش نہیں ہے مجھ میں کوئی طاقت نہیں ہے میرے پاس کوئی علم نہیں ہے میں تو ہمیشہ آپ کے سامنے اعلان کرتا ہوں کہ میں نے علیؑ کے دروازے پر بھیک مانگی ہے جو بھیک مل جاتی وہی تقسیم کرتا ہوں۔عزیزان گرامی دنیا میں جو تفاوت اور فرق پائے جاتے ہیں ان کے شروع کرنے سے پہلے میں آپ کی خدمت میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس دنیا میں جو کام ہو رہے ہیں ان کاموں کی تین قسمیں ہیں جہاں پر آپ بد دل ہونے لگیں گے تھکنے لگیں گے وہاں انشاء اللہ ساتھ دینے کے لئے کوشش کروں گا اور خدا نبیؐ اور اہلبیتؑ سے امید ہے کہ میری کوشش کامیاب رہے گی ابھی تو آپ متوجہ رہیں لہٰذا مجھے اطمینان سے بات کہنے دیجئے اس دنیا میں کچھ کام ایسے ہیں جو صرف خدا کے ہیں اس میں کسی بندے کو کوئی دخل نہیں ہے نہ میرا حصہ ہے نہ آپ کا حصہ ہے وہ کام سارے کے سارے خدا کے ہیں مثال کے طور پر کون کب پیدا ہوگا یہ پیدا کرنا خدا کا کام ہے اس میں کسی بندے کو دخل نہیں ہے۔کون کب مرجائے گا یہ کام خدا کا ہے اس کے اندر بندے کو کوئی دخل نہیں ہے میں اس سلسلے میں دو ہی لفظیں کہنا چاہوں گا اگر موت اور زندگی ہمارے بس میں ہوتی تو جو لوگ خودکشی کر لیتے ہیں زہر پی لیتے ہیں اور اس کے بعد بھی بچ جاتے ہیں

دریا میں کود جاتے ہیں پھر بھی بچ جاتے ہیں ٹرین کے آگے لیٹ جاتے ہیں پھر بھی بچ جاتے ہیں کیا مطلب ہے یعنی موت ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے اور اگر زندگی ہمارے ہاتھ میں ہوتی تو اس دنیا میں ایک آدمی بھی ایسا نہ پایا جاتا جس کے خواہش کے مطابق اسکے یہاں اولاد نہ پیدا ہوتی نہیں اولاد کا مسئلہ اس زمانے میں دوہرا مسئلہ ہو گیا ہے کل کے زمانے میں اکہرا مسئلہ ہوتا تھا لوگ کہتے تھے فلاں آدمی کے یہاں اولاد نہیں ہوتی فلاں آدمی کے یہاں اولاد نہیں ہوتی یعنی ایک ہی رنج تھا آج دوہرے رنج ہو گئے ہیں ان کے یہاں تو ہوتی چلی جارہی ہے یعنی دنیا کی ساری حکومتیں اور گورمنٹیں پریشان ہیں لیکن اولاد فیملی پلاننگ سے روکی جارہی ہے اور ہورہی ہے اور جو چاہتے ہیں ان کے یہاں نہیں ہورہی ہے میں نے آپ کے سامنے یہ دو مثالیں رکھی ہیں یہ بتانے کے لئے کہ یہ وہ کام ہے جس میں سارا کام خدا کا ہے بندے کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ کچھ کام ایسے ہوتے ہیں جس میں ایک حصہ بندے کا ہوتا ہے اور ایک حصہ خدا کا ہوتا ہے اور میری بات سن کے جگہ دے لیجئے۔ میں نے ایک باغ لگایا گارڈن لگایا کھیتی کی زمین کو اس قابل بنا کے کہ اس کے اندر درخت رکھا جائے یا دانہ ڈالا جائے یا بیج ڈالا جائے یہ بندے کا کام ہے لیکن درخت لگے گا یا سوکھ جائے گا کھیتی ہوگی یا نہیں ہوگی اس میں فصل آئے گی یا نہیں آئے گی یہ اللہ کا کام ہے یہ بندے کا کام نہیں ہے یعنی مثالیں پہچانی آپ نے کچھ کام وہ ہیں جو صرف خدا کے ہیں کب پانی برسے گا کب پیدا ہوگا کب کون مرجائے گا مثلاً یہ اللہ کے کام ہیں لیکن کھیتی ہم نے کی ہے اب کھیتی میں فائدہ ہوگا یا نہیں ہوگا یہ اللہ کا کام ہے اگر دو باتیں آپ نے سن لیں تو اب تیسری سنئے یہی سب سے مشکل ہے تیسری یہ ہے کہ کچھ کام ایسے ہیں جو فقط ہمارے ہیں اس میں اللہ کا کوئی پارٹ نہیں کوئی حصہ نہیں ہے کسی قسم کا اللہ نے اس میں دخل نہیں دیا ہے وہ یہ کہ ہم سچ بولیں

یا جھوٹ بولیں یہ ہمارا کام ہے اس میں اللہ کا کوئی کام شامل نہیں ہے ہم نماز پڑھیں یا بے نمازی رہیں ہم داڑھی رکھیں یا داڑھی مونڈادیں ہم پردہ کریں یا نامحرموں کو دیکھتے رہیں یہ سارے کام اچھے یا برے جتنے ہیں یہ انسان کے کام ہیں اس میں اللہ کا کوئی تعلق نہیں ہے اللہ نے اپنے کو الگ کرلیا ہے ہم کو آزادی دے دی ہے کہ تم کو تمہارے کاموں کی حد تک آزادی ہے میں آپ کی خدمت میں اس مشکل مرحلے کو آسان کرتے ہوئے معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کچھ ارشاد کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں۔ دو طرح کے لوگ پیدا ہو گئے ہیں کچھ وہ کہ ان کا خیال یہ ہے کہ ہم اللہ کو نہیں مانتے تو ہم سب کچھ کر سکتے ہیں جو اللہ کے ماننے والے نہیں ہیں کسی دین کے ماننے والے نہیں ہیں کسی مذہب کے ماننے والے نہیں ہیں ان کا خیال ہے کہ ہم جو چاہیں کر سکتے ہیں کہیں پر انسان کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ کچھ مسلمانوں میں مذہب کے پیدا کرنے والے ایسے پیدا ہو گئے کہ انہوں نے کہا نہیں جو کچھ کرتا ہے اللہ ہی کرتا ہے بندہ تو کچھ کر سکتا ہی نہیں ہے یعنی ایک اس سرے ہیں ایک اس سرے ایک کہنے والا کہتا ہے سارے کام انسان کرے گا اللہ نہیں ہے نہ اللہ کے کوئی کام ہیں ایک ایسا ہے جو کہتا ہے سارے کام اللہ کرتا ہے انسان کوئی کام کرتا ہی نہیں ہے میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ آنے والا مولائے کائنات امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہما الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور اس نے آنے کے بعد کہا کہ مولاؑ آپ سرکل بنا دیں ہمیں بتا دیں کہ کتنا کام آدمی کر سکتا ہے اور کتنا کام آدمی نہیں کر سکتا ہے اور بالکل یہی سوال امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی کیا گیا اور جو جواب مولائے کائنات نے دیا وہی جواب چھٹے امامؑ نے دیا کیوں اس لئے کہ نبیؐ نے کہا ہے ہم سب ایک ہیں ہم میں پہلا بھی محمدؐ ہے اور آخر بھی محمدؐ ہے اس نے بھی پوچھا تھا کہا تھا حد بندی کر دیجئے سرکل بنا دیجئے کہ کتنا کام آدمی

کرسکتا ہے اور کتنا کام آدمی نہیں کرسکتا ہے وہ آدمی کھڑا تھا امامؑ نے کہا ایک پیر اٹھا لو اس نے اٹھالیا ایک پیر کہا دوسرا بھی اٹھالو کہا یہ تو نہیں ہوسکتا تو بس ایسے ہی پہچان لو ایک پیر اٹھا سکتے ہو دونوں پیر نہیں اٹھا سکتے ہو یعنی نہ بالکل مجبور ہو نہ بالکل آزاد ہو صلوات بھیج دیں محمدؐ وآل محمدؐ پر۔

میں بہت سے واقعات سناتا ہوں مگر نام بتانا اس لئے مناسب نہیں سمجھتا ہوں نام بتا دینے کے بعد سننے والوں کے دماغوں میں بحث شروع ہو جاتی ہے وہ باتوں کو نہیں دیکھتے ہیں آدمی کو دیکھنے لگتے ہیں آل محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کے چاہنے والوں میں ایک گزرے ہیں جن کا نام ہے بہلول لوگ ان کو بیوقوف سمجھتے ہیں ہماری تاریخ میں ان کا نام ہے بہلول دانا یعنی سمجھدار۔ ایک بڑی شخصیت جن کا تاریخ اسلام میں بڑا تذکرہ ہے وہ کہا کرتے تھے کہ امام۔ امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے کہا کرتے تھے کہ جعفر صادقؑ کی تین باتیں سمجھ میں نہیں آتیں اور ماننے والے ان کے بہت تھے اور جب ماننے والے جمع ہو جاتے ہیں تو آدمی بڑا ہو جاتا ہے اس لئے کہ صحیح کہیں گے تب بھی کہیں گے یہ اور غلط کہیں گے تب بھی کہیں گے یہ کہا جعفر صادقؑ کی تین باتیں سمجھ میں نہیں آتی ہیں کہا کیا۔ کہا وہ کہتے ہیں شیطان آگ میں جلایا جائے گا شیطان آگ سے بنا ہے تو آگ سے کیا جلایا جائے گا جب آگ سے بنا ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ خدا ہے مگر نہ دنیا میں دکھائی دے گا اور نہ آخرت میں دکھائی دے گا ارے جب ہے تو دکھائی کیسے نہ دے گا۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ انسان اپنے کاموں میں آزاد ہے خدا کے کام الگ ہیں بندوں کے کام الگ ہیں ہمارا خیال یہ ہے کہ سارے کام خدا کی قدرت سے ہوتے ہیں بندہ کوئی کام نہیں کرتا ہے وہ یہ لیکچر دے رہے تھے ماننے والے جمع تھے انہوں نے ایک مٹی کا ڈھیلا اٹھایا اور تاک کے ان کو مارا نشانہ صحیح لگا کھوپڑی پہ چوٹ لگی یہ بھاگ گئے۔

لوگ ان کے پیچھے دوڑے پکڑ کے لائے۔کیس پیش ہوگیا کورٹ میں کہا انہوں نے ڈھیلا مارا ہے کہا بے شک ڈھیلا مارا ہے کیوں ڈھیلا مارا ہے کہا یہ یہ کہتے تھے کہ امام جعفر صادقؑ کی تین باتیں سمجھ میں نہیں آتی ہیں شیطان آگ کا ہے وہ دوزخ میں جلایا جائے گا تو وہ جو آگ سے بنا ہے اس کو کیا تکلیف پہنچے گی تو انسان مٹی سے بنا ہے میں نے جو ڈھیلا مارا ہے وہ مٹی کا ہے تو ان کو چوٹ کیسے لگ گئی کہا دوسری بات یہ کہہ رہے تھے کہ جعفر صادقؑ غلط کہتے ہیں خدا ہے تو اس کو دکھائی دینا چاہئے۔ میں نے ڈھیلا مارا ہے ان کو کیا تکلیف پہنچی ہے کہا درد ہورہا ہے کہا درد ہے تو دکھائیں کہاں ہے جب یہ درد نہیں دکھا سکتے ہیں جو ہے تو پھر جو خدا ہے اس کے لئے مطالبہ کیوں کرتے ہیں کہ اگر خدا ہے تو نظر آنا چاہئے اور تیسری بات یہ کہہ رہے تھے کہ بندہ تو کوئی کام نہیں کرتا ہے جو کرتا ہے وہ اللہ کرتا ہے تو مجھے تو کورٹ میں بلا وجہ پکڑ کے لائے اللہ کو پکڑ کے لاؤ اس نے مارا ہے میں نے کہاں مارا ہے تو اب میں آپ کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے دو بنیادی باتیں یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا میں جو کام ہورہے ہیں وہ تین طرح کے ہیں ایک وہ جو صرف اللہ کا کام ہے اس میں بندوں کو کوئی دخل نہیں ہے۔ دوسرا کام وہ ہے جس میں کچھ کام بندہ کرتا ہے کچھ کام خدا کرتا ہے اور تیسرے جو ہمارے ورک ہیں جو ہمارے کام ہیں اس میں اللہ نے کوئی دخل نہیں دیا ہے یہ ساری ذمہ داری ہم پر ہے میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ایک آدمی نے ایک آدمی کو ماردیا، گن سے دور سے فائر کیا وہ آدمی مرگیا مقدمہ کس پر چلے گا آدمی پر یا گن پر۔آدمی پر کیوں اس لئے کہ جس کا کام ہے اس پر کیس چلنا چاہئے تو اگر انسان مجبور ہے خود کوئی کام کرتا ہی نہیں جیسا کہ ہمارے بعض مسلمان بھائیوں کا خیال ہے تو جتنا عذاب اور ثواب ہے معاذ اللہ وہ خدا کے حصہ میں آنا چاہئے بندوں کے حصہ میں کیوں آرہا

ہے اس لئے کہ اگر ہم نے کسی کو مارا اگر ہم نے کوئی اچھا کام کیا۔ ہم نے کوئی برا کام کیا تو نہ ثواب ہمیں ملنا چاہئے نہ عذاب ہمیں ملنا چاہئے۔ میں اس منزل پر آپ جیسے حسینی مجمع سے دو باتیں کہنا چاہتا ہوں وہ پوری توجہ کے ساتھ سن لیں اور اس بات کے سننے سے پہلے ایک صلوات بھیج دیں بر محمدؐ وآل محمدؐ۔

سارا زور اس بات پر ہے خدا قادر ہے نہ اسکی مرضی کے بغیر پتّا ہل سکتا ہے نہ اسکی مرضی کے بغیر کوئی کام ہوسکتا ہے نہیں بالکل صحیح ہے اسکی مرضی کے بغیر کوئی کام نہیں ہوسکتا لیکن اس نے اپنی مرضی سے ان سب کو آزادی دے دی ہے ان سب کاموں میں یہ جو عقیدہ پھیلایا گیا ہے کہ بندہ کوئی کام نہیں کرتا ہے جتنے کام ہوتے ہیں وہ سب خدا کے ہوتے ہیں آپ کہیں گے عدل سے کیا تعلق ہے اس مسئلہ کو نہیں عدل سے متعلق اس لئے ہے کہ اگر جاپان میں ایٹم بم گرایا جاتا ہے تو لوگ کہتے ہیں اگر خدا انصاف والا ہے تو یہ ایٹم بم کیسے گر گیا ارے سوال یہ ہے کہ بم خدا نے گرایا ہے یا بندے نے گرایا ہے۔ کام خدا کا ہو تو خدا ذمہ دار ہے کام بندے کا ہو تو بندہ ذمہ دار ہے۔ جو اللہ کو عادل نہیں مانتے ہیں ان میں بہت سی غلط فہمیاں وہاں سے ہوتی ہیں کہ کام بندے کا ہوتا ہے اور وہ کام خدا کا سمجھا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ عادل نہیں ہے میں نے آپ کے سامنے کل بھی کہا تھا آج بھی مجھے کہنا ہے تو یہ سبجکٹ آج بھی مکمل نہیں ہوگا میں کوشش کروں گا کہ جہاں تک منزل آج آجائے آجائے بقیہ کل آپ کے سامنے پیش کروں گا لیکن پہلی بات یاد رکھئے گا کہ جب کبھی ہم کسی کام کے بارے میں یہ طے کریں کہ صحیح ہے یا غلط ہے یہ خیر ہے یا شر ہے یہ اچھا ہے یا برا ہے تو پہلے یہ تو طے کریں کہ اس کا کرنے والا کون ہے کہیں ایسا نہ ہو کام بندے کا ہو الزام ہم خدا پر دے دیں۔ یہ جو مسلمانوں میں عقیدہ پھیلایا گیا شیطان نے عقیدہ پھیلایا کس کے نام پر پھیلایا اللہ کے نام پر اللہ بڑا قادر ہے

سارے کام وہی کرتا ہے اسکی مرضی کے بغیر کوئی کام نہیں ہوسکتا ہے نہ پتّا ہلے گا نہ کوئی سانس لے گا نہ کوئی جانور پیدا ہوگا نہ کوئی انسان پیدا ہوگا یہ سارے کام اللہ کے ہیں لہٰذا ہم کچھ نہیں کرتے ہیں جو کچھ کرتا ہے وہ اللہ کرتا ہے۔ میں نے آپ کے سامنے دو باتیں کہنا چاہی ہیں کہتے کہتے رکا اس لئے ہوں کہ آپ اسکی اہمیت پہچان لیں پہلا واقعہ سنیں۔ جناب سید سجادؑ جناب زینبؑ جب قیدی بنا کے ابن زیاد کے دربار میں دارالحکومت کوفہ میں لائے گئے دارالامارہ میں لائے گئے۔ پوری توجہ کے ساتھ سنیں تو ابن زیاد ملعون نے جناب زینبؑ سے کہا۔ ابن زیاد ملعون نے جناب زینبؑ سے کہا زینبؑ تم نے دیکھا کہ تمہارے بھائی حسینؑ کو خدا نے کس طرح قتل کیا اور خدا نے حسینؑ کے مقابلے میں ہم کو کس طرح کامیابی دی۔ یعنی قتل کیا شمر نے قتل کیا پسر سعد نے فوج بھیجی ابن زیاد نے پورا پروگرام پلان بنایا یزید نے اور وہ کیا کہہ رہا ہے کہ زینبؑ دیکھو خدا نے تمہارے بھائی کو کس طرح قتل کیا تم کو کس طرح قیدی بنایا اور ہم کو کس طرح کامیابی دی۔ دوسرا واقعہ کتابوں میں پڑھئے آپ۔ یہی آل محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قیدی اور اسیر جب یزید کے دربار میں لائے گئے تو یزید کے دربار میں یزید نے امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کمسن بچی جناب سکینہؑ سے کہا سکینہؑ تم نے دیکھا خدا نے ہم کو کیوں کر فتح اور کامیابی دی ہے اور تمہارے باپ کو اور تم کو کس طرح سے شکست دی ہے یعنی آپ پہچانئے بندہ کچھ نہیں کرتا ہے جو کچھ کرتا ہے وہ خدا کرتا ہے یہ عقیدہ کس کا ہے یہ عقیدہ یزید کا ہے ابن زیاد کا ہے جرم کرنے والا گناہ کرنے والا برائی کرنے والا اپنے کو جرم سے بچانے کے لئے برائی سے بچانے کے لئے تنقید سے بچانے کے لئے یہ کہنا چاہتا ہے کہ بندہ کچھ نہیں کرتا ہے جو کچھ کرتا ہے وہ خدا کرتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ مجمع جس میں سب غلامان حسینؑ ہیں سب کی سب کنیزان زینبؑ ہیں وہ پہچان لیں گی کہ بندہ

اپنے کاموں میں مجبور ہے سب کچھ کرتا ہے تو خدا کرتا ہے یہ یزید کا عقیدہ ہے یہ ابن زیاد کا عقیدہ ہے یہ قاتلوں کا عقیدہ یہ مجرموں کا عقیدہ ہے جو اپنے جرم پر پردہ ڈالنے کے لئے کہتے ہیں۔ جناب زینبؑ نے کیا جواب دیا ہے جناب سکینہؑ نے کیا جواب دیا ہے وہ بھی آپ کے سننے اور سنانے کے قابل ہے۔ جناب زینبؑ نے کہا ابن زیاد تو جھوٹ بولتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے خدا نے میرے بھائی کو نہیں قتل کیا ہے تم نے قتل کیا ہے تم نے قتل کیا ہے آپ کے دل رنجیدہ ہیں میرا بھی دل رنجیدہ ہے لیکن میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا جب کوئی آدمی قتل ہو جائے اس کے گھر والے قیدی ہو جائیں اور لائے جائیں کوئی ان کا مددگار نہ ہو کوئی ان کا پوچھنے والا نہ ہو اس وقت اگر کوئی ایسا جملہ کہا جائے جو دل پر چوٹ لگائے تو بس یاد رکھئے گا تیر میں وہ تکلیف نہیں ہے خنجر میں وہ تکلیف نہیں ہے تلوار میں وہ تکلیف نہیں ہے جو اس جملہ میں تکلیف ہوتی ہے کل میں نے آپ کے سامنے حبیبؑ ابن مظاہر کی شہادت پڑھی تھی جناب حبیبؑ ابن مظاہر کتنی سی بات پر میدان میں لڑنے کے لئے چلے گئے تھے۔ انہوں نے یہی کہا تھا کہ مولاؑ اب مجھے میدان میں جانے سے نہ روکئے اس لئے کہ میں تیر کھا سکتا ہوں میں تلوار کھا سکتا ہوں میں زخمی ہو سکتا ہوں میں اپنی جان دے سکتا ہوں میں اپنا گلا کٹا سکتا ہوں لیکن آپ کے لئے یہ کہا جائے کہ حسینؑ نماز پڑھو یا نہ پڑھو نماز کام نہیں دے گی یہ جملہ میری برداشت سے باہر ہے ذرا پہچانئے جب حسینؑ زندہ ہیں جب عباسؑ زندہ ہیں جب اکبرؑ زندہ ہیں جب اصحاب زندہ ہیں جب سب زندہ ہیں تھوڑے سے شہید ہوئے ہیں اس وقت حبیبؑ حسینؑ کی شان میں گستاخی نہیں سن سکتے ہیں تو جب بہتر سر کٹے ہوئے موجود ہیں سید سجادؑ کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ہیں زینبؑ کے ہاتھوں میں رسیاں ہیں سکینہؑ کے چہرے پر طمانچے کا نشان ہے اس ماحول میں ملعون ابن زیاد کہتا ہے زینبؑ تم نے دیکھا زینبؑ تم نے

دیکھا خدا نے کیونکرتم کوشکست دی ہے اور تم پر ہم کو فتح دی ہے۔ کلیجہ زینبؑ کا کتنا متاثر ہونا چاہئے لیکن بس یاد رکھئے گا ابن زیاد کے دربار میں زینبؑ زینبؑ نہیں تھیں زینبؑ وہ تھیں زینبؑ وہ تھیں جو رسولؐ کی ترجمان تھیں فاطمہؑ کی ترجمان تھیں جو علیؑ کی ترجمان تھیں جو حسنؑ کی ترجمان تھیں جو حسینؑ کی ترجمان تھیں جو ابن زیاد کے دربار میں اس طرح سے پیش ہوئی تھیں کہ سید سجادؑ خاموش تھے اور زینبؑ بول رہی تھیں یہ زینبؑ نہیں ہے یہ زبان رسول ہے یہ زینبؑ نہیں ہے یہ زبان علی مرتضیٰؑ ہے یہ زینبؑ نہیں ہے یہ پنجتن پاک کی ترجمان ہے جو بول رہی ہے کہا اللہ نے میرے بھائی کو نہیں قتل کیا ہے تم نے قتل کیا ہے اور ہم سے سنو ہم خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہماری تاریخ شروع کی ہدایت سے اور ہماری تاریخ ختم کی شہادت پر۔ یہ ہارے ہوئے قافلہ کی آواز نہیں ہے شکست خوردہ دل ودماغ کی آواز نہیں ہے یہ وہ ہیں جن کو اطمینان ہے کہ ہم نے امتحان کی منزلیں سر کی ہیں ہم نے الاالذین آمنواوعملواالصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر کی منزلیں طے کی ہیں اور دنیا کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایک ایسا منارہ بنا دیا ہے ہدایت کا جو لوگوں کو پیغام پہنچاتا رہے گا یہ جناب زینبؑ کا فقرہ تھا اور اس کے بعد آپ نے کہا ابن زیاد دھوکے میں نہ رہ آج تو جتنے ظلم کر سکتا ہے اور کرلے لوگ مظلوم ہو کے روتے ہیں لوگ مظلوم ہو کے فریاد کرتے ہیں لوگ مظلوم ہونے کے بعد سر جھکا کر چپ ہو جاتے ہیں اور زینبؑ ہیں جو للکار رہی ہیں او ابن زیاد تو جو کچھ ظلم کر سکتا ہے تیار ہو کے کرلے اور تیار ہو جا اس دن کے لئے جس دن عدالت اللہ کی ہوگی ہم دعویٰ کرنے والے ہوں گے رسولؐ ہمارے وکیل ہوں گے اور تم پر ہمارا دعویٰ ہوگا۔ اس دن تم کس بدترین عذاب کو قبول کرنا چاہتے ہو اس کے حساب سے جو ظلم کرنا چاہتے ہو کرلو یہ جواب زینبؑ تھا اب جناب سکینہؑ کے

جواب بھی آپ سنیں جب یزید ملعون نے کہا سکینہؑ تم نے دیکھا کہ تمہارے باپ نے ہم سے مقابلہ کرنا چاہا ان کو کس طرح خدا نے شکست دی ہے اور کس طرح ہم کو فتح دی ہے تو جناب سکینہؑ پانچ برس کی بچی ہیں پہلے ذرا یہ پہچانئے کہ یزید یزید ہو کے حسینؑ کی بچی کو پہچانتا تھا کبھی بھی کوئی آدمی پانچ برس کی بچی سے بات نہیں کرتا ہے لیکن یزید سکینہؑ سے بات کر رہا ہے یہ بات میں اس لئے سنانا چاہتا ہوں کہ کبھی کبھی ہمارے بچے سوچتے ہیں کہ چھ مہینے کے علی اصغرؑ تھے ان سے حسینؑ یہ کیوں کہہ رہے تھے کہ بیٹا میں نے تو بات کہہ دی ہے اب تم بھی بات کہہ دو یہ چھ مہینے کا بچہ کیا سمجھے گا نہیں پہچانئے پہچانئے جب یزید جیسے دشمن خدا و نبیؐ و امامؑ کی نگاہ میں جب پانچ برس کی بچی سکینہؑ سکینہؑ نہیں ہے حسینؑ کی ترجمان ہے تو حسینؑ کی نظر میں جناب علی اصغرؑ چھ مہینے کا ہونے کے بعد بھی حسینؑ کا ترجمان ہے۔ تو سکینہؑ سے یزید نے کہا کہ تم نے دیکھا تم نے دیکھا خدا نے کیونکر تمہارے باپ کو شکست دی ہے اور ہم کو فتح دی ہے جناب سکینہؑ نے ایک جملہ میں یزید کی پوری تقریر کو تہس نہس اور برباد کر دیا اور ہمیشہ کے لئے مٹا دیا کہ یزید تو کس بات پر خوش ہے تو کرسی پر بیٹھا ہے ہم زمین پر بیٹھے ہیں میرے باپ کا کٹا ہوا سر سامنے رکھا ہے ایک سر نہیں بلکہ سارے شہیدوں کے سر رکھے ہیں ایک بات بتا دے اگر دوبارہ اس دنیا میں اس وقت رسول اللہ آ جائیں تو تیرے پاس جا کے تخت پر بیٹھیں گے یا ہمارے پاس آ کر زمین پر بیٹھیں گے میں آپ سے معذرت خواہ ہوں کہ وقت کے ختم ہو جانے کی بناء پر میں مسئلہ کو آگے نہیں بڑھا سکا ہوں لیکن جو کچھ میں نے کہا ہے اسے یاد رکھئے گا کہ کاموں کی تین قسمیں ہیں ایک کام اللہ کا ہوتا ہے ایک کام وہ ہے جس میں بندہ اور اللہ دونوں شریک ہوتے ہیں ایک کام وہ ہے جو بندے کا فقط کام ہے لہٰذا اس دنیا میں بندوں کے کاموں سے جتنی خرابیاں اور برائیاں پیدا ہو رہی ہیں ان کے ذمہ دار بندے

ہیں ان کا ذمہ دار خدا نہیں ہے قرآن مجید پڑھو مسلمانو! پروردگار عالم نے ایک نہیں درجن بھر سے زیادہ مقامات پر کہا ہے اس دنیا میں انسانو! یاد رکھو جو نیکی راحت، نعمت تم تک پہنچتی ہے وہ میری طرف سے پہنچتی ہے اور جو مصیبت تم تک پہنچتی ہے وہ تمہارے اعمال کی بناء پر پہنچتی ہے دو چھوٹے چھوٹے جملے اور آپ کے سامنے عرض کر دوں کبھی کبھی لوگ کہتے ہیں کہ خدا عادل ہے تو جب وہ جانتا تھا کہ یزید یزید بنے گا تو پھر اس نے یزید کو کیوں پیدا کیا شمر شمر بنے گا تو اس نے شمر کو کیوں پیدا کیا شیطان شیطان بنے گا تو اس نے شیطان کو کیوں پیدا کیا لیکن اللہ نے کہا میں نے شمر کو قتل حسینؑ کے لئے نہیں پیدا کیا تھا میں نے عبادت کے لئے پیدا کیا تھا میں نے شیطان کو نیک بننے کے لئے پیدا کیا تھا شیطان بننے کے لئے نہیں پیدا کیا تھا آج ہماری سمجھ میں بات نہ آتی اگر تاریخ کے دو موقع نہ ہوتے شیطان نے جناب آدمؑ کے سجدے سے انکار کرنے سے پہلے اللہ کی اتنی عبادت کی ہے اتنی عبادت کی ہے کہ عبادت کرنے کے لئے جو ملک پیدا ہوئے ہیں وہ ملک پیچھے رہ گئے ہیں اور شیطان آگے نکل گیا ہے اور پھر جب اس نے آدمؑ کے سجدے سے انکار کیا تو شیطان ہو گیا اور ساری دنیا کو بہکا رہا ہے تو شیطان کی پہلی زندگی دلیل ہے کہ اس میں صلاحیت اچھائی کی بھی ہے اور شیطان کی پچھلی زندگی گواہ ہے کہ اس میں صلاحیت برائی کی بھی ہے اللہ نے اس اچھی صلاحیت کے لئے پیدا کیا تھا نہ کہ اس بری صلاحیت کے لئے پیدا کیا تھا میں ایک چھری خرید کے لایا ہوں سیب کاٹنے کے لئے مگر سیب کاٹنے کے بجائے اگر میں کسی آدمی کا ہاتھ کاٹ دیتا ہوں تو یہ جرم میرا جرم ہے چھری بنانے والے کا جرم نہیں ہے اور میں آپ کو اور آخری بات یاد دلانا چاہتا ہوں عبدالرحمان ابن ملجم جو قاتل مولائے کائنات ہے یہ جب بیعت کرنے آیا ہے تو دس آدمی ایک ساتھ بیعت کرنے کے لئے آئے ہیں نو آدمیوں نے بیعت کر لی دسواں آدمی ابن

ملجم تھا جس نے بیعت کی مولاؑ نے کہا بیعت کرتے ہو بیعت توڑو گے تو نہیں غداری تو نہیں کرو گے کہا نہیں مولاؑ یہ کیسے ممکن ہے کہ میں بیعت بھی کروں اور غداری بھی کروں جب وہ جانے لگے جب دروازے تک پہنچ گئے تو تو کو جانے دیا ابن ملجم کو مولاؑ نے واپس بلالیا۔ بلا کے کہا تو نے اپنی خوشی سے بیعت کی ہے کہا خوشی سے بیعت کی ہے کہا توڑے گا تو نہیں کہا نہیں توڑوں گا۔ بالکل اطمینان رکھئے بیعت نہیں توڑوں گا غداری نہیں کروں گا کہا اچھا جاؤ پھر دروازے تک پہنچا پھر واپس بلایا پلٹ کے آیا کہا تو نے بیعت کی خوشی سے بیعت کی کہا ہاں خوشی سے بیعت کی ہے کہا توڑے گا تو نہیں کہا نہیں توڑوں گا تاریخ کا فقرہ سنئے اس ملعون نے تلوار نکالی نیام سے تلوار کی نوک اپنے پیٹ پر رکھی اور قبضہ اپنے ہاتھ میں رکھا کہا مولا یہ تلوار میرے ہاتھ میں ہے اسکی نوک میرے پیٹ پر ہے آپ کو مجھ پر بھروسہ نہیں ہے آپ کو مجھ پر اعتماد نہیں ہے بس اتنا کہہ دیجئے اپنے ہاتھ سے تلوار اپنے پیٹ میں اتارلوں دیکھئے میں آپ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں یا نہیں کرتا ہوں معلوم یہ ہوا کہ ملعون ابن ملجم میں بھی اتنی صلاحیت تھی کہ ایک وقت مولاؑ کے کہنے پر اتنا عمل کرنے پر تیار تھا تو میں نے یہ باتیں اس لئے پیش کی ہیں سجدۂ آدم سے پہلے شیطان کی زندگی زیاد کے امیر شام معاویہ سے مل جانے سے پہلے زیاد کی زندگی ابن ملجم کی قاتل بننے سے پہلے کی زندگی بتاتی ہے اللہ نے جتنوں کو پیدا کیا ہے وہ چاہے شمر کیوں نہ ہو گئے ہوں وہ چاہے ابن ملجم کیوں نہ ہو گئے ہوں وہ ان کے کردار نے ان کو ویسا بنایا ہے جبکہ ان میں بھی نیک بننے کی صلاحیت تھی یہ میں نے اس لئے سنایا ہے کہ میری بیٹیاں میری بہنیں میرے بھائی اور میرے بچے یاد رکھیں اللہ نے جتنوں کو پیدا کیا ہے خیر کے لئے پیدا کیا ہے شر کے لئے نہیں پیدا کیا ہے آج سلسلۂ مصائب میں میں کچھ اور پڑھنے کے بجائے ایک ایسے شہید کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں جو کربلا میں شہید نہیں ہوا اس لئے کہ

راتیں آگے بڑھ رہی ہیں تاریخیں آگے بڑھ رہی ہیں عاشورہ کا دن قریب آتا جارہا ہے ہم ابھی رونہیں سکے ہیں ہم ابھی رونہیں سکے ہیں میری بیٹیو! میری بہنو! میرے بچو! میرے بھائیو! ہمارا فریضہ ہے کہ ہم حسینؑ کے غم میں روئیں اور روئیں تو فقط آنسوؤں کے ساتھ نہیں روئیں۔ روئیں تو فقط خاموشی کے ساتھ نہیں روئیں ہم اس طرح سے روئیں جس طرح سے ائمہؑ نے ہم سے کہا ہے جناب امام رضاؑ نے فرمایا تھا تم روئے نہیں میرے جد پر کہا مولاؑ دیکھئے میری داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی ہے کہا نہیں ایسے نہیں روؤ تڑپ تڑپ کے روؤ آواز کے ساتھ روؤ بے چین ہو کے روؤ اور اس طرح سے روؤ۔ اس طرح روؤ کہ اگر فاطمہؑ زندہ ہوتیں تو روتیں علیؑ زندہ ہوتے تو ویسے روتے نبیؐ زندہ ہوتے تو ویسے روتے اس طرح سے روؤ کہ اگر سکینہؑ کو رونے کا موقع مل جاتا تو سکینہؑ روتیں اگر زینبؑ کو رونے کا موقع مل جاتا تو زینبؑ روتیں میری بیٹیو! میری بہنو! میرے بچو! میرے بھائیو! ماتم بھی کرو پورے جوش کے ساتھ اور حسینؑ کے مقصد کے لئے باعمل بھی بنو پورے جوش کے ساتھ اب میں آپ کے سامنے مجلس تمام کرتے ہوئے مصائب کے دو جملے پڑھنا چاہتا ہوں۔ ایک شہید ہے جو کربلا میں شہید نہیں ہوا ہے لیکن کربلا سے پہلے شہید ہوا ہے اور اس کا بڑا حصہ ہے یہ کون ہے ان کا نام۔ ان کا نام مسلم ابن عقیلؑ ہے۔ جناب مسلم ابن عقیلؑ کو جو جانتے ہیں وہ جانتے ہیں جو نہیں جانتے ہیں ان کے لئے مجھے اتنا سنانا ہے۔ جناب عقیلؑ مولائے کائنات کے سگے بھائی تھے اور آپ سے بڑے تھے عرب کے سارے شجروں کے جاننے والے تھے مولائے کائنات امامؑ ہیں وہ سب کچھ جانتے ہیں لیکن سب کچھ جاننے کے بعد آ کے جناب عقیلؑ سے کہا عقیلؑ مجھے ایک بہادر خاندان بتادو۔ بہادر خاندان بتادو تا کہ میں شادی کروں اور ایک ایسا بہادر بچہ پیدا ہو جو کربلا میں میرے حسینؑ کی مدد کرے جناب عقیلؑ نے بتایا اور

جناب فاطمہ کلابیہ سے عقد ہوا ام البنین سے شادی ہوئی اور جناب عباسؑ اور ان کے بھائی پیدا ہوئے میں نے کسی کتاب میں نہیں پڑھا ہے مگر میرا دل ہمیشہ یہ کہتا ہے کہ جب علیؑ عقیل سے یہ کہہ رہے تھے تو عقیلؑ کے دل میں بھی تمنا پیدا ہوئی ہوگی پالنے والے مجھے بھی ایک بہادر بیٹا دے دے جو کربلا میں حسینؑ کے کام آجائے علیؑ کو عباسؑ ملے اور عقیلؑ کو مسلم ملے اور میں مزید آپ کو سنانا چاہتا ہوں کہ جناب عباسؑ کی سگی بہن کا نام رقیہ ہے ان رقیہ کی شادی جناب مسلم ابن عقیلؑ سے ہوئی ہے اور جناب رقیہ سے جناب مسلم کے دو چھوٹے چھوٹے بچے تھے محمد و ابراہیم۔ گیارہ برس کے اور چودہ برس کے ان کو جناب مسلم ابن عقیلؑ اپنے ساتھ لے کے کوفے آئے تھے جو جانتے ہیں وہ جانتے ہیں جو نہیں جانتے ہیں انہیں میں یاد دلانا چاہتا ہوں۔ حسینؑ نے اپنے آنے سے پہلے مسلمؑ کو روانہ کیا تھا مسلمؑ آئے تفصیل نہیں سنا سکتا ہوں مسلمؑ آئے اٹھارہ ہزار آدمیوں نے بیعت کی ابن زیاد کے آنے کے بعد کوفے میں غدار پیدا ہو گئے جب ہانی ابن عروہ جن کے گھر جناب مسلم ٹھہرے تھے وہ قیدی بنا لئے گئے تو مسلمؑ نکلے دن بھر جنگ ہوئی شام کو مسجد کوفہ سے نماز پڑھ کر کے جناب مسلمؑ جب نکل رہے تھے تو دو آدمی باہر نکلے تھے اور تھوڑی دیر کے بعد مسلمؑ اکیلے تھے ایک دروازے پر ایک بوڑھی عورت کھڑی تھی جناب مسلمؑ نے کہا اللہ کی کنیز میں پیاسا ہوں اگر پانی پلا سکو تو پانی پلا دو اس نے پانی پلایا جناب مسلمؑ اس کے دروازے پر زمین پر بیٹھ گئے تھوڑی دیر وہ دیکھتی رہی اور اس نے کہا اے شخص شہر کی حالت خراب ہے تم اپنے گھر جاؤ امامؑ کا بھیجا ہوا سفیر چپ بیٹھا رہا جب اس نے بار بار کہا تو ایک مرتبہ جناب مسلمؑ نے کہا کہ یہ بتا کہ جس کا کوئی گھر نہ ہو وہ کہاں جائے کہا تم کون ہو کہا میں مسلمؑ ابن عقیلؑ ہوں بس ایک مرتبہ اس نے اپنا سر آپ کے قدموں میں ڈال دیا اور اس نے کہا میں نے تمہیں پہچانا نہیں آؤ آؤ میں فاطمہ کی کنیز

ہوں میرے گھر میں تمہارے لئے پناہ ہے ایک کمرہ میں ایک حجرے میں بیٹھایا۔ جناب مسلم ابن عقیلؑ ٹھہرے اور عبادت شروع کی کھانا اور پانی اس نے پیش کیا آپ نے کہا میرا جی نہیں چاہتا ہے طوعہ کا بیٹا اس مومنہ کا بیٹا کافر تھا ملعون تھا ابن زیاد کا دوست تھا اس نے جاکے خبر کردی کہ جناب مسلم میرے گھر میں ٹھہرے ہوئے ہیں لشکر پر لشکر آنے لگے جب لشکر کے آنے کی آواز پیدا ہوئی فوراً مسلمؑ کھڑے ہوئے باہر نکلنا چاہتے ہیں طوعہ نے روکنا چاہا قدم پر سر رکھ رہی تھی جناب مسلمؑ نے کہا یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ میری وجہ سے میرے میزبان کا گھر لوٹ لیا جائے آپ گلی میں نکل آئے جنگ ہوتی رہی بڑے اختصار کے ساتھ سنانا چاہتا ہوں لیکن اتنا سنئے کہ بار بار پانچ پانچ سو سوار بھیجے ابن زیاد نے لیکن جناب مسلمؑ پر قابو نہیں کوئی پاسکتا تھا کہ ایک مرتبہ اس نے کہا کہ دھوکے سے جناب مسلمؑ کو گرفتار کرو چنانچہ ایک گڈھا کھودا گیا اسے پاٹ دیا گیا ایسے ہی فرضی طور پر اور اس کے بعد مسلمؑ پر حملہ کیا گیا مسلمؑ آگے جو بڑھے تو گڑھے میں گر گئے مجبور ہوگئے بازو باندھ دیئے گئے چہرہ زخمی تھا خون بہہ رہا تھا ابن زیاد کے دربار میں لائے گئے آپ نے کہا مجھے پیاس ہے کوئی پانی پلا دے ایک آدمی پانی لایا مگر اس میں خون گرا آپ نے پانی پھینک دیا دوسری مرتبہ پھر آپ نے کہا میں پیاسا ہوں کوئی پانی لایا اس میں دانت ٹوٹ کے گرے آپ نے پھینک دیا اور آپ نے کہا اب میری زندگی میں پانی نہیں ہے کیوں اس لئے کہ یہ کربلا کا شہید ہے جو کوفے میں شہید ہورہا ہے وہاں سب بھوکے اور پیاسے شہید ہورہے ہیں یہ مسلمؑ بھی کوفے میں بھوکے اور پیاسے شہید ہورہے ہیں بس ایک دومنٹ میری بہنو! میری بیٹیو! اور میرے بچو! توجہ کے ساتھ سن لو جناب مسلمؑ ابن عقیلؑ لائے گئے ابن زیاد کے دربار میں لائے گئے اور اس کے بعد آپ کے قتل کا حکم دیا گیا جب آپ کے قتل کا حکم دیا گیا تو دشمن نے کہا چھت پر لے جاؤ۔

مسلمؑ نے دو رکعت نماز پڑھی۔ مکہ کا رخ کر کے حسینؑ کو سلام کیا، ظالم کی تلوار چلی، بھرپور وار نہ تھا گردن تن سے جدا نہ ہوئی۔ مسلم نے کہا ظالم گھبراتا کیوں ہے بھرپور وار کر۔ پیاسے مظلوم کا تن سر سے جدا ہوا۔ لاشہ زمین پر پھینکا گیا پیروں میں رسی باندھ کر کھینچا گیا۔

مسلم کہہ رہے تھے آقا اگر آپ کا لاشہ پامال ہوگا تو آپ کے غلام کا لاشہ بھی گلیوں میں کھینچا جا رہا ہے۔

"سَيَعلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا اَیَّ مُنقَلَبٍ يَّنقَلِبُونَ"

☆☆☆

مجلس

(۷)

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ہ

اللہ نے ہم سب کو اطلاع دی ہے اور باخبر کیا ہے کہ یاد رکھو ہر انسان گھاٹے میں ہے اور نقصان میں ہے گھاٹے اور نقصان سے صرف وہ لوگ بچ سکیں گے جو ایمان لائیں گے صرف ایمان نہیں لائیں گے بلکہ اسی کے ساتھ ساتھ اعمال صالح نیک اعمال بھی کریں گے اور ایمان اور نیکی اپنے تک محدود نہیں رکھیں گے بلکہ جہاں تک سوسائٹی میں انکی بات سنی جائے گی وہاں تک وہ کوشش کریں گے اور ایک دوسرے سے وصیت کریں گے اور کہتے رہیں گے کہ حق کا ساتھ دو اور حق کی راہ میں جو تکلیفیں ہوں ان پر صبر کرو میں نے آپ کے سامنے یہ بات بار بار کہی ہے کہ سب سے زیادہ نقصان اور گھاٹے میں وہ آدمی رہتا ہے جو جاہل ہوتا نہیں جانتا ہے جس لائن میں بھی جو آدمی ناواقف ہے وہ اس لائن میں نقصان اٹھاتا ہے میں آپ کو یاد دلانا چاہوں گا کہ حضور سرورِ کائنات جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں یہ حدیث بار بار ارشاد فرمائی ہے کہ مسلمانو! میں تمہارے درمیان دو وزنی اور باعظمت چیزیں چھوڑ کے جا رہا ہوں ایک اللہ کی کتاب ہے اور دوسری میری وہ اولاد اور اہلبیتؑ ہیں کہ اگر تم ان دونوں سے ہدایت حاصل کرو گے اپنے کو وابستہ اور متعلق رکھو گے تو ہرگز کسی قیمت پر تم گمراہ نہیں ہوگے اور یہ دونوں بھی ایک دوسرے کے ساتھ رہیں گی کبھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوسکتیں تو میں نے پیغمبرؐ کی حدیث اس لئے یاد دلانا چاہی ہے کہ جو قرآن کہے گا وہ اہلبیتؑ کہیں گے جو اہلبیتؑ کہیں گے وہی قرآن کہے گا۔ میں روزانہ آپ کے سامنے قرآن مجید کے اس اعلان کو پیش کرتا ہوں کہ اس نے کہا کہ ہر انسان گھاٹے میں ہے ہر انسان نقصان میں ہے نقصان سے فقط وہ بچے گا جو ایمان لائے گا اور صرف ایمان نہیں لائے گا بلکہ اسی کے مطابق عمل صالح بھی بجا لائے میں آپ کی خدمت میں اس موقع پر یاد دلانا چاہتا ہوں کہ امام حسن علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اسلام کے لئے اور مسلمانوں کی حفاظت کے لئے شام کے حاکم سے صلح کی ہے تو کچھ لوگ وہ بھی تھے جو امامؑ کی صلح کے بعد بے حد بے چین تھے اچھا صلح پر بے چین ہو جانا نیا واقعہ نہیں ہے میں آپ کو یہ بھی یاد دلاؤں گا کہ جب حضور سرور کائنات جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ کے کافر اور دشمنوں سے صلح کی تھی اس وقت بھی مسلمانوں کا ایک گروپ ایسا تھا اور بہت بڑا گروپ ایسا تھا جو نبیؐ کے صلح کرنے پر راضی نہیں تھا بلکہ بہت بے چین تھا اور ان کی کوشش یہ تھی کہ یہ صلح نہ ہونے پائے میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا ہوں لیکن اتنی سی بات یاد دلانا چاہتا ہوں کہ پیغمبرؐ نے جب صلح کی تھی تو کچھ ایسے بھی تھے جو اپنے کو مسلمان کہتے تھے اور اس کے بعد بھی انہوں نے یہ کہا کہ ہم کو اس بات میں شک ہوگیا کہ یہ نبیؐ ہیں کہ نہیں ہیں اس لئے کہ یہ دشمن سے کافر سے بت پرستوں سے اتنا دب کے صلح کیوں

کرر ہے ہیں تو جیسے کل پیغمبرؐ نے صلح کی اور کہنے والوں نے یہاں تک کہنے کی ہمت کی تھی کہ ہم کو ان کے نبیؐ ہونے میں شک ہو گیا خود پیغمبرؐ سے جا کے کہا تھا ویسے ہی جب امام حسن علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صلح کی تو کچھ لوگ وہ بھی تھے جو امام حسن کی صلح پر بھی راضی نہیں تھے اور بے چین تھے میں ان میں سے ایک آدمی کا واقعہ آپ کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ صلح کے بعد ایک شخص نے آ کے امام حسنؑ کو سلام کیا بڑا تکلیف دہ ایسا تکلیف دہ سلام ہے کہ امام حسنؑ ہی تھے جنہوں نے اسے برداشت کیا میں کہتے ہوئے بے چین ہو جاؤں گا آپ سنتے ہوئے بے چین ہو جائیں گے مگر پہچانئے اس کو کتنا بے چین ہونا چاہئے جس کو یہ سلام کیا گیا۔ آنے والے نے کہا السلام علیک یامذل المومنین تم پر ہمارا سلام جب کہ تم نے صلح کر کے مومنین کو ذلیل کر دیا۔ آپ کہیں گے تم یہ پیغمبرؐ کی صلح یا امام حسنؑ کی صلح کیوں سنا رہے ہو نہیں واقعات کے تسلسل کے ساتھ ایک جملہ کو میرے اس محترم مجمع کو پہچانا ہے آنے والا بدتمیزی کرتا ہے توہین کرتا ہے کہنے کی ہمت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ اے مومنوں کو ذلیل کر دینے والے تم پر سلام امام حسنؑ ناراض نہیں ہوئے بیٹھایا اور اسے سمجھایا کہ میں نے کیوں صلح کی ہے میں آپ کی خدمت میں ان جملوں کو عرض کرنا چاہتا ہوں جن کو سننے کے بعد آپ محسوس کریں گے قرآن مجید میں اللہ کہتا ہے زمانے کی قسم ہر انسان گھاٹے میں ہے اس کی تشریح امام حسن علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی فرماتے ہیں آپ نے فرمایا الموت اولیٰ من رکوب العار یہ وہ فقرہ ہے جس کا ترجمہ ہم میں سے ہر شخص کو یاد ہے آپ نے فرمایا کہ ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے یہ فقط امام حسینؑ نے نہیں فرمایا ہے امام حسنؑ نے بھی فرمایا الموت اولیٰ من رکوب العار ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے لیکن اس کے بعد جو امامؑ نے دوسرا فقرہ فرمایا اور جس کی روشنی میں اپنی صلح کو سمجھایا وہ یہ تھا کہ بالکل صحیح

ہے کہ ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے لیکن اسکے بعد ہمارے آپ کے دوسرے امام نے کہا والعار اولیٰ من دخول النار بے شک ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے۔ ذلت کی زندگی اور دوزخ میں جانا ان دو کاموں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا ہو تو دنیا میں ذلت گوارہ کر لینا چاہئے لیکن آخرت میں دوزخ میں جانا قبول نہیں کرنا چاہئے والعار اولیٰ من دخول النار اس دنیا میں ذلت گوارہ کر لینا آسان ہے آخرت کی ذلت کے مقابلے میں کہ آدمی دوزخ میں چلا جائے تو امام حسن علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم نے پہچانا نہیں کہ جس طرح سے انسان کے لئے حرام یہ ہے کہ وہ خودکشی کر کے جان دے دے ویسے ہی صورتحال یہ پیدا ہوگئی تھی کہ اگر میں صلح نہ کرتا تو وہ صلح نہ کرنا خودکشی کی منزل پر آجاتا ایمان کی تاریخ ختم ہوجاتی اسلام کی تاریخ ختم ہوجاتی دنیا میں وہ اسلام باقی رہ جاتا کہ جس اسلام کو بعد میں یزیدی اسلام کی شکل میں پہچانا جاتا مگر وہ اسلام باقی نہ رہ جاتا جو محمدی اسلام تھا۔ میں امام حسنؑ کی صلح کے بارے میں تفصیل کے ساتھ کچھ نہیں کہنا چاہتا ہوں مگر ایک لفظ اگر آپ توجہ کے ساتھ سن لیں تو میں اس موضوع کو یہیں پر مکمل کردوں۔ امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام پہلے شہید ہوجاتے امام حسنؑ سے اگر امام حسنؑ صلح نہ کرتے جہاد کرتے امام حسینؑ شہید ہوتے امام حسنؑ سے پہلے امام حسینؑ شہید ہوتے امام حسنؑ سے پہلے عبداللہ ابن جعفر شہید ہوتے محمد حنفیہ شہید ہوتے پوری تاریخ ایمان ختم ہوجاتی تو جملہ سنیں اور یاد رکھیں حسینؑ نام ہے حسینؑ نام ہے اس عظیم المرتبت انسان کا جس نے قربانی دے کے اسلام کو بچایا ہے اور حسنؑ نام ہے اس حسینؑ کے امام کا جس نے صلح کر کے اسلام بچانے والے حسینؑ کو بچایا ہے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ میری بیٹیاں میری بہنیں میرے بھائی میرے بچے امام حسنؑ اور امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کو یاد رکھیں کہ یقیناً ذلت کی

زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے لیکن جب کبھی دو چیزیں سامنے آجائیں کہ ہمیں اللہ کی نافرمانی کر کے اللہ کا حکم نہ مان کر کے دوزخ میں جانا پڑے گا تو ہم دنیاوی ذلّت برداشت کرلیں تو امامؑ نے کہا دنیا میں رسوائی اور ذلت برداشت کرنا ممکن ہے لیکن دوزخ میں جانے والی غلطی نہیں کرنا ہے کیوں اس لئے کہ اس سے بڑا کوئی نقصان نہیں ہے کیوں اس لئے کہ سب سے بڑا نقصان ہے دوزخ میں جانا۔ یہ بات امام حسنؑ نے کہی یہ بات امام حسینؑ نے کہی اور یہی بات قرآن مجید کہہ رہا ہے والعصر ان الانسان لفی خسر زمانے کی قسم ہر انسان گھاٹے میں ہے گھاٹے سے اگر بچنا ہے تو ایمان پیدا کرو گھاٹے سے اگر بچنا ہے تو ایمان کے ساتھ عمل صالح بجالاؤ گھاٹے سے اگر بچنا ہے تو خود مومن بنو دوسروں کو مومن بناؤ گھاٹے سے اگر بچنا ہے تو خود نیکی کرو اور دوسروں کو تلقین کر کے ایسی سوسائٹی پیدا کرو جو دین کی پابندی کرنے والی ہو میں نے آپ کے سامنے مسلسل جو باتیں کہی ہیں ان میں اضافہ کرتے ہوئے آج پھر یہ کہنا چاہتا ہوں نہ جاننا دین کا نہ جاننا دین کی تعلیم کا نہ ہونا دین کے ایجوکیشن کا نہ ہونا اس کا نتیجہ یہ ہے کہ کل میدان محشر میں ہمارے اعمال کے ثواب کے ضائع ہوجانے کا خطرہ پایا جاتا ہے کل میں نے بطور مثال آپ سے گزارش کی تھی ہم نے جو بھی نیکیاں کی ہیں تھوڑی بہت یہ ساری نیکیاں پیغمبرؐ کے ارشاد کے مطابق ائمہ معصومین کے ارشاد کے مطابق کب قبول کی جائیں گی جب نماز قبول کرلی جائے اگر کسی آدمی کی نماز قبول نہیں ہوتی یا خدا نخواستہ وہ بے نمازی زمانے سے اٹھ گیا تو پیغمبرؐ نے کہا ہے کہ ان قبلت قبلت ماسواھا وان ردت ردت ماسواھا اگر نماز قبول ہوگئی تو سارے اعمال قبول ہوں گے اور اگر نماز نہیں قبول ہوئی تو سارے اعمال رد ہوجائیں گے جن میرے بھائیوں اور بہنوں کو یہ بات نہیں معلوم ہے اور وہ خدانخواستہ نماز نہیں

پڑھتے ہیں تو پہچانئے وہ گھاٹے میں ہیں یا نہیں ہیں جو نیکیاں کی ہیں ان کی محنتیں ضائع ہورہی ہیں یا نہیں ہورہی ہیں یہ کیوں ہے اس لئے ہے کہ ہم دین کی تعلیم کو جانتے نہیں ہیں دین کی تعلیم کا ہمارے درمیان رواج نہیں ہے آج میں اس سلسلہ میں آپ کے سامنے ایک تذکرہ اور کرنا چاہتا ہوں اور وہ بھی کم سے کم یورپ میں رہنے والوں کے لئے بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے کہ اس تذکرہ کو پیش کیا جائے یہاں جو آب وہوا ہے یہاں جس طرح سے زندگیاں بسر ہورہی ہیں اس میں بچے اس طرح بڑے ہوتے ہیں کہ نہ وہ باپ کو باپ پہچانتے ہیں نہ وہ ماں کو ماں پہچانتے ہیں میں پہلے آپ کو حدیث سنادوں اور اس کے بعد آگے بڑھوں حضور سرور کائنات جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تمہارا بچہ سات سال کا ہوجائے تو اسے نماز سکھاؤ جب تمہارا بچہ سات سال کا ہوجائے چاہے لڑکا ہو چاہے لڑکی ہو اسے نماز سکھاؤ اور جب آٹھ سال کا ہوجائے تو اسے نماز کا پابند بناؤ نہیں یہاں پر مجھے جو آپ کو لفظ سنانا ہے وہ یہ ہے کہ پیغمبرؐ نے کہا کہ اگر بچہ نماز کی پابندی نہ کرے تو نماز کا پابند بنانے کے لئے اسے مارو اب میں آپ کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم یہاں آکر کے آباد ہوگئے ہیں یہاں اگر کوئی ماں یا باپ غلطی سے اگر اپنے بچہ کو طمانچہ ماردے اور وہ جاکے پولیس میں خبر کردے اطلاع کردے تو مصیبتیں پیدا ہوجائیں گی تو ذرا پہچانئے کہ کیسے ماحول میں ہم اور آپ آکے آباد ہوگئے ہیں بس میں آپ کی خدمت میں ان تقریروں میں جو بار بار یہ کہتا ہوں کہ دین کی تعلیم دین کے ایجوکیشن کو رائج ہونا چاہئے بچوں کو زیادہ سے زیادہ دین بتانے اور سمجھانے کی ضرورت ہونا چاہئے وہ بالکل ایسا ہی ہے ایک آدمی اچھا ہے صحت مند ہے اسکی صحت ٹھیک ہے کوئی خرابی نہیں ہے اسکی صورتحال اور ہے ایک وہ ہے جس کو ٹی بی ہوچکی ہے تو دونوں سے کہنا پڑے گا اپنی اپنی صحت کا

خیال رکھو لیکن جسے ٹی بی ہو چکی ہے اسے دس گنا زیادہ احتیاط کرنا پڑے گی بس ویسے ہی یاد رکھئے جو آج مثلاً شیعہ عالم دین آل محمدؐ کے ماننے والے ایران میں آباد ہیں ان کے لئے کچھ زیادہ زحمت نہیں ہے اس لئے کہ سوسائٹی دینی ہے حکومت اسلامی ہے لوگ اسلامی ہیں چاروں طرف دین ہی دین کا تذکرہ ہے لہٰذا وہاں نسل خود بخود دیندار بن جائے گی مگر یورپ میں رہنے والے مسلمانوں کے لئے یورپ میں رہنے والے آل محمدؐ کے غلاموں کے لئے چاروں طرف سے وہ جراثیم پیدا ہیں جو بے دینی پیدا کرتے ہیں تو ضرورت ہے کہ یہاں دس گنا ہم اپنی نسل کو دینی تعلیم سے آراستہ اور پیراستہ کریں اب میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں کوئی انگلی نہیں لگا سکتا ہے اپنے بچے کو کوئی گھور کے دیکھ نہیں سکتا ہے اور حضور سرور کائناتؐ فرماتے ہیں کہ سات برس کا بچہ ہو جائے تو نماز سکھاؤ آٹھ برس کا بچہ ہو جائے تو نماز کی عادت ڈلواؤ پابند بناؤ اور اگر نماز نہ پڑھے تو اسے مارو کیوں اگر یہ آٹھ برس کے دن سے نماز کا پابند ہو جائے گا تو جب یہ بالغ ہوگا تو اس کے ذمہ کوئی قضا نماز باقی نہیں ہوگی جب بالغ ہونے سے پہلے نماز کا پابند ہو چکا ہوگا تو نہ یہ بے نمازی بنے گا اور نہ اس کے ذمہ نمازیں قضا رہیں گی اور انتہائی خوش نصیب ہیں وہ ماں باپ جو بالغ ہونے سے پہلے اپنے بچوں کو نماز پڑھوائیں اور انتہائی بد نصیب ہیں وہ ماں باپ جو اپنے بچوں کو بالغ ہونے سے پہلے نماز نہ پڑھوائیں ایک جملہ کہنا چاہتا ہوں آپ جیسا سمجھدار مجمع اس کی قدر و قیمت پہچانے گا میں نماز پڑھوں گا تو ملائکہ میرے نامۂ عمل میں لکھیں گے یہ نماز ہے مگر ایک گناہگار انسان کی نماز ہے اس لئے کہ میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور مجھ سے گناہ بھی ہوتے رہتے ہیں لیکن بالغ ہونے سے پہلے جو بچے نمازیں پڑھتے ہیں یا روزے رکھتے ہیں یہ نمازوں کے پڑھنے والے اور روزوں کے رکھنے والے بچے ان کی نماز کا ثواب انکے روزوں کا ثواب

ان کے ماں باپ کے نامۂ عمل میں لکھا جاتا ہے میں آپ کی خدمت میں ایک جملہ عرض کروں گا جب ان بچوں کی نمازیں لکھی جائیں گی تو ان کی ہیڈنگ ہوگی بے گناہوں کی نماز ہماری نماز ہوگی گناہگاروں کی نماز اور ان کی نماز ہوگی بے گناہوں کی نماز تو کتنا قیمتی ذخیرہ ہے جسے ہم ضائع کردیتے ہیں اور اس کے بعد پیغمبرؐ نے ارشاد فرمایا آٹھ برس کے بعد جب تمہارا بچہ دس برس کا ہوجائے لڑکی ہو یا لڑکا اگر آپ توجہ کے ساتھ سن رہے ہیں تو میں اپنی ایک بات پھر یاد دلانا چاہتا ہوں شریعت کو بلند رکھئے مذہب کو بلند رکھئے سوسائٹی کو بلند نہیں رکھئے قانون حکومت کو بلند نہیں رکھئے مجبوری کی جگہ اور ہوتی ہے لیکن جہاں اختیار ہے وہاں دین بڑا ہونا چاہئے شریعت بالاتر ہونا چاہئے نہ کہ سوسائٹی بالاتر ہونا چاہئے پیغمبرؐ نے کہا جب تمہارے بچے دس سال کے ہوجائیں تو دس سال کے بچوں کو ایک بستر میں ایک ساتھ مت لٹاؤ ذرا پچیا نئے پیغمبرؐ ہماری ہدایت کررہے ہیں کہ تم وہاں سے بچوں کی زندگی میں نکھار پیدا کرو جب ان کی زندگیاں کچی ہیں تاکہ برائی اور بدکاری کے ئے ان کی کچی زندگی میں کوئی ناسور نہ پیدا ہونے پائے ایک صلوات بھیج دیں محمدؐ وآل محمدؐ پر۔

نہیں میں سب کچھ سمجھ کے پڑھتا ہوں آپ کی صلوات کمزور ہوہی سکتی ہے ایسے بیان پر لیکن اگر آپ حصول ثواب و برکت کے لئے پڑھیں تو پُر جوش صلوات بھیج سکتے ہیں محمدؐ وآل محمدؐ پر۔

تو عزیزان گرامی میں اپنے وعدہ کے مطابق اپنے سبجکٹ کی طرف بڑھوں گا اس سے پہلے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج اگر ہماری سوسائٹی میں ایسے بچے پل رہے ہیں ایسے بچے پل رہے ہیں جو جوان ہونے کے بعد نہیں جانتے ہیں کہ ماں کا حق کیا ہے اور باپ کا حق کیا ہے تو یہ کل آخرت میں بڑے گھاٹے میں رہیں گے بے انتہا نقصان میں رہیں گے یہ بڑی عجیب و غریب بات ہے کہ اس دنیا میں ماں

باپ کو یہ فکر ہوتی ہے کہ بچہ جاہل نہ رہ جائے بچہ کے پاس مکان ہو جائے۔ بچہ کے لئے بینک بائلنس ہو جائے مگر یہ فکر نہیں ہوتی کہ بچے کو ہم ایسے راستے پر لگا دیں کہ اس کے لئے مرنا آسان ہو جائے قبر میں اترنا آسان ہو جائے برزخ سے گزرنا آسان ہو جائے میدان محشر میں آنا آسان ہو جائے۔ یہ چیزیں تبھی پیدا ہونگی جب ہم اپنے بچوں کی اپنی تعلیم کا انتظام کریں گے۔ میں ماں باپ کے حقوق کے بارے میں فقط اتنی سی بات کہنا چاہتا ہوں کل میں نے آپ کے سامنے کہا تھا سارے اعمال منتظر رہیں گے کہ نماز قبول ہو تو ساری نیکیاں قبول ہوں اور نماز اسکی نہیں قبول ہوگی جو ماں باپ کا نافرمان ہوگا جس نے ماں باپ کو تنگ کیا ہے تکلیف پہنچائی ہے برا بھلا کہا ہے نافرمانی کی ہے جس سے ماں باپ ناراض ہیں اس سے خدا راضی نہیں ہوسکتا ہے ایک صلوات بھیج دیں محمدؐ وآل محمدؐ پر۔

تو عزیزان گرامی ہمیں محسوس کرنا چاہئے کہ پروردگار عالم نے اس سورہ میں جو بیان کیا ہے والعصر ان الانسان لفی خسر دنیا کا ہر انسان گھاٹے اور نقصان میں ہے الاالذین آمنواوعملواالصالحات وتواصوا بالحق وتواصوابالصبر اگر تم کو گھاٹے نقصان سے بچنا ہے تو تمہاری ڈیوٹی ہے تمہاری ذمہ داری ہے کہ تم ایمان بھی پیدا کرو عمل صالح بھی پیدا کرو اور وہ سوسائٹی بھی پیدا کرو جو حق کے اوپر چلنے والی ہو جو صبر کرنے والی ہو تو میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ماں باپ کے حقوق مذہب میں اتنے رکھے گئے ہیں کہ ہر ایک کا حق مرنے پر ختم ہو جاتا ہے مگر ماں باپ کا حق مرنے پر بھی نہیں ختم ہوتا۔ ماں باپ کا انتقال ہو جائے وہ زندہ نہیں رہیں مگر اولاد پر ان کا حق باقی رہتا ہے آپ حدیثیں اگر پڑھیں تو اس میں تذکرہ آپ کو ملے گا کہ کچھ اولادیں ہوں گی جنہوں نے ماں باپ کی زندگی میں آخری سانس تک خدمت کی ہو گی لیکن کل جب

میدان محشر میں ان کو نامۂ عمل دیئے جائیں گے تو خداوند عالم کہے گا یہ عاق ہے یہ نافرمان ہے اور کچھ ایسے لوگ ہوں گے جنہوں نے مرتے دم ماں باپ کو ناراض رکھا ہوگا ماں باپ نے ان کو عاق قرار دیا ہوگا نافرمان قرار دیا ہوگا لیکن کل میدان محشر میں جب ان کے ہاتھ میں نامۂ عمل ملے گا تو خدا کہے گا یہ عاق نہیں ہے یہ فرماں بردار ہے لوگوں کو حیرت ہوگی کہ زندگی میں ماں باپ ان سے راضی تھے خدا ان سے ناراض کیوں ہوگیا۔ ماں باپ ان سے ناراض تھے خدا ان سے راضی کیوں ہوگیا یہ اس لئے ہے کہ مرنے کے بعد جو ماں باپ کو بھول جاتے ہیں نیکیوں کا ثواب ان کے نام ہدیہ نہیں کرتے ہیں ان کے ذمہ جو واجبات باقی رہ گئے ہیں ان کو ادا نہیں کرتے ہیں تو خدا ان کو عاق کر دیتا ہے اور مرنے کے بعد جن کے دل پر چوٹ لگتی ہے کہ ماں باپ اٹھ گئے اور وہ ماں باپ کے لئے نیکیاں کرتے رہتے ہیں خداوند عالم ان کے لئے نامۂ عمل بدل دیتا ہے نافرمان کے بجائے ان کو فرمانبردار قرار دیتا ہے تو بس نیکیوں کو برباد ہونے سے بچانے کے لئے ضرورت ہے کہ ہم پہچانیں نماز کی اہمیت کیا ہے روزے کی اہمیت کیا ہے عمل صالح کی اہمیت کیا ہے ماں باپ کے حقوق کی اہمیت کیا ہے میں نے یہ تذکرے اس لیے کئے ہیں کہ آپ کے سامنے رفتہ رفتہ کچھ چیزیں کچھ مسائل سامنے آجائیں اب میں وعدہ کے مطابق اپنے بیان کو کل جہاں تک پہنچایا تھا اس سے آگے بڑھانا چاہتا ہوں کل میں نے آپ کے سامنے اپنے سلسلۂ بیان کو یہاں تک پہنچایا تھا اللہ کے نہ ماننے والے دو طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ ہوتے ہیں جو کہتے ہیں خدا نہیں ہے دوسرے وہ ہوتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اگر خدا ہوتا تو اس دنیا میں کوئی نابینا کیوں پیدا ہوتا اندھا کیوں پیدا ہوتا پاگل کیوں پیدا ہوتا کہیں قحط کیوں ہو جاتا کہیں بارش کیوں ہو جاتی یہ دنیا میں جو فرق پائے جاتے ہیں یہ عدالت کے خلاف ہے اللہ عادل نہیں ہے جب اللہ

عادل نہیں ہے تو اللہ ماننے جانے کے قابل نہیں ہے میں نے اس سلسلہ میں کل آپ کے سامنے دو باتیں کہی تھیں جن کو آپ نے ابھی تک یاد رکھا ہوگا انشاء اللہ۔ میں اسے پھر یاد دلانا چاہتا ہوں کہ اس دنیا میں جو کام ہو رہے ہیں کچھ کام وہ ہیں جو صرف ہم انسانوں کے کام ہیں کچھ کام وہ ہیں جو صرف خدا کے کام ہیں کچھ کام وہ ہیں جن کا کچھ حصہ خدا کا ہے کچھ حصہ بندوں کا ہے یہ کل کا میرا بیان تھا اور میں نے آپ کی خدمت میں یہ گزارش کی تھی کہ جتنی خرابیاں اس دنیا میں پیدا ہوتی ہیں وہ انسانوں کی وجہ سے ہوتی ہیں قرآن مجید میں پروردگار عالم نے ایک دو جگہ نہیں متعدد جگہ فرمایا ہے تم تک جو رحمت پہنچتی ہے جو نعمت پہنچتی ہے وہ میری طرف سے پہنچتی ہے اور جتنے دکھ پہنچتے ہیں اور جتنی مصیبتیں پہنچتی ہیں وہ تمہارے اعمال کی بناء پر پہنچتی ہیں اب میں آپ کی خدمت میں اپنے کل کے بیان کو آگے بڑھاتے ہوئے کہنا چاہتا ہوں کہ جتنی برائیاں اس دنیا میں انسانوں کے کاموں سے پیدا ہوں ان کا خدا ذمہ دار نہیں ہے خدا ذمہ دار ہوگا ان کاموں کا جو خدا کے کام ہوں گے اب اس میں ہم سوچتے ہیں یہ خدا کو نہیں کرنا چاہئے تھا یہ جو خدا نے کیا ہے یہ مناسب نہیں ہے لیکن اگر آپ متوجہ ہیں تو آپ سے یہ مؤدبانہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ خیر کیا ہے شر کیا ہے اچھائی کیا ہے برائی کیا ہے اس کا ہمارا طے کرنا اور ہے اور خدا کا طے کرنا اور ہے ہماری نگاہ جہاں تک جاتی ہے ہم وہاں تک طے کریں گے یہ خیر ہے یہ شر ہے اور خدا اپنے علم کامل کے مطابق طے کرتا ہے کہ خیر کیا ہے شر کیا ہے قرآن میں یہ بھی تذکرہ بار بار موجود ہے بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن کو تم شر سمجھتے ہو وہ تمہارے لئے خیر ہوتی ہیں بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کے لئے تم خیر سمجھتے ہو وہ تمہارے لئے شر ہوتی ہیں میں اس موضوع کو ایک واقعہ کے ذریعہ سمجھانا چاہتا ہوں جہاں آپ پورے طور پر محسوس کرلیں گے کہ ہم جس چیز کو شر قرار دیتے ہیں جس چیز کو برا قرار

دیتے ہیں جس چیز کو عیب قرار دیتے ہیں وہ ہماری جہالت ہوتی ہے وہ ہماری ناواقفیت ہوتی ہے وہ ہمارے علم کی کمی ہوتی ہے اور جو خداوند عالم کی منزل تو بڑی منزل ہے جو اس کے نبیؐ ہوتے ہیں جن کے پاس علم ہوتا ہے وہ جو کام کرتے ہیں ہماری نگاہ میں وہ شر ہوتا ہے مگر وہ خیر ہوتا ہے اس کے لئے میں آپ کو دعوت دوں گا کہ آپ قرآن مجید میں پندرہواں پارہ پڑھیں پندرہویں پارہ کا آخر کا حصہ پڑھیں اور سولہویں پارے کا شروع کا حصہ پڑھیں وہاں پر قرآن مجید میں آپ کو ایک واقعہ ملے گا اس پورے واقعہ کو پورے توجہ کے ساتھ آپ سنیں تاکہ یہ بات طے ہو جائے کہ شر کا ہمارا طے کر لینا شر نہیں ہے خیر ہمارے طے کرنے سے خیر نہیں ہوگا وہ خدا جو علم کل وعلم کامل کا مالک ہے وہ کوئی کام ایسا نہیں کرتا ہے کہ وہ خیر نہ ہو اور کوئی کام ایسا نہیں کرسکتا جو شر ہو ایک صلوات بھیجیں محمدؐ و آل محمدؑ پر۔

واقعہ یہاں سے شروع ہوتا ہے کہ جناب موسیٰ نے ایک دن اللہ کی بارگاہ میں کوہ طور پر یہ کہا کہ پالنے والے میرا خیال یہ جناب موسیٰ فرمارہے ہیں میرا خیال یہ ہے کہ آج اس زمین پر جتنے تیرے بندے پائے جاتے ہیں سب سے زیادہ تو نے مجھے نعمتیں دی ہیں لہٰذا سب سے زیادہ مجھے شکر ادا کرنا چاہئے اور میں کتنا بھی شکر ادا کروں تیری نعمتوں کا شکر نہیں ادا ہوسکتا۔ جناب موسیٰ کے اس جواب میں اللہ نے کہا کہ ایک بندہ اور ایسا ہے جس کو ہم نے نعمت تم سے بھی زیادہ دی ہے میں اس واقعہ کو آپ کی خدمت میں آہستہ آہستہ عرض کروں گا اس میں کچھ چیزیں اور بھی جاندار ہیں جو ہمارے کیریکٹر کو سدھارنے کے لئے مفید ہیں ان کو سننا اور یاد رکھنا چاہئے اگر یہ ہمارے ساتھ میں بات ہو جاتی کہ ہم یہ کہتے پالنے والے تو نے سب سے زیادہ نعمتیں ہم کو دی ہیں اور خدا کہتا ہے نہیں ایک ایسا بھی ہے جس کو ہم نے تم سے زیادہ نعمتیں دی ہیں تو ہمارے دل میں کچھ نہ ہوتا تو کم از کم حسد ضرور پیدا

ہو جاتی اللہ سے بھی ہم ناراض ہو جاتے کہ ہمارے ہوتے ہوئے دوسرے کو نعمتیں کیوں زیادہ دے دی ہیں اور جسے نعمتیں زیادہ دی ہیں اس سے تو حسد پیدا ہی ہو جاتا کہ ان کو نعمتیں کیوں ملی ہیں لیکن جناب موسیٰ نے حسد کے بجائے کہا پالنے والے جب اس زمین پر کوئی ایسا بندہ ہے جس کو تو نے مجھ سے زیادہ کوئی نعمت دی ہے تو وہ یقیناً مجھ سے زیادہ اس نعمت کا حقدار تھا تو نے اسے حقدار ہونے کی بناء پر دیا ہے یہ ہے ایمان حسد پیدا ہو جانا خدا کے فیصلہ کے خلاف شکایت پیدا ہو جانا یہ ایمان نہیں ہے بلکہ اللہ کے فیصلے پر دل کی انتہائی گہرائی کے ساتھ راضی وخوش رہنا یہ ہے ایمان جناب موسیٰ نے کہا پالنے والے وہ یقیناً حقدار تھا نعمت کا جبھی تو نے اس کو زیادہ نعمت دی ہے اگر تیری اجازت ہو تیری مرضی ہو ذرا جناب موسیٰ کی درخواست تو سنیں آپ تو اگر تیری مرضی ہو تو مجھے اس کا پتہ بتا دے تا کہ میں ان سے ملنے کے لئے جاؤں ان سے ملاقات کرنے کے لئے جاؤں ان کی زیارت کرنے کے لئے جاؤں بس نعمتوں کو دیکھ کر کے حسد کا پیدا ہو جانا یہ ہم چھوٹے انسانوں کی تنگ دلی ہوتی ہے اور نعمتوں کو دیکھ کر کے زیارت وملاقات کے لئے جذبہ پیدا ہونا یہ عصمت ونبوت کی بلندی اور عالی ظرفی ہوا کرتی ہے اللہ نے کہا موسیٰ ہم تمہیں نام بتائے دیتے ہیں وہ خضر ہیں ان کو ہم نے تم سے زیادہ علم دیا میں آپ کی خدمت میں پھر یاد دلاؤں کہ واقعہ سنتے سنتے پھر آپ بھول نہ جائیں یہ میں واقعہ فقط اس لئے سنا رہا ہوں فقط اس لئے سنا رہا ہوں کہ ہم بہت سے کام کو شر اور مصیبت سمجھ لیتے ہیں برا سمجھ لیتے ہیں حالانکہ وہ خدا کے کام ہوتے ہیں اور خیر ہی خیر ہوتے ہیں بہت سے کاموں کو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ انہیں ہونا چاہئے یہی خیر ہے اور وہ نہیں ہوتے ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ خدا خیر نہیں کرتا ہے نہیں یاد رکھئے گا ہمارا علم تھوڑا ہے ہمارے فیصلے جھوٹے ہیں ہمارے فیصلے غلط ہوتے ہیں ہمارے فیصلے لاعلمی میں ہوتے ہیں خداوند

عالم علم کامل کی بناء پر فیصلے کرتا ہے خدا کے فیصلوں کو سمجھنے کے لئے میں جناب موسیٰ اور جناب خضر کے واقعے کی تفصیل اپنے بچوں کے لئے اپنی بیٹیوں کے لئے عرض کر رہا ہوں۔ پروردگار عالم نے جناب خضر کا پتہ بتایا جناب موسیٰ اپنے وصی یوشع ابن نون کو لے کر روانہ ہوئے درمیانی تذکرے بھی ہیں مگر میں ان کو چھوڑتا ہوں اس منزل پر پہنچاتا ہوں جس کا تعلق میرے موضوع اور میرے سبجکٹ سے ہے جناب موسیٰ پہنچے جناب خضر سے ملاقات کی کہا آج سے میں آپ کے ساتھ رہ کے آپ سے علم سیکھنے کے لئے آیا ہوں کہا تم میرے ساتھ نہیں رہ سکو گے کہا کیوں نہیں رہ سکوں گا کہا ساتھ نہ رہ سکنے کی شرط یہ ہے کہ تم میرے کاموں کو دیکھو اور اس پر اعتراض نہ کرو تب میں ساتھ رکھوں گا کہا آپ ساتھ رکھ لیجئے میں اعتراض نہیں کروں گا کہا موسیٰ تم کہتے تو ہو مگر اعتراض کرو گے اس لئے کہ انسان کا نیچر یہ ہے انسان کی فطرت یہ ہے کہ جو نہیں جانتا ہے اس پر وہ صبر نہیں کرسکتا ہے سوال کر ہی دیتا ہے اعتراض کر ہی بیٹھتا ہے جناب موسیٰ نے کہا اچھا موقع دیجئے تا کہ تجربہ ہو جائے کہ کیا صورت حال پیدا ہوتی ہے کہا اچھا تجربہ کرلو لیکن یاد رکھو جس آدمی کو جو چیز نہیں معلوم ہے وہ اس پر صبر نہیں کرسکتا ہے صبر وہی کرتا ہے جو علم رکھتا ہے علم اور صبر دونوں ساتھ ساتھ ہوا کرتے ہیں میں آپ کی خدمت میں واقعہ کو مختصر طور پر عرض کرتے ہوئے تفصیل میں صرف اتنی سی بات سنانا چاہتا ہوں کہ جناب موسیٰ اور جناب خضرؑ چلے راستے میں دریا پڑا اس میں بے شمار کشتیاں پڑی ہوئی تھیں جناب خضرؑ نے بیٹھ کے ایک کشتی کو کاٹ کے اس میں سوراخ کرنا شروع کر دیا۔ اچھی خاصی کشتی سوراخ کرنا شروع کر دیا اس کشتی کے اندر پانی اس میں بھرنے لگا جناب موسیٰ نے کہا یہ کیا کر رہے ہیں آپ اچھی خاصی کشتی کو برباد کر رہے ہیں تو جناب خضر نے جواب نہیں دیا بلکہ وعدہ یاد دلایا کہ دیکھو ہم نے تم سے کہا تھا کہ جو آدمی نہیں

جانتا ہے اس پر صبر نہیں کر سکتا ہے تم نے کہا تھا کہ ہم اعتراض نہیں کریں گے سوال نہیں کریں گے تم نے اعتراض وسوال کیا ہے لہٰذا سوچو وعدہ کی خلاف ورزی ہوئی کہ نہیں جناب موسیٰ نے کہا آپ صحیح کہتے ہیں مگر اور موقع دیں جناب خضر اور آگے چلے ایک نوجوان آرہا تھا جناب خضر نے تلوار نکالی اسے قتل کر دیا جناب موسیٰ نے فوراً کہا اچھا خاصا نوجوان تھا آپ نے اسے بلا جرم کے مار ڈالا یہ کیا کیا یہ تو کام اچھا نہیں ہے جناب خضر نے کہا وعدہ یاد کرو میں نے تم سے کہا تھا کہ جس کے پاس علم نہیں ہوتا ہے وہ صبر نہیں کر پاتا ہے لہٰذا یہ دوسرا موقع ہے جہاں تم نے پھر اعتراض کیا ہے جناب موسیٰ نے کہا ایک موقع اور دے دیجئے اور اس کے بعد بھی اگر میں صبر نہ کرسکوں تو آپ کو حق ہوگا کہ آپ مجھے اپنے آپ سے الگ کر دیں جدا کر دیں۔ اپنے ساتھ نہیں رکھیں جناب موسیٰ اور جناب خضر ایک بستی سے گزرے وہاں ان لوگوں نے چاہا کہ کچھ کھانے کے لئے مل جائے بستی والوں نے کہا کہ ہم تم کو کھانے کے لئے نہیں دیں گے بھوکے پیاسے بستی سے باہر نکلے گاؤں سے باہر نکلے جب نکل رہے تھے تو ایک دیوار تھی جو گر رہی تھی گرنے کے قریب تھی جناب خضر کھڑے ہو گئے اس کو ٹھیک کرنے کے لئے سیدھا کرنے کے لئے ازسرنو بنانے کے لئے تو جناب موسیٰ نے کہا اگر یہ دیوار بنانی ہی تھی تو اس کی اجرت میں کھانا لے لیا ہوتا تاکہ بھوکے تو نہ رہتے جناب موسیٰ نے جب یہ تیسری بات کہی تو جناب خضر نے کہا دیکھو وعدہ پورا ہو گیا تم نے بار بار سوال کیا ہے جبکہ تمہارا وعدہ تھا کہ سوال نہیں کرو گے اب ہمارے تمہارے درمیان جدائی ہے لیکن جدائی سے پہلے سنتے جاؤ کہ میں نے کون سا کام کس لئے کیا اس کے بعد آپ نے بیان کرنا شروع کیا مگر قبل اس کے کہ میں قرآن مجید کے اس واقعہ کا مزید تذکرہ آپ کے سامنے کروں میں پھر پلٹ کر ایک مرتبہ آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ہم خدا کے کاموں کے بارے

میں طے کرتے ہیں کہ یہ کام غلط ہے یہ کام صحیح ہے مگر ہمارا یہ فیصلہ اس لئے غلط ہوتا ہے کہ ہمارا علم تھوڑا ہے خدا جو فیصلہ کرتا ہے وہ اپنے علم کامل کی بنا پر فیصلہ کرتا ہے اس بات کو سمجھانے کے لئے میں نے اس واقعے کو پیش کرنا چاہا ہے اس کی تفصیل میں جانے سے پہلے اتنا یاد رکھئے گا اگر جناب موسیٰ سے جناب خضر کا علم زیادہ ہے اور جب تک جناب خضر اپنے علم کی وجہ نہیں بتاتے ہیں تب تک جناب موسیٰ سمجھتے ہیں کہ خضر کام غلط کرر ہے ہیں تو پھر کہاں ہم اور کہاں خدا۔ کہاں ہم اور کہاں خدا کے کام۔ لہٰذا ہم کو اس پر ایمان اجمالی کے ذریعہ طے رکھنا چاہئے وہ جو کرتا ہے وہ خیر کرتا ہے چاہے ہماری سمجھ میں آئے چاہے ہماری سمجھ میں نہ آئے تو آپ ڈیٹیل سن لیں اور تفصیل سن لیں۔ جناب خضر نے کہا موسیٰ میں نے جس کشتی میں سوراخ کی ہے یہ دس غریب ملاحوں کی تھی میں رکا اس لئے ہوں کہ اگر جناب موسیٰ کے بجائے ہم اور آپ ہوتے تو فوراً کہتے تب تو اور برا کیا اور برا۔ کسی امیر کی کشتی میں سوراخ کیا ہوتا کسی غریب کی کشتی میں سوراخ کیوں کیا اور وہ بھی ایسی کشتی جن میں دس آدمی جاتے ہیں شکار کرنے مچھلی پکڑ کے لاتے ہیں بازار میں بیچتے ہیں تب ان کے گھر میں کھانا پکتا ہے۔ کہا کہ سنو یہ بات صحیح ہے کہ دس غریبوں کی کشتی ہے مگر پیچھے پیچھے ایک بادشاہ آرہا ہے اس کو دشمن سے لڑنے کے لئے کشتیاں چاہئے اسے جتنی اچھی کشتیاں ملیں گی سب پر قبضہ کرلے گا تو اگر جو پیسے والے دولت مند ہیں اگر ان کی کشتیوں پر قبضہ ہو جائے گا تو کوئی حرج نہیں ہے اگر اس کشتی پر قبضہ ہو جائے گا تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ دس گھروں میں فاقہ ہو جائے گا تو میں نے اس میں سوراخ کردیا ہے تا کہ اس کو خراب دیکھ کے اس کو چھوڑ دے اور جب وہ چلا جائے گا تو غریب ملاح اس کی مرمت کرلیں گے ان کی زندگی پھر چلتی رہے گی میں آگے بڑھنے سے پہلے اپنے ہر سمجھدار بھائی بہن بیٹی بچے سب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ

جب تک کہ جناب خضر نے اپنے علم کی تفصیل نہیں بیان کی تھی ہم میں سے ہر آدمی یہی سمجھ رہا تھا کہ جناب موسیٰ کا علم درست ہے لیکن جب انہوں نے اسکی تفصیل بیان کی سمجھ میں آ گیا۔ موسیٰ کا اعتراض اس لئے تھا کہ ان کے پاس زیادہ علم نہیں تھا اور خضر کا کام اس لئے صحیح تھا کہ ان کے پاس علم مکمل تھا اس کے بعد جناب خضر نے کہا کہ میں نے جس نوجوان کو قتل کیا ہے اس کو اس لئے قتل کیا ہے کہ یہ قاتل تھا لیکن قتل کرنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ اپنے ماں باپ کا اکیلا بیٹا یہ کافر ہے ایمان اس کے پاس نہیں ہے ماں باپ اس کے مومن بھی ہیں اور صالح بھی۔ اولاد کی محبت عجب چیز ہوتی ہے تو میں نے اس کو قتل کر دیا قتل کے عوض میں مگر اس کو اس لئے قتل دیا تا کہ اس کی محبت کی بناء پر اسکے ماں باپ کے ایمان میں کمزوری نہ پیدا ہو اور اس کے بعد جو سننے والا فقرہ ہے وہ یہ ہے کہ اس کافر بیٹے کے قتل ہو جانے کے بعد ان مومن ماں باپ کو خدا نے ایک لڑکی دی جلدی میں کوئی کہہ دے گا مارا گیا لڑکا دے دی لڑکی نہیں جو لڑکی دی اس کی نسل میں ستر نبی اللہ نے پیدا کئے آگے بڑھ کے جناب خضر نے بیان کیا کہ یہ دیوار جس کو گرنے سے میں نے بچایا ہے اور مرمت کر دی ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ اس کے مالک دو یتیم تھے اس کے نیچے خزانہ ہے اگر دیوار گر جائے گی خزانہ کھل جائے گا کوئی ناحق اسے لے جائے گا میں نے دیوار بنا دی ہے جب وہ بچے بڑے ہوں گے آ کے اپنے مال پر قبضہ کر لیں گے تو میں نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے پھر آپ کو حوالے دیتا ہوں آپ پندرہویں پارے کا آخری حصہ سولھویں پارے کا ابتدائی حصہ پڑھیں وہاں آپ کو یہ پورا واقعہ مل جائے گا۔ پالنے والے تو نے اس واقعہ کو کیوں بیان کیا ہے کہا ہم نے اسی لئے بیان کیا ہے کہ پہچانو موسیٰ اور خضر کے علم میں تھوڑا تھوڑا ڈفرنس ہے تھوڑا تھوڑا فرق ہے تب موسیٰ کی نگاہ میں خضر کا کام غلط ہے مگر خضر کا کام صحیح ہے ان کے علم کی بناء پر تو میرے بندو! کبھی میری عدالت پر شک نہ کرنا میری طرف سے جو کچھ بھی

تکلیف ہو یا میری طرف سے جو کچھ بھی حالات پیدا ہوں اس پر بھی مکمل یقین اور ایمان رکھنا کہ خدا خیر ہی خیر کرتا ہے شر نہیں کرتا ہے اگر ہماری سمجھ میں یہ بات شر آرہی ہے تو اس لئے ہے کہ ہمارے پاس نالج نہیں ہے ہمارے پاس علم نہیں ہے جب موسیٰ خضر کے کام نہیں پہچان سکتے ہیں تو ہم اور آپ حقیر بندے اللہ کے علم کی بناء پر اسکے کاموں کا سبب اور وجہ کیسے پہچان سکیں گے یہ میں نے اس لئے سنایا ہے کہ جب کبھی بھی ایمان میں قدم ڈگمگانے لگے تو ہم کو یہ واقعہ یاد رکھنا چاہئے میں اس کے بعد اپنی مجلس کو مکمل کرتے ہوئے ایک آخری جزء کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جو بڑی اہمیت کا حامل ہے کہ کبھی کبھی ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کبھی کبھی جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی ہے دیندار ہے مومن ہے نمازی ہے حاجی ہے داڑھی رکھتا ہے اسکے گھر میں حجاب اور پردہ ہے وہ مصیبتوں میں ہے روزی اس کے پاس کم ہے بیماریاں بھی اسکے گھر کے اندر ہیں تکلیفیں بھی اس کے گھر کے اندر ہیں اور ایک آدمی کو ہم دیکھتے ہیں شرابی ہے جواکھیلتا ہے عیاشی اور بدمعاشی کرتا ہے اللہ کو بھی نہیں مانتا ہے نبی کو بھی نہیں مانتا ہے امامؑ کو بھی نہیں مانتا ہے دولت اسکے پاس ہے نعمت اسکے پاس ہے شہرت اس کے پاس ہے یعنی میں بات سمیٹ کر کہنا چاہتا ہوں کہ کبھی کبھی ہم دنیا میں یہ دیکھتے ہیں کہ جو ایمان والے ہیں جو عمل صالح والے ہیں وہ گھاٹے میں دکھائی دیتے ہیں جو بے ایمان ہیں جو بے دین ہیں جو منکر ہیں جو کافر ہیں جو فاسق ہیں جو منافق ہیں جو فاجر ہیں جو بے عمل ہیں وہ دنیا میں بڑے فائدے میں نظر آتے ہیں تو لوگ سوچنے لگتے ہیں یہ کیسا عادل اللہ ہے یہ کیسا اس کا انصاف ہے کہ یہ آرام میں ہیں برے ہونے کے بعد اور یہ تکلیف میں ہیں اچھے ہونے کے بعد لیکن پہلے ایک مختصر سی حدیث سن لیں اور اس حدیث کو سننے کے لئے اپنے ذہنوں کو تازہ کرنے کے لئے حصول ثواب و برکت کے لئے ایک درود بھیج دیں محمدؐ و آل محمدؐ پر۔ ایک صلوات اور بھیج دیں محمدؐ و آل محمدؐ پر۔

یہ اتنے بڑے مسئلہ کو ایک حدیث کی روشنی میں حل کرتا ہوں اور انشاء اللہ ہر دل مطمئن ہو جائے گا معصومؑ نے ارشاد فرمایا اللہ کبھی گناہ کے بعد نعمت دیتا ہے اور اللہ کبھی گناہ کے بعد مصیبت دیتا ہے۔ دو آدمی گناہ کرنے والے ہیں ایک کو گناہ کرنے کے بعد نعمت ملی اور ایک کو گناہ کرنے کے بعد مصیبت ملی میں آہستہ آہستہ حدیث اس لئے سنا رہا ہوں کہ جو ذہنوں میں بے چینی پیدا ہوسکتی ہے وہ پیدا ہو جائے تا کہ جب جواب سامنے آئے تو دل و دماغ میں اطمینان پیدا ہو جائے تو اللہ نے کہا نبیؐ اور امامؑ نے اس کی تشریح کی کہ خداوند عالم جس انسان سے نفرت کرتا ہے جس کو اپنا دشمن رکھتا ہے اس کو گناہ کے بعد نعمت دے دیتا ہے اور جس بندے سے خدا محبت کرتا ہے اس کو گناہ کے بعد مصیبت دے دیتا ہے ریزلٹ کیا پیدا ہوتا ہے ریزلٹ یہ پیدا ہوتا ہے کہ گناہ کے بعد جس کو مصیبت ملتی ہے اس کی آنکھیں کھل جاتی ہیں یہ ہم نے خطا کی تھی اسکی یہ سزا ملی ہے تو جب دنیا میں یہ سزا ملی ہے تو آخرت میں جو سزا ملے گی وہ کیسی ہوگی۔ وہ توبہ کرتا ہے وہ استغفار کرتا ہے وہ اپنے کو گناہوں سے بچاتا ہے اور جس کو دولت مل جاتی ہے نعمت مل جاتی ہے وہ سوچتا ہے اللہ نے بھی دنیا کے آدمیوں کی طرح ہے یہاں بھی جتنا آدمی سیدھا رہتا ہے اس کو لوگ ستاتے ہیں جو ٹیڑھا رہتا ہے لوگ اس کی خاطر کرتے ہیں تو جو نمازیں پڑھتے ہیں ان کی نہیں سنتا ہے ہم جو نہیں پڑھتے ہیں تو ہم کو دولت دیتا ہے اس کی سرکشی بڑھتی ہے اس کی بغاوت بڑھتی ہے اس کے گناہوں میں اضافہ ہوتا ہے یہ مصیبت پاکے توبہ کرکے جنت کے راستے پر آجاتا ہے اور وہ نعمت پاکے اور زیادہ گناہ کرکے اپنے کو دوزخ کے راستے پر لگا لیتا ہے تو اگر آپ نے اس راز کو پہچانا تو میں آپ کی خدمت میں یہ کہنا چاہوں گا کہ انتہائی خوش نصیب ہے وہ انسان جس کو مصیبت ناکامی تکلیف متوجہ کردے اس بات کی طرف کہ ہم سے کیا خطا ہوئی تھی جو

خدا ناراض ہے اور انتہائی بدنصیب ہے وہ انسان جو ایسے حال میں ہو کہ وہ نعمتوں میں اور گھرتا چلا جائے میں آپ کی خدمت میں اس تھیوری کو پریکٹکل میں بطور مثال کے پیش کرنا چاہتا ہوں یزید جس دن پیدا ہوا تھا اگر اسی دن مر گیا ہوتا تو وہ موت اسکے لئے بہتر ہوتی یا جب وہ مرا ہے تب موت بہتر ہوتی۔ یزید اگر مرگیا ہوتا پیدا ہونے کے بعد تو اسکے لئے دوزخ میں جانے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ میں ذرا اور آپ کو سوچنے کا موقع دینا چاہتا ہوں اچھا زندہ رہتا مگر اسے حکومت نہ ملتی یعنی عام انسان کی طرح رہتا حکومت نہیں ملتی تو اس میں ہمت نہیں ہوتی کہ وہ حسینؑ سے بیعت کا مطالبہ کرے۔ اس میں ہمت نہ ہوتی کہ وہ حسینؑ کو کربلا میں آنے پر مجبور کرے۔ اس میں ہمت نہیں ہوتی کہ وہ حسینؑ پر پانی بند کردے معلوم یہ ہوا کہ یزید کو جو حکومت مل رہی ہے یہ اس کے لئے کوئی نعمت نہیں ہے یہ اسکے لئے دوزخ کے بدترین عذاب کا سامان ہے اور حسینؑ اور حسینؑ کے ساتھیوں کیلئے جتنی مصیبتیں بڑھتی جارہی ہیں اتنا ہی ان کا ثواب بڑھ رہا ہے ان کی منزل بڑھ رہی ہے کچھ اور منزلیں مسئلہ عدل کی ابھی باقی ہیں میں انہیں انشاء اللہ پیش کرسکوں گا انشاء اللہ رفتہ رفتہ لیکن آج اپنے بیان کو ختم کرتے ہوئے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم کبھی خدا کے کسی کام کو غلط سمجھیں تو وہیں پر اپنی غلطی کو ہمیں محسوس کرلینا چاہئے یہ ہمارے ایمان وعلم کی کمی ہے ورنہ خدا خیر کے علاوہ کوئی دوسرا کام کرہی نہیں سکتا ہے اور دوسری بات یہ کہ اگر کسی برے کے پاس نعمت نظر آئے تو یہ نعمت نہیں ہے یہ اضافۂ عذاب کا سامان ہے اور کسی نیک کے پاس کوئی مصیبت نظر آئے تو یہ مصیبت نہیں ہے یہ گناہوں کا کفارہ ہورہا ہے یہ درجات بلند ہورہے ہیں الگ الگ منزلیں ہوتی ہیں میں اپنے بیان کو تمام کرتے ہوئے کہنا چاہتا ہوں آج محرم کی چھٹی تاریخ تمام ہوگئی ہے آج ساتویں محرم کی رات شروع ہوگئی ہے اس ساتویں محرم کی رات کو پورے

طور پر اگر آپ یاد رکھنا چاہتے ہیں تو یاد رکھئے کہ یہ رات وہ رات ہے جسکی صبح ہونے کے بعد حسینؑ کے کسی خیمے میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں تھا میں نے پیاس کے موضوع اور سبجکٹ پر جتنا کچھ پڑھا ہے اس کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ حسینؑ جب دو محرم کو کربلا میں پہنچے تھے اسی وقت ان کو فرات سے ہٹا کے نہر سے ہٹا کے دور رہنے پر مجبور کیا گیا تھا اس لئے کہ ابن زیاد نے حسینؑ کے آنے سے پہلے پلان بنایا تھا حسینؑ کو پیاسا رکھنا ہے حسینؑ کے شیروں کو پیاسا رکھنا ہے اور جب اس نے یہ دیکھ لیا تھا کہ مسلم ابن عقیلؑ کوفے کی گلیوں میں لڑ رہے ہیں اور دشمن ان پر قابو نہیں پاتا ہے پانچ سو سوار ایک مرتبہ جاتے ہیں دوسری مرتبہ پانچ سو سوار جاتے ہیں تیسری مرتبہ پانچ سو سوار جاتے ہیں تو اس نے اسی وقت کہا تھا یہ ایک مسلمؑ ہیں لیکن جب حسینؑ آئیں گے اور حسینؑ کے ساتھ حسینؑ کے شیر آئیں گے تو کیا ہوگا لہٰذا اس نے اسی دن طے کر لیا تھا ان کو پیاسا رکھے بغیر ان سے لڑائی جیتنا ممکن نہیں ہے میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا پہلے ہی دن حر کے ایک ہزار کا لشکر فرات کے کنارے اتر گیا ہے اور حسینؑ کے خیمے جلتی ہوئی زمین پر لگا دیئے گئے ہیں چار محرم کو پسر سعد چار ہزار کا لشکر لے کر آیا ہے اور دونوں کناروں پر نہر کے آدمی شانہ سے شانہ ملا کے بیٹھ گئے ہیں تا کہ کسی قیمت پر ایک قطرہ پانی حسینؑ کے خیموں تک نہ جانے پائے چار محرم کے بعد جب سات محرم آتی ہے تو یہ سات محرم وہ سات محرم تھی کہ جو خیموں میں بچا ہوا پانی تھا وہ بھی ختم ہو گیا تھا اب اصغرؑ بھی پیاسے تھے سکینہؑ بھی پیاسی تھیں اب جانور بھی پیاسے تھے اب بوڑھے بھی پیاسے تھے آپ کتابیں پڑھیں گے تو آپ کو اس میں یہ تذکرہ ملے گا کہ سات محرم کو جناب بریر پسر سعد کے پاس آتے ہیں اور آ کے کہتے ہیں اے پسر سعد میں حسینؑ کے خیموں سے آ رہا ہوں اور میں نے حسینؑ کے خیموں میں چھوٹے چھوٹے بچے دیکھے ہیں جو سب کے سب

پیاسے ہیں اور پسر سعد میں تجھے یہ بتانے کے لئے آیا ہوں کہ اگر ان چھوٹے چھوٹے بچوں کو یہ سات محرم کو کہہ رہے ہیں بریرؒ ان چھوٹے چھوٹے حسینؑ کے بچوں کو ابھی پانی نہیں مل گیا تو یہ پیاس سے مر جائیں گے دنیا میں زندہ نہیں رہیں گے اللہ جس بریرؒ کی نگاہ میں سات محرم کو بچے اتنے پیاسے تھے کہ ان کے لئے موت کا خطرہ تھا یہ بچے کتنے دن پیاسے رہے آٹھ کے دن بھی پیاسے رہے نو کے دن بھی پیاسے رہے دس کے دن بھی پیاسے رہے اور میں نے آج تک کسی کتاب میں نہیں پڑھا ہے کہ ان کو شام غریباں کو بھی کسی نے پانی دے دیا ہو نہیں پانی اگر کبھی ملا بھی ہے تو اتنا پانی کبھی نہیں ملا ہے کہ ان کی پیاس بجھ جائے انہوں نے سفر کیا ہے تو پیاس باقی رہی ہے یہ قید خانے میں رہے ہیں تو پیاس باقی رہی ہے میں آپ کو پیاس کی شدت اور تکلیف کو محسوس کرانے کے لئے ایک واقعہ یاد دلانا چاہتا ہوں وقت وہ ہے کہ اصحاب شہید ہو چکے ہیں بنی ہاشم شہید ہو چکے ہیں جناب عباسؑ شہید ہو چکے ہیں جناب عباسؑ سے پہلے ان کے بھائی شہید ہو چکے ہیں عونؑ و محمدؑ شہید ہو چکے ہیں قاسمؑ شہید ہو چکے ہیں سب شہید ہو چکے ہیں بس پورے خیموں میں تین مرد ہیں جو زندہ ہیں ایک حسینؑ ہیں جو زندہ ہیں ایک سید سجادؑ ہیں جو زندہ ہیں جنہیں غش پر غش آرہے ہیں اور تیسرے علی اکبرؑ زندہ ہیں جو باپ کے سامنے کھڑے یہ کہہ رہے ہیں بابا اب مجھے مرنے کی اجازت دے دیجئے امامؑ نے کہا جاؤ تمہاری پھوپھی زینبؑ نے تم کو پالا ہے۔ پہلے جا کے زینبؑ سے اجازت لو جب زینبؑ اجازت دے دیں گی تب میرے پاس آنا میں اجازت دوں گا جناب علی اکبرؑ تشریف لائے مقاتل کی کتابوں میں تذکرہ ملتا ہے کہ زینبؑ جب قریب آئیں کہا بیٹا میں نے کیا اٹھارہ سال تمہیں اسی لئے پالا تھا کہ آج تم کو خون میں ڈوبا ہوا دیکھوں۔ میں تمہیں کربلا کے میدان میں نہ جانے دوں گی۔ سکینہؑ بھی آ گئی ہیں ربابؑ بھی آ گئی ہیں ام کلثومؑ

بھی آ گئی ہیں ادھر سے دشمن آواز دیتا ہے حسینؑ آ ؤ یا کسی کو مقابلے کے لئے بھیجو علی اکبرؑ نکلنا چاہتے ہیں اور بیبیاں ان سے لپٹ جاتی ہیں ان کو نہیں جانے دیتی ہیں کبھی خیمے کا پردہ اٹھتا ہے اور کبھی خیمے کا پردہ گر جاتا ہے میں نے کسی کتاب میں نہیں پڑھا ہے لیکن میں اپنے تصور کی بنیاد پر کہتا ہوں کہ شاید جناب علی اکبرؑ نے شاید جناب علی اکبرؑ نے جناب زینبؑ سے یہ کہا ہو پھوپھی اماں اگر میں نہ جاؤں گا تو میرے بابا کو جانا پڑے گا اگر بابا شہید ہو گئے تو کل دادی میدان محشر میں پوچھیں گی زینبؑ تجھے حسینؑ نہیں پیارا تھا تمہیں علی اکبرؑ پیارا تھا تو زینبؑ سے جب علی اکبرؑ نے یہ کہا تو کہا بیٹا جاؤ میں تمہیں رخصت کرتی ہوں حسینؑ کا یہ جوان بیٹا رخصت ہوا ہے کتابوں کا فقرہ یہ ہے کہ اکبرؑ جب نکل رہے تھے تو بچے اس طرح رو رہے تھے بیبیاں اس طرح رو رہی تھیں جیسے معلوم ہوتا ہے گھر سے کوئی میت برآمد ہو رہی ہے کوئی جنازہ برآمد ہو رہا ہے حسینؑ کے پاس آئے اور آنے کے بعد کہا بابا مجھے کربلا کے میدان میں جانے کی اجازت دے دیجئے کہا بیٹا جاؤ مگر ایک کام کرو جب تک میرا اور تمہارا سامنا رہے تب تک تم مڑ مڑ کے مجھے دیکھتے جانا اکبرؑ تم صاحب اولاد نہیں ہو تمہاری شادی ابھی نہیں ہوئی ہے تمہیں نہیں معلوم ہے کہ بوڑھے باپ کے دل میں جوان بیٹے کے لئے کتنے جذبات ہوتے ہیں کہا جاؤ مجھے مڑ مڑ کے دیکھتے جانا آپ نے یہ بھی سنا ہے کہ جب اکبرؑ چلے ہیں تو پیچھے پیچھے دوڑتے ہوئے حسینؑ بھی آئے ہیں اور گر پڑے ہیں اکبرؑ نے گھوڑے کو روک کے ہاتھ جوڑے کہا بابا اب آپ واپس چلے جائیں خیمے کے پاس جا کے بیٹھ جائیں کہا اچھا جاؤ مجھے پلٹ پلٹ کے دیکھتے جانا تھوڑی دیر کے بعد کسی نے آ کے کہا اکبرؑ پلٹ کے آئے ہیں کیسے پلٹ کر آئے زخمی پلٹ کر کے آئے لڑ کر کے پلٹ کے آئے دشمنوں کو قتل کر کے پلٹ کے آئے اور آنے کے بعد کہا بابا۔ بابا اگر ایک گھونٹ پانی پینے کو مل جاتا کہ میرا جگر ٹھنڈا ہو جاتا

ذرا سا پانی مل جاتا تو میں اپنے ہتھیاروں پر چھڑک دیتا تو میں اس دشمن فوج کو بتاتا کہ حسینؑ بیٹا کیسا ہوتا ہے حسنؑ کا بھتیجہ کیسا ہوتا ہے حیدر کرارؑ کا پوتا کیسا ہوتا ہے مگر اس پیاس نے مجھے نڈھال کر دیا ہے حسینؑ نے کہا بیٹا اچھا ایک کام کرو اپنی زبان میرے منھ میں دے دو شاید تمہیں کچھ سکون مل جائے اکبرؑ نے زبان دی اور فوراً چہرہ ہٹالیا کہا بابا آپ کا منھ تو مجھ سے زیادہ خشک ہے آپ کی زبان تو مجھ سے زیادہ خشک ہے اس کے بعد ایک انگوٹھی دی کہ اسے منھ میں رکھو جاؤ تھوڑی دیر کے بعد تمہارے جد رسول اللہ تمہیں حوض کوثر سے سیراب کر دیں گے اللہ اکبر پلٹے کیسے پلٹے خود فرمایا ہے جگر پھٹا جاتا ہے ہتھیار لگے ہوئے ہیں جو گرم ہو گئے ہیں میدان سے جوان پلٹا ہے زخمی ہو کے پلٹا ہے جہاد کرتے ہوئے پلٹا ہے خون بہتا ہوا پلٹا ہے پیاس میں اور اضافہ ہو گیا ہے گئے علی اکبرؑ جا کے جہاد کرتے رہے اور جہاد کرتے کرتے دشمن نے ایک دشمن نے اکبرؑ کے سینے کا نشانہ لے کے نیزہ مارا اور ایسا نیزہ مارا جو کلیجے تک اتر گیا میں آپ کی خدمت میں بڑے درد کے ساتھ بڑے دکھ کے ساتھ اس فقرہ کو عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دشمن نے جب اپنا نیزہ واپس کھینچا تو نیزہ تو نکل آیا مگر نیزہ کا پھل ٹوٹ کے اکبرؑ کے کلیجے میں رہ گیا۔ اکبرؑ نے محسوس کیا اکبرؑ نے محسوس کیا چچا عباسؑ نے جب آواز دی تھی چچا عباس نے جب آواز دی تھی تو میں بابا کا بازو پکڑ کے لے گیا تھا اب تو میں بھی موجود نہیں ہوں کون مجھ تک میرے بابا کو لائے گا اکبرؑ جھکے گھوڑے کی گردن میں ہاتھ ڈال دیے گھوڑے کا رخ پھیر دیا مجھ کو خیمے تک پہنچا دے تاکہ میرے بابا کو نہ آنا پڑے لیکن اللہ کربلا کے بے حیا شقیوں نے جدھر سے گھوڑا اگزرتا تھا ادھر سے اکبرؑ پر تلوار پڑتی تھی یہاں تک کہ فقرہ یہ ہے کہ وقتلوہ حرباً حرباً ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جسم علی اکبرؑ کو ہاتھ چھوٹے زمین پر اکبرؑ گرے تو بلایا نہیں کہا بابا اکبرؑ کا آخری سلام لے لو۔ حسینؑ وہاں سے یہ کہتے

ہوئے چلے بیٹا تیرے جیسے بیٹے کے مر جانے کے بعد اب حسینؑ زندہ نہیں رہنا چاہتا ہے میں نے مجلس تمام کی میری بیٹیو! میری بہنو! میرے بچو! اور میرے بھائیو! مجلس کا آخری فقرہ سنو مجلس تمام کرنا چاہتا ہوں حسینؑ اکبرؑ تک آ گئے کلیجہ سے نیزے کا پھل نکال لیا خون ابلا اکبرؑ نے دم توڑا اکبرؑ دنیا سے گزر گئے مگر گزرنے سے پہلے آواز دی تھی کہ بابا آخری سلام لے لیجئے تو یہ بھی کہا کہ رسول جام کوثر لے کے میرے جدّ آ رہے ہیں اور آواز دے رہے ہیں ایک جام کوثر میں نے حسینؑ کے لئے بھر کے رکھا ہے ان سے بھی کہہ دو کہ جلدی آئیں اکبرؑ دم توڑ چکے بیٹا قربانی دے چکا اب باپ کا امتحان ہے لاش کو اٹھائیں تو کیسے اٹھائیں لاش ٹکڑے ٹکڑے ہے۔ سر سنبھالتے ہیں تو سینہ نہیں سنبھلتا۔ سینہ سنبھالتے ہیں تو ہاتھ نہیں سنبھلتے ہاتھ سنبھالتے ہیں تو پیر نہیں سنبھلتے اکبرؑ کی لاش کو اٹھا کر حسینؑ نے چاہا کہ خیمے تک لے جائیں بڑی کوشش کی بڑی محنت کی بڑا سخت امتحان دیا جب لاش نہیں سنبھلی تو یہ چاہا کہ گھوڑے کی زین پر رکھ دیں تا کہ اس کے سہارے لاش لے جائیں جب یہ بھی ممکن نہ ہو سکا کہ گھوڑے کی زین تک لاش پہنچ سکے ایک مرتبہ جلتی ہوئی ریت پر لاش علی اکبرؑ رکھ دی خیمے کا رخ کیا اور آواز دی بنی ہاشم کے چھوٹے چھوٹے بچو! اب آؤ تمہارے بھائی اکبرؑ کی لاش نہیں اٹھتی ہے چھوٹے چھوٹے بچے جو پیاسے تھے وہ نکلے اکبرؑ کی لاش کا سہارا دینے کیلئے لاش آئی خیمے کے پاس رکھی گئی زینبؑ نکلیں اور اپنے کو گرا دیا اے میرے لال میں نے تم کو خون میں ڈوبا ہوا دیکھا۔

”سَيَعلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا اَىَّ مُنقَلَبٍ يَّنقَلِبُونَ“

☆☆☆

مجلس

(۸)

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

روزانہ میں آپ کی خدمت میں اپنا بیان اسی سورہ عصر کی تلاوت سے شروع کرتا ہوں جس میں پروردگار عالم نے یہ بات ہمیں بتائی ہے کہ زمانے کی قسم زمانے میں سارے پائے جانے والے انسان گھاٹے میں ہیں اس نقصان سے صرف وہ لوگ بچ سکیں گے جو ایمان لائیں گے صرف ایمان لانے پر اکتفا نہیں کریں گے بلکہ نیک اعمال بھی بجالائیں گے اور خود نیک اعمال کرنے اور مومن بننے کے ساتھ میں اپنی سوسائٹی کو مومن اور نیک اعمال والا بنانے کے لئے برابر ایک دوسرے سے کہتے رہیں گے کہ حق پر چلو اور حق کی راہ میں جو تکلیفیں ہوں ان پر صبر کرو۔ میں پچھلے کئی دنوں سے آپ کے سامنے اس تذکرہ کو پیش کررہا ہوں کہ گھاٹے سے نقصان سے بچنے کی پہلی شرط ہے ایمان لانا اور ایمان شروع ہوتا ہے خدا کے ماننے سے صرف خدا کا مان لینا کافی نہیں ہے بلکہ جیسا خدا ہے ویسا خدا کا ماننا ایک

لفظ جو میں نے آپ کے سامنے کہا ہے یہ بڑا قیمتی ہے مان لینا کافی نہیں ہوتا ہے جو جیسا ہے اسے ویسا مانئے تب بات ہوتی ہے مثال کے طور پر مسلمان اور کرسچین دونوں جناب عیسیٰ کو مانتے ہیں لیکن ایک وہ ہے جو اللہ کا بیٹا مانتا ہے ایک وہ ہے جو اللہ کا بندہ مانتا ہے۔ اللہ کا بیٹا ماننے والا دوزخ میں جائے گا اللہ کا بندہ ماننے والا جنت میں جائے گا تو معلوم ہوا کہ خالی جناب عیسیٰ کا ماننا کافی نہیں ہے جیسے عیسیٰ ہیں ایسے مانے جائیں۔ اسی کی دوسری مثال آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ مولائے کائنات امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہما الصلوٰۃ والسلام کو نہ ماننے والا جنت کی بو نہیں سونگھ سکتا ہے علیؑ کا نہ ماننے والا سوائے دوزخ کے اس کا ٹھکانہ کہیں نہیں ہے لیکن صرف علیؑ کا ماننا کافی نہیں ہے جیسے علیؑ ہیں ویسے علیؑ کو ماننا ہے اس کی دوسری مثال آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم بھی علیؑ کو مانتے ہیں اور نصیری بھی مولائے کائناتؑ کو مانتے ہیں لیکن جیسے جناب عیسیٰؑ کو اللہ کا بیٹا ماننے والا دوزخ میں جائے گا اور بندہ ماننے والا جنت میں جائے گا ویسا ہی مولائے کائناتؑ کو امام ماننے والا جانشین پیغمبرؐ ماننے والا ولی خدا ماننے والا حجت خدا مانئے والا اولوالامر ماننے والا یہ سارے فضائل کا ماننے والا یہ جنت میں جائے گا لیکن علیؑ کو وہی مانے گا جو بندۂ خدا ماننے کے بعد ان کمالات کو مانے گا لیکن نصیری جو خدا مان رہے ہیں وہ خدا ماننے ہی کی بنا پر دوزخ میں جائیں گے تو معلوم یہ ہوا کہ علیؑ کو ماننا کافی نہیں ہے جیسے علیؑ ہیں ویسے علیؑ مانے جائیں۔ میں مزید وضاحت نہیں کروں گا اس لئے کہ جس سلسلہ کو میں نے کئی دنوں سے شروع کر رکھا ہے اسے آج مجھے مکمل کر دینا ہے لیکن اس لفظ کو چاہتا ہوں کہ آپ پورے طور پر اپنے دل و دماغ میں جگہ دے دیں کہ ماننا کافی نہیں ہوتا ہے جو جیسا ہے اسے ویسا ماننا چاہئے اگر جاہل ہے تو جاہل ماننا چاہئے عالم ہے تو عالم ماننا چاہئے بہادر ہے تو بہادر ماننا چاہئے بزدل ہے

بزدل ماننا چاہئے حقدار ہے حقدار ماننا چاہئے ناحق ہے غاصب ہے چھیننے والا ہے غاصب ماننا چاہئے یعنی ماننا کافی نہیں ہے جو جیسا ہے اسے ویسا مانا جائے۔ میں نے ابھی آپ کے سامنے کہا کہ نصیری اس لئے دوزخ میں جائیں گے کہ وہ علیؑ کو مانتے ہیں مگر ویسا علیؑ کو نہیں مانتے ہیں جیسے علیؑ ہیں علیؑ بندۂ خدا ہیں خدا نہیں ہیں ویسے ہی کبھی اگر نمبر نگ کی بات آجائے تو اگر مولائے کائنات امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہما الصلوٰۃ والسلام۔۔ نہیں پہلے یہ طے کیجئے کہ علیؑ کا نام سننے کے بعد صلوات پڑھنا چاہئے کہ نہیں پڑھنا چاہئے۔۔

میں بغیر وضاحت کے ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ اگر کبھی نمبر نگ کی بات آجائے کہ علیؑ کو پہلا مانیں کہ دوسرا مانیں تیسرا مانیں کہ چوتھا مانیں کہ پانچواں مانیں کہ چھٹا مانیں تو وہاں بھی یہ بات یاد رکھنا چاہئے کہ ماننا کافی نہیں ہوگا جیسی علیؑ کی حیثیت ہے ویسا علیؑ کو ماننا ہوگا۔ کسی کو اگر یہ خیال ہو کہ ہم مانتے تو ہیں ہی نہیں ماننا کافی نہیں ہے علیؑ کو امام اول جو مانے گا وہی جنت تک پہنچے گا میں اس سلسلہ میں آخری ایک جملہ کہہ کے اپنے سبجکٹ اور موضوع کی طرف بڑھنا چاہتا ہوں لیکن آپ متوجہ رہیں گے اس دنیا میں بہت سے ہیں جو خدا کو نہیں مانتے ہیں جو نبیؐ کو نہیں مانتے ہیں جو علیؑ کو نہیں مانتے ہیں لیکن جب ذکر شہادت حسین ابن علی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوتا ہے تو وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم حسینؑ کو مانتے ہیں تو حسینؑ کو ماننا کافی نہیں ہے جیسے حسینؑ ہیں ویسا حسینؑ کو ماننا ہے اگر کوئی حسینؑ کو امامؑ نہیں مانتا ہے اور تیسرا امامؑ نہیں مانگتا ہے اور کچھ بھی مانتا ہے تو اسکی نجات ہونے والی نہیں ہے یہ ایک فطری اصول ہے جسے میں نے آپ کے سامنے رکھا ہے کہ اگر ماننا ہے تو جو جیسا ہے اسے ویسا مانو والعصران الانسان لفی خسر زمانے کی قسم ہر انسان گھاٹے اور نقصان میں ہے صرف وہ لوگ بچیں گے الاالذین آمنواوعملواالصالحات گھاٹے سے

وہ لوگ بچیں گے جو ایمان لائیں گے جو عمل صالح بجالائیں گے جو سوسائٹی کو نیک بنانے کے لئے حق پر چلنے اور صبر کرنے کی وصیت کرتے رہیں گے تو ایمان شروع ہوتا ہے اللہ سے اللہ کا مان لینا کافی نہیں ہے جیسا اللہ ہے ویسا اللہ کو ماننا خدا کو کیسا ماننا چاہئے خدا نام ہے۔ خدا نام ہے اس ذات کا اللہ نام ہے اس ذات کا جس میں سارے کمالات جمع ہیں کوئی کمال ایسا نہیں ہے جو ذات خدا میں پایا نہ جاتا ہو اور کوئی عیب کوئی نقص کوئی کمزوری اللہ کی ذات میں نہیں پائی جاتی ہے بس کوئی نقص کوئی عیب اللہ کی ذات میں نہیں پایا جاتا ہر کمال اس کی ذات میں پایا جاتا ہے اسی کا نام ہے عدل۔ عدل یعنی صفات باری کی اہم ترین صفت۔ اگر میری پچھلی تقریریں آپ کے ذہنوں میں محفوظ ہیں تو میں نے یہ آپ کے سامنے کہا تھا کہ آج کی دنیا میں مذہب سے ہٹانے کے لئے جو سب سے آسان ترین جس میں کشش بھی پائی جاتی ہے وہ راستہ یہی ہے کہ نو جوانوں کو سمجھایا جاتا ہے کہ خدا ہوتا تو ساری دنیا میں لوگ برابر آرام سے نہ ہوتے ایک لکھنے والے نے لکھا ہزاروں سال ہو گئے ہیں خدا کو پیدا کئے ہوئے اس دنیا کو اور اب تک یہ خدا اس دنیا کو ٹھیک نہیں کر پایا اگر اللہ کے علاوہ کسی اور نے اسی دنیا کو بنایا ہوتا تو کم از کم اتنے ہزار سال میں تو اسے ٹھیک کر لیا ہوتا کہ اس میں آرام ہی آرام ہوتے اس میں تکلیف نہیں ہوتی۔ میں اس لکھنے والے سے فقط اتنی سی بات کہنا چاہتا ہوں تمہیں خبر نہیں ہے اللہ نے ہزاروں سال ہوئے ایک چیز بنا دی ہے جس میں سب ٹھیک ہی ٹھیک ہے جس میں خرابی ہے ہی نہیں جس میں تکلیف ہے ہی نہیں اس کا نام ہے جنت۔ یعنی خدا نے جنت پیدا کر کے یہ بتایا کہ اگر مجھے ہی پیدا کرنا ہو تو جس کو میں بناؤں گا اس میں سب ٹھیک ہی ٹھیک ہو گا پھر پالنے والے اس دنیا میں خرابیاں کہاں سے پیدا ہو گئی ہیں اسی پہ میں نے آپ کے سامنے عرض کیا ہے کہ خرابیوں کا سبب انسان ہے اس

لئے کہ انسانوں کو خداوند عالم نے ان کے کاموں میں ان کے کام کی حد تک ان کے عمل کی حد تک آزادی دے دی ہے تو میں اپنی پچھلی تقریروں میں سے بہترین اہم ترین جن کا خلاصہ جو ہے آپ کے سامنے ایک مرتبہ عرض کرنا چاہتا ہوں تا کہ آج اس سلسلۂ عدل کو اس مسئلۂ عدل کو مکمل کردوں ایک مرتبہ درود بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر۔۔اس سے بہتر درود بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر۔

میں پچھلی تقریروں میں بڑی تفصیل کے ساتھ یہ کہہ چکا ہوں کہ ظلم ہو جھوٹ ہو کوئی برائی ہو کسی میں اگر پائی جاتی ہے تو اسکی تین وجہیں ہوتی ہیں یا وہ جانتا نہیں ہے لہٰذا برائی کرتا ہے یا لالچ ہوتی ہے لہٰذا برائی کرتا ہے یا خوف ہوتا ہے لہٰذا برائی کرتا ہے۔اللہ کی ذات میں تینوں باتیں نہیں پائی جاتی ہیں نہ وہ جاہل ہے نہ وہ لالچی ہے نہ وہ خوف زدہ ہے وہ تو قادر مطلق ہے لہٰذا جب اسباب نہیں پائے جاتے ہیں تو برائی بھی نہیں پائی جائے گی دوسری بات جو میں نے آپ کے سامنے کہی ہے کہ انسان اس میں جو کام ہیں ان کی تین قسمیں ہیں کچھ کام ہیں جو فقط اللہ کرتا ہے جیسے موت اور پیدائش کچھ کام ہیں جس میں کچھ کام بندے کرتے ہیں کچھ اللہ کرتا ہے جیسے کھیتی ہم کرتے ہیں دانہ وہ پیدا کرتا ہے اور بقیہ کچھ کام ایسے ہیں جسے ہم انسان ہی کرتے ہیں ہمارے علاوہ کوئی نہیں کرتا ہے انسانوں نے جتنے اچھے یا برے کام کئے ہیں وہ اس لئے کہ اللہ نے ان کو آزادی دے دی ہے یہ وہ تفصیل ہے ڈیٹیل ہے جو میں سنا چکا ہوں مگر ایک لفظ مجھے آپ کے سامنے کہنا ہے بہت سے مسلمان ہوتے ہیں جو یہ کہتے ہیں نہیں آدمی کچھ کر ہی نہیں سکتا ہے جو کچھ کرتا ہے وہ وہی کرتا ہے جو خدا چاہتا ہے تو یہ بات کہاں تک چلے گی ہم نے نماز پڑھی خدا نے چاہا تھا ہم نے روزہ رکھا خدا نے چاہا تھا ہم نے کسی کا حق ادا کر دیا خدا نے چاہا تھا اب تصویر کا دوسرا رخ بھی تو آئے گا جب ہم جھوٹ بولے یعنی خدا نے چاہا تھا جب

ہم نے کسی کا حق چھین لیا خدا نے چاہا تھا تو یہ نہیں اور جو دلیل ہے وہ بھی سن لیجئے اس لئے کہ پھر سے اس مجلس سے نکلنے کے بعد آپ کو سننے کا موقع ملے تو شبہ نہ پیدا ہونے پائے ذہن کے اندر جواب موجود رہے بڑی پرزور دلیل لاتے ہیں یہ لوگ اور وہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ جانتا ہے کہ کون کون آدمی کیا کیا کرے گا۔ اللہ کو ہر چیز کا علم ہے خدا جانتا تھا کہ حسینؑ سخت ترین امتحان کی منزلوں سے گزریں گے اور خدا جانتا تھا کہ یزید برائی کی انتہائی منزلوں سے گزرے گا تو اب اگر یزید برا نہ بنتا تو خدا کا علم غلط ہو جاتا اگر حسینؑ اچھے نہ بنتے تو خدا کا علم غلط ہو جاتا چلئے اتنی بات آسان ہے چلئے حسینؑ اچھے اس لئے بن گئے کہ اللہ کا علم غلط نہ ہو جائے لیکن یزید یزید اس لئے بنا تا کہ وہ خدا کے علم کو صحیح ثابت کرنا چاہتا تھا یعنی یزید یزید ہو کے اس نے معاذ اللہ خدا پر کوئی احسان کیا۔ بہت بڑا مسئلہ ہے جو اس کی طرف موڑ دیا جاتا ہے مگر ایک سکنڈ میں حل ہوگا انشاء اللہ اگر آپ توجہ دے دیں۔ ایک پُر جوش صلوات بھیج دیں محمدؐ و آل محمد علیہم السلام پر۔

اردو میں ایک لفظ بولا جاتا ہے لہٰذا اس لہٰذا کا کام یہ ہے کہ اس کو جہاں چاہئے چپکا دیجئے اور جہاں چپکا دیجئے گا وہیں دلیل بن جائے گی اگر کسی صحیح یا غلط بات کو دلیل بناتا ہو اس کے ساتھ لہٰذا چپکا دیئے دلیل بن جائے گی میں ابھی آپ کے سامنے مثال پیش کرتا ہوں اور اسی میں تبدیلی لاؤں گا بس آپ پہچان لیں گے یہ کہنے والے کیا کہتے ہیں یہ کہنے والے یہ کہتے ہیں کہ چونکہ خدا جانتا تھا کہ یزید برائی کرے گا لہٰذا یزید برائی کرنے پر مجبور ہے بزرگ معاف کریں گے ان کے لئے دوہرانے کی ضرورت نہیں ہے لیکن میں اپنی بیٹیوں اور بچوں کے لئے سنانا چاہتا ہوں ان کے کہنے کا مطلب کیا ہے خدا جانتا تھا کہ یزید برائی کرے گا لہٰذا یزید برائی کرنے پر مجبور ہے اب میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں اسپتال میں ہم

ایک مریض لے کر کے گئے ڈاکٹر نے کہا اسے گھر لے جاؤ یہ بہتر گھنٹے میں مرجانے والا ہے ہم ایک لائیر کے پاس ایک کیس لے کے گئے کہا یہ کیس ہم نہیں لیں گے تم ہارنے والے ہو تم کو سزا ہونے والی ہے۔ اچھا ہم کیس لے کے گئے ہار گئے سزا ہوگئی مریض بہتر گھنٹے کے بعد مرگیا۔ جب مریض بہتر گھنٹے کے بعد مرگیا تو ہم ڈاکٹر سے لڑنے کے لئے گئے کہ چونکہ تم نے کہا تھا کہ مرجائے گا لہٰذا مرگیا دیکھا آپ نے لہٰذا چونکہ تم نے کہا تھا کہ مرجائے گا لہٰذا مرگیا اور لائیر سے ہم نے کہا اتنا ہم کو جرمانہ ہوا ہے وہ تم ہم کو دو چونکہ تم نے کہا تھا کہ کیس ہار جاؤ گے لہٰذا ہم ہار گئے بتایئے دنیا میں ایسے پاگل کہیں ہم کو ملیں گے اگر نہیں ملیں گے تو اس میں خرابی کیا ہے اس میں خرابی یہ ہے کہ چونکہ ڈاکٹر نے کہا تھا کہ مرجائے گا لہٰذا مرگیا ہے یہ غلط ہے مرنے والا تھا لہٰذا ڈاکٹر نے کہا کہ مرجائے گا لائیر کے کہنے پر نہیں ہم کیس ہار گئے ہیں چونکہ کیس ہارنے والا تھا لہٰذا لائیر نے کہا اب آپ نے پہچانا کہ لہٰذا کی جگہ بدل دیجئے تو دلیل صحیح ہو جائے گی اور لہٰذا کی جگہ غلط کر دیجئے تو دلیل غلط ہو جائے گی یہ کہنے والے یہ کہتے ہیں یزید نے برائی اس لئے کی کہ خدا جانتا تھا کہ برائی کرے گا لہٰذا یزید نے برائی کی۔ نہیں یہ بات نہیں ہے۔ یزید برائی کرنے والا تھا لہٰذا خدا جانتا تھا۔ تو جیسے ڈاکٹر کا علم جیسے لائیر کا علم واقعہ کی خبر دیتا ہے کسی کے عمل کو مجبور نہیں کرتا ہے ویسے ہی خدا کے پاس سارا علم ہے لیکن بندوں کو اس نے آزادی دے دی ہے ایک صلوات بھیج دیں محمدؐ وآل محمدؐ پر۔

اب اس کے بعد۔ دو باتیں میں نے کہیں کہ جتنی برائی کے سبب ہوتے ہیں جہالت وہالت وہ خدا میں نہیں ہے اس دنیا میں برائی جتنی ہیں وہ خدا کے کاموں میں برائیاں نہیں ہیں بلکہ برائیاں انسانوں کے کاموں میں ہیں تیسری بات جو میں نے کل بڑے تفصیل کے ساتھ بیان کی اسے ایک جملے میں دہرانا چاہتا

ہوں کہ ہم جسے برائی سمجھتے ہیں جسے اچھائی سمجھتے ہیں یہ صحیح نہیں ہوتا ہے اکثر ہمارا فیصلہ اس لئے کہ ہم جہاں تک دیکھتے ہیں وہاں تک کہتے ہیں یہ اچھا ہے یا برا ہے لیکن خدا کے پاس علم کامل ہے وہ جانتا ہے کیا اچھا ہے کیا برا ہے اور آخری بات جو کل میں نے کہی تھی وہ یہ کہی تھی کہ خدا کی طرف سے مصیبت ضرور آسکتی ہے اور یہ دنیا میں جتنا مذہب کے خلاف عدل الٰہی کے ذریعہ لوگوں کو بھڑ کایا جاتا ہے اسکی بنیاد یہی ہے یہ آرام سے ہے وہ تکلیف میں ہے یہ بیمار ہے یہ بھوکا ہے یہ پیٹ بھرا ہے اللہ عادل کہاں ہے تو پہلے یہ طے کر لیجئے کہ خدا برائی تو نہیں کرے گا شر تو نہیں کرے گا مگر مصیبت دے سکتا ہے تکلیف دے سکتا ہے بلا دے سکتا ہے آپ چاہے جو بھی لفظ استعمال کریں میں ایک ہی لفظ استعمال کروں گا یعنی خدا کی طرف سے بلا آسکتی ہے اب یہ طے کرنا ہے کہ بلا آنا عدل کے مطابق ہے یا عدل کے خلاف ہے یہ آخری پوائنٹ ہے اسے آپ سن لیں اور یہ موضوع ختم ہو جائے ایک صلوات بھیج دیں محمدؐ وآل محمدؐ پر۔

میں آہستہ آہستہ اپنے بیان کو آگے بڑھاؤں گا تا کہ میرے بچے بھی میری بیٹیاں بھی اس کو سمجھ سکیں وہ یہ کہ دکھ ہو یا کہ تکلیف یا بلا یہ ہر جگہ بری ہی چیز ہے یا کبھی اچھی چیز بھی ہے ہم میں ہر سمجھدار آدمی ایکسرسائز کرتا ہے اور ہر ماں ہر باپ اپنی اولاد سے یہ کہتی ہے کہ تم ایکسرسائز کرو ایکسرسائز کرو تا کہ تمہاری ہیلتھ اچھی رہے آرام سے بیڈ پر لیٹے ہیں اس کے بجائے سڑک پر دوڑتے چلے جا رہے ہیں تکلیف میں آئے کہ نہیں آئے ایکسرسائز میں تکلیف ہوتی ہے یا نہیں ہوتی ہے پولیس میں بھرتی ہو گئے آرمی میں بھرتی ہو گئے وہاں پریڈ ہو رہی ہے ادھر برف باری ہو رہی ہے ادھر یہ ہیں کہ جو ٹائم ہے اس پر پریڈ ہو رہی ہے اگر ہم جیسے کہیں ویسے کھڑے ہو جاؤ ہاتھ اوپر اٹھالو اٹھالو گرادو گرادو پھیلا دو پھیلا دو قدم آگے رکھو قدم آگے رکھو یعنی جو کہتے جائیں وہ کرتے جائیں آرمی اور پولیس کی نوکری کے بعد پریڈ میں کسی

کو اعتراض نہیں ہوتا ہے اللہ کی نماز میں بڑے سوالات ہیں یہ سجدے میں جانا کیوں یہ رکوع میں جھکنا کیوں ہے یہ تشہد میں بیٹھنا کیوں ہے یہ پریڈ میں تو نہیں پوچھتے جو چند ٹکڑے روٹیوں کے دیتے ہیں اگر ان کو حق ہے پریڈ کرانے کا تو جو رازق ہے جو خالق ہے جو مالک ہے جو جنت دینے والا ہے اگر وہ جنت دینے کے لئے عبادتیں رکھ رہا ہے تو ہم کو حق سوال و اعتراض نہیں ہونا چاہئے میں نے آپ کے سامنے یہ مثال رکھی ہم ایکسرسائز میں خود اپنے آپ کو تکلیف دیتے ہیں اسکولوں میں کالجوں میں آرمی میں پولیس میں تکلیف دینے ہی کے لئے پریڈ ہوتی ہے کیوں اس لئے کہ کبھی لڑائی میں اگر مشکل پیش آئے گی تو اگر یہ آج مشکل کے عادی نہیں بنیں گے تو کیسے کام چلے گا اور اگر یہ بات یاد ہے تو میں اپنے بھائیوں سے اور اپنی بہنوں سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں اللہ کے پاس روزی گھٹ نہیں جاتی وہ جو گیارہ مہینے کے بعد بارہویں مہینے میں روزہ رکھواتا ہے تو وہ اس لئے نہیں ہے کہ اس کے پاس روزی گھٹ جاتی ہے اس لئے کہ اگر گھٹ جاتی ہوتی تو جو روزہ نہیں رکھتے ہیں انکی وجہ سے اس کو پریشانی تو ہوتی لیکن روزہ نہ رکھنے والے روزہ نہیں رکھتے ہیں تو اس کا سبب یہ نہیں ہے کہ معاذ اللہ روزی گھٹ جاتی ہے نہیں تمہارے سامنے کھاتا رہے تمہارے سامنے پانی رہے مگر تم میرا حکم مان کر کے ایکسرسائز کرتے رہو اپنی روح کے اندر کہ ہمارے دل میں خواہش پیدا ہوگی مگر حکم خدا نہیں ہے لہٰذا عمل نہیں کریں گے جب مہینہ بھر روزہ رکھو گے تو اس ایکسرسائز سے مزاج بن جائے گا دل کی خواہش پر عمل نہیں کرنا ہے مالک کے حکم پر عمل کرنا ہے اب نامحرم کا چہرہ آئے گا آنکھیں بند کرلو گے اب مال حرام ملے گا ہاتھ سے پھینک دو ماں باپ کے سامنے جاؤ گے سر جھکا کے کھڑے ہو جاؤ گے اس لئے کہ دل کی خواہش کے خلاف حکم خدا کے سامنے جھکنے کا مزاج پیدا ہوگیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ روزہ ایک ایک کر کے نہیں

رکھوایا جاتا ہے روزہ ایک ساتھ ایک مہینے کا ہے۔لوگ کبھی کبھی یہ بھی پوچھا کرتے ہیں یہ ایک مہینے کے روزے کی کیا ضرورت ہے تو فرض کیجئے ہم دوڑے پانچ سو میٹر دوڑے تو ہم نے کہا کہ ایسا کرو کہ اس پانچ سو میٹر کو دس دس میٹر کرکے دوڑلو تو اگر دس دس میٹر کرکے ہم دوڑیں گے تو دوڑنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا جسم میں اگر طاقت پیدا کرنا ہے تو پانچ سو میٹر ایک ساتھ دوڑنا پڑے گا معلوم ہوا کہ ورزش میں ایکسر سائز کا اصول یہی ہے کہ اتنی دیر تک وہ کام ہوتا رہے کہ طاقت پیدا ہو جائے قوت برداشت پیدا ہو جائے ایک ایک روزے میں وہ مزاج نہیں پیدا ہوتا ہے ایک مہینے کے روزے میں مزاج پیدا ہو جاتا ہے دل کی خواہش پر عمل نہیں کرنا ہے حکم خدا پر عمل کرنا ہے مثالیں آپ نے محسوس کیں کہ ہم خود اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالتے ہیں نوکری کے لئے ہم تکلیف میں۔ یہاں جتنے بیٹھے ہیں میں کسی کے لئے نہیں سوچ سکتا ہوں کہ وہ بے نمازی ہوگا لیکن اگر کوئی بے نمازی ہے تو اس سے مجھے یہ پوچھنا ضرور پڑے گا کہ آپ اگر بے نمازی ہیں تو جب سردی ہوتی ہے برف باری ہوتی ہے ڈیوٹی پر جاتے ہیں کہ نہیں جاتے اس کے لئے وجہ یہ نہیں ہے کہ ہمارے لئے نماز میں زحمت ہے ہم نے ابھی خدا کی عظمت کو نہیں پہچانا ہے اس مقصد کو نہیں پہچانا ہے جس کے لئے حسینؑ نے کربلا میں اپنے سارے ساتھیوں اور پیاروں کو قربان کردیا۔ میں مثالوں کو اور آگے بڑھانا چاہتا ہوں۔ مثالوں کو اور آگے بڑھانا چاہتا ہوں کہ تکلیف ہر جگہ جرم ہے یا تکلیف کبھی ہنر ہے میں اس سلسلہ کا ایک واقعہ لکھنؤ کا سنانا چاہتا ہوں اور یہاں انڈیا پاکستان والے بھی جمع ہیں بات پہچان جائیں گے پتنگ اڑائی جاتی ہے پتنگ اتفاق سے مجھے زندگی میں اڑانے کا موقع نہیں ملا مگر یہاں تو بہت سے بیٹھے ہوں گے جن کو۔۔ اچھا کھیل کا مزاج یہی ہے وہ پتنگ ہو یا کرکٹ ہو یا کوئی بھی ہو کھیل کا مزاج یہ ہے کہ جو کھیلنے لگتا

ہے نہ پھر اسے ٹائم کا خیال رہتا ہے نہ اسے کام کا خیال رہتا ہے وہ سب چیزیں بھول جاتا ہے تو جب کھیل اس منزل میں آجائے کہ انسان کے ٹائم اور وقت اور انرجی کو برباد کرنے لگے تو خدا اس کھیل کو لہو ولعب قرار دے کر حرام کر دیتا ہے اور جب کھیل ایکسرسائز اور ورزش کی حد تک رہتا ہے تب تک خدا اسے حلال قرار دیتا ہے کتنا کھیل حلال ہے اس کو اگر دیکھنا ہے تو آج ایران کی اسلامی حکومت میں دیکھئے اور کتنا کھیل حرام ہے اسے فقہ کی کتابوں میں دیکھئے تو میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا یہ چاہتا تھا کہ ایک صاحب تھے وہ سخت گرمی مئی جون کی گرمی جب لو چلا کرتی تھی گرم ہوا اس میں دھوپ میں کوٹھے کے اوپر چھت پہ کھڑے ہوئے پتنگ اڑا رہے تھے اندر روم میں ٹھنڈک میں باپ بیٹھا ہے اس کا دل بےچین ہے کہ ہمارا لڑکا دھوپ میں کھڑا ہے پھر نکل کے آئے کہا بیٹا دھوپ ہے پھر اڑا لینا پتنگ آ کے اندر بیٹھ جاؤ کہا بابا آتے ہیں ذرا یہ ایک اور لڑا لیں بڈھا پھر اندر چلا گیا لیکن اسے چین نہیں ہے اس لئے کہ وہ خود اندر ہے اور کلیجہ کا ٹکڑا جو ہے وہ دھوپ میں ہے پھر نکل کر آئے کہا چلو اندر آؤ بہت دھوپ ہے بہت مرتبہ کہا مگر کھیل میں کہاں بات یاد رہتی ہے بڈھا سمجھدار تھا دو تین مہینے ہوئے کہ اس صاحبزادے کا ایک بچہ پیدا ہوا تھا یعنی ان بڈھے کا پوتا انہوں نے ایک مرتبہ بہو سے بیٹے کی بیوی سے بچہ مانگا اور اسے لے کے آئے دھوپ میں کھڑے ہو گئے ادھر چھت پہ وہ پتنگ اڑا رہے ہیں ادھر دادا پوتے کو لئے کھڑے ہیں یہ بھی ان کے کلیجے کا ایک ٹکڑا ہے وہ کلیجے کا ٹکڑا ہے یہ کلیجے کے ٹکڑے کا ٹکڑا ہے ایک مرتبہ پتنگ اڑاتے اڑاتے انہوں نے دیکھا کہا بابا یہ کیا کر رہے ہو ارے دھوپ ہے چھوٹا بچہ ہے پریشان ہو جائے گا پیاسا ہو جائے گا بیمار ہو جائے گا کہا نہیں اطمینان رکھو میں تھوڑی دیر میں لے جاؤں گا کہا نہیں بابا بالکل لے جایئے کہا دیکھو میں اس کو اسی لئے لایا ہوں کہ تم میرے بیٹے ہو

یہ تمہارا بیٹا ہے میں تمہارے دل میں احساس پیدا کرنا چاہتا تھا کہ تم دھوپ میں ہو میں سائے میں ہوں تو مجھے کتنی تکلیف ہے تم اسے محسوس نہیں کرتے تھے تو میں تمہارے بچے کو دھوپ میں اس لئے لایا کہ تم پہچانو کہ میرے دل کی تکلیف کیا ہے اب آپ یہ بتایئے کہ دادا نے یہ کام صحیح کیا یا غلط کیا تو معلوم یہ ہوتا ہے کہ اگر ایک دادا کو اپنے بیٹے کو دھوپ سے بچانے کے لئے تھوڑی دیر کے لئے اس کے بیٹے کو اپنے پوتے کو دھوپ میں لانا پڑتا ہے۔ خدائے رحمان کو بھی حق ہے کہ جن مومن بندوں سے محبت کرتا ہوان کو بلاؤں میں مبتلا کرے تاکہ گناہ چھوڑ دیں توبہ کریں اور جنت کے راستے پر آجائیں صلوات بر محمدؐ وآل محمدؐ۔

اور میں اس سلسلہ کی جو اہم ترین اور سب سے اہم پوائنٹ جو آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ بیماری بھی تکلیف ہے غریبی بھی تکلیف ہے درد، سردی، گرمی سب تکلیفیں ہیں نہ۔ لیکن ایک دن میں نے آپ کو سنایا بھی تھا اور آج اسکو پھر یاد دلانا چاہتا ہوں کہ سب سے بڑی تکلیف ہے موت میں نے ایک دن پیغمبرؐ کی ایک حدیث سنائی تھی کہ پیغمبرؐ نے کہا کہ آدمی کے سامنے جب موت آتی ہے تو وہ دنیا کی ساری بلائیں سارے دکھ ساری تکلیفیں بھول جاتا ہے اب یہ طے ہو جائے کہ موت کون بھیجتا ہے۔ خدا۔ یہ کام بندے کا تو نہیں ہے خدا ہی کا ہے نہ۔ تو موت بھیجنا شر ہے یا خیر ہے موت حق ہے یا ناحق ہے پہلے یہ طے ہو جائے پھر طے ہو جائے گا کہ خدا کے سارے کام جو ہیں وہ خیر ہی خیر ہوتے ہیں۔ بڑا خطرناک موضوع ہے لیکن انشاءاللہ آپ پانچ منٹ توجہ دیں گے اور بالکل اطمینان سے سن لیں گے اللہ نے قرآن مجید میں جگہ جگہ اعلان کیا ہے اللہ وہ ہے جس نے موت کو بھی پیدا کیا ہے اور جس نے حیات کو بھی پیدا کیا ہے یعنی وہ اپنے کو زندگی کا پیدا کرنے والا بھی کہتا ہے اور موت کا پیدا کرنے والا بھی کہتا ہے تو اگر زندگی دینا خدا کا کام

ہے اور وہ اچھا کام ہے تو جتنا اچھا کام زندگی دینا ہے اتنا ہی اچھا کام موت دینا ہے ہم سب یہاں زندہ بیٹھے ہیں میں اپنی بات کہنا چاہتا ہوں کوئی آدمی کسی قیمت پر مرنے پر تیار نہیں ہے بڑے پرانے زمانے کی بات ہے شوہر بیمار تھا بیوی روز اسکی خدمت کرتی تھی اور دعا کرتی تھی پالنے والے ان کو اچھا کر دے اور اگر تجھے بغیر موت کے اچھا کرنا نہیں ہے تو انکی موت ان کے بجائے مجھے دے دے اس زمانے میں آپ کو ایسے واقعات نہیں ملیں گے۔ رات دن موت کا تصور بھی بیماری کا تصور بھی۔ ایک دن گھر کا دروازہ کھلا رہ گیا ایک کالے رنگ کا بہت بڑا۔ سانڈ گھر میں گھس آیا۔ سوتے ہوئے جب آدمی کی آنکھ کھلتی ہے تو گھبرا جاتا ہے رات دن تصور تھا موت نہ آجائے شوہر کو موت نہ آجائے۔ سانڈ گھر میں جو داخل ہوا اور اس کی جب آنکھ کھلی تو اس کو خیال یہ ہوا کہ ملک الموت ہیں اس لئے کہ اتنے موٹے تگڑے کالے بس جیسے ہی خیال ہوا کہ ملک الموت گھر میں آگئے اب شوہر بچنے والا نہیں ہے ویسے ہی برجستہ آواز نکلی ادھر ہیں ادھر تو کوئی آدمی مرنے پر تیار نہیں ہے حالانکہ سورۂ جمعہ میں پروردگار عالم نے کہا یہی ہے کہ اگر تم دعوٰی کرتے ہو کہ خدا کے دوست ہو فتمنواالموت ان کنتم صادقین اگر تم خدا کی محبت میں سچے ہو تو موت کی تمنا کرسکو کون ہے موت کی تمنا کرنے والا ہم سب تو موت سے بھاگنے ہی والے ہیں تو موت سے زیادہ بری چیز ہم نہیں سمجھتے ہیں لیکن جب موت بھیجنے والا خدا ہے تو یہ طے کرنا پڑے گا کہ موت حق ہے یا ناحق ہے خیر ہے یا شر ہے میں آپ کے سامنے دعوٰی کرنے جا رہا ہوں جو موت خدا بھیجتا ہے وہ خیر ہے خیر ہے خیر ہے نعمت ہے نعمت ہے رحمت ہے رحمت رحمت ہے مجمع تھک جائے گا کہ اگر یہی سچی بات ہے تو مولوی صاحب تیار ہو جاؤ مرنے کو لیکن ٹھہر جایئے میں دو تین باتیں کہوں گا آپ محسوس کرلیں گے اگر موت نہ ہوتی موت کا خیر ہونا موت کا نعمت

اور راحت ہونا اگر پہچاننا ہے تو اسے یوں پہچانئے کہ اگر موت نہ ہوتی تو کیا ہوتا موت نہ ہوتی تو جناب آدمؑ بھی زندہ ہوتے جناب نوحؑ بھی زندہ ہوتے۔ جناب ابراہیمؑ بھی زندہ ہوتے اوران کے زمانے سے لے کے آج جتنے آدمی پیدا ہوئے ہیں۔بس اتنی سی بات ہمیں بتا دیجئے کہ زمین پر کھڑے ہونے کی جگہ ملتی۔تو آج اگر زمین پر کھڑے ہونے کی جگہ مل رہی ہے تو یہ زندگی کے سہارے نہیں مل رہی ہے موت کے سہارے مل رہی ہے اب آپ بتایئے موت حق ہے یا باطل ہے خیر ہے یا شر ہے۔آج انٹرنیشنل سطح پر سب پریشان ہیں فیملی پلاننگ کے ذریعہ پیدائش روکو پیدائش روکو پیدائش روکو بچے کم سے کم پیدا ہوں نہ پیدا ہوں تو اور بہتر ہے لیکن سوچئے یہ جو سب مر گئے ہیں اگر مرے نہ ہوتے تو کیا ہوتا شاید آدمی کے کاندھے پر آدمی کھڑا ہوتا یہ ایک ہے موت کی نعمت میں نے مثال دے دی۔سب پہچان لیجئے نہ پینے کو پانی ملتا نہ ہوا میں آکسیجن ملتی کچھ نہیں ملتا اگر سب زندہ ہوتے اور ٹھہر یے۔ ایک آدمی آج ہے ایک سو دس سال کا۔میں خالی سادہ سی مثال پیش کررہا ہوں کوئی ہے نہیں میرے پاس ایک سو دس سال کے ہیں اوران کی پوتی پوتے نواسی نواسے بھی ایک سو دس تھے بڈھا بیٹھا ہے ایک سو دس سال کا اولادوں کو چھوڑ دیجئے اولادوں کی جو اولاد ہیں وہ ایک سو دس کی تعداد میں ہیں ایک آئے دادا سلام جیو بیٹا دوسرے آئے نانا سلام جیو بیٹا دس آئے بیس آئے پچیس آئے تیس آئے تھوڑی دیر میں مزاج برہم ہو جائے گا کتنوں کو دعا دوں ہم بھی تمہارے پوتے ہیں آپ ہمارے بھی دادا ہیں کہا نہ ہم تمہارے دادا ہیں نہ تم ہمارے پوتے ہو جاؤ کہیں آرام سے بیٹھو میں یہ مثالیں آپ کے سامنے اس لئے پیش کررہا ہوں کہ آج اگر محبت زیادہ ہے تو اسکی واحد وجہ موت ہے اگر اس دنیا میں موت نہیں ہوتی سارے بوڑھے زندہ ہوتے تو عزیز عزیز سے بے چین ہو جاتا جناب آدمؑ کے سامنے بھی

سارے انسان آتے ہم آپ کی اولاد میں ہیں تو تنگ ہو جاتے پہلی نعمت جتنی آسائش حیات پائی جاتی ہے یہ موت کی دی ہوئی ہے اور جتنی محبت پائی جاتی ہے یہ موت کی دی ہوئی ہے اور لمبی عمر جتنی ہو جاتی ہے محبت اتنی ہی کم ہو جاتی ہے۔ میں نے موت کے خیر ہونے کی موت کے نعمت ہونے کی موت کے رحمت ہونے کی دو باتیں سنائی ہیں آپ کو بہت ہے ایک اور سن لیجئے ایک آدمی بیمار ہے اچھا نہیں ہوتا درد ہے کسی دوا سے وہ درد نہیں جاتا تو آخر میں وہ بھی کہتا ہے کہ پالنے والے اگر یہ بیماری جانے والی نہیں ہے تو کم سے کم موت دے دے تاکہ تکلیف تو ختم ہو جائے اور کبھی کبھی ایسی تکلیف بھی ہوتی ہے کبھی کبھی ایسی تکلیف بھی ہوتی ہے کہ چاہنے والے اور محبت کرنے والے آتے ہیں اور وہ دعا کرتے ہیں پالنے والے اب اسے موت دے دے تاکہ راحت ہو جائے دم سینے میں اٹکا ہوا ہوتا ہے نہیں نکلتا ہے دم نہیں نکلتا ہے آدمی بے چین ہے مرنے والا جو مر رہا ہے وہ جوان بیٹا ہے بوڑھے ماں باپ سرہانے بیٹھے ہیں انہوں نے تین مہینے چھ مہینے سال بھر علاج کیا اور یہ کہا کہ پالنے والے اسے اچھا کر دے لیکن جب اس کی تکلیف نہیں جاتی تو وہی دعا کرتے ہیں پالنے والے اب اسے موت دے دے معلوم ہوا توجہ دے رہے ہیں موت انسانی تکلیفوں کی آخری راحت کا نام ہے۔ موت انسانی درد اور دکھ اور تکلیف کی راحت کی آخری شکل کا نام ہے یہ سوچئے کہ اگر اس دنیا میں موت نہ ہوتی تو کتنے بیمار ہوتے جن کے پاس کوئی آخری چیز نہ ہوتی میں آپ کی خدمت میں کتنے تذکرے پیش کر سکتا ہوں لیکن میں نے صرف اتنا کہنا چاہا تھا کہ جس موت کو ہم برا سمجھتے ہیں جب اس موت کی صفت یہ ہے کہ خداوند عالم نے اگر موت کو نہ پیدا کیا ہوتا تو نہ رہنے کے لئے جگہ رہتی نہ محبتیں برقرار رہتیں نہ بیماری اور دکھوں کے لئے آخری منزل سکون حاصل ہوتا تو پھر یہ پہچانئے کہ یہ ہے کہ خدا نے موت پیدا کی

ہے یہ بھی خیر ہے جب موت خیر ہے جب موت خیر ہے تو پھر خداوند عالم کا اور کون سا کام ہوگا جو خیر نہیں ہوگا۔ کبھی کبھی لوگ ہم سے پوچھتے ہیں خدا انصاف والا ہے تو ایک بچہ پاگل کیوں پیدا ہوتا ہے ایک بچہ آنکھ والا کیوں پیدا ہوتا ہے ایک اندھا کیوں پیدا ہوتا ہے۔ ٹھہر جایئے بچے دو طرح کے پیدا ہوئے ہم نے کہا خدا عادل نہیں ہے آپ ہمارے ساتھ کھیتوں میں چلئے باغوں میں چلئے زمین ایک ہے بیج ایک ہے درخت ایک ہے شاخ ایک ہے اس میں ایک پھل لگا ہے جو بالکل صحیح ہے ایک پھل ایسا ہے جو سوکھ کے گر جاتا ہے اس میں کوئی عیب ہے تو یہ کیا بات ہے۔ خدا ظالم کیوں ہوگیا تو ہر پڑھا لکھا آدمی کہے گا کہ ایک درخت میں جو دو پھل آئے ہیں اس میں خدا کے عمل کو دخل نہیں ہے اس نے جو درختوں کے اگنے کا سسٹم بنایا ہے اس سسٹم میں جب کوئی خرابی پیدا ہوجائے گی تو کوئی پھل خراب ہوجائے گا کوئی پھل اچھا ہوجائے گا تو یہ جو اللہ نے ماں باپ کے ذریعہ بچوں کی پیدائش کا سسٹم رکھا ہے اس میں ماں باپ کبھی کوئی غلطی کر بیٹھیں گے۔ نہ جاننے ہی کی بناء پر کوئی غلط چیز کھالیں گے یا کوئی غلط کام کرلیں گے اس کے اثرات اولاد پر پیدا ہوں گے یہ سسٹم کا نتیجہ ہے اس کا تعلق عدل الٰہی سے نہیں ہے اس دنیا میں جو بلائیں آتی ہیں خداوند عالم کی طرف سے میں آج کے بیان کو حسب وعدہ باقی نہیں رکھنا چاہتا ہوں کل کے لئے عدل کے سلسلہ میں لہٰذا بات کو مکمل کرتے ہوئے کہنا چاہتا ہوں کہ جو بلائیں آتی ہیں اس دنیا میں وہ تین طرح کی ہوتی ہیں ایک بلا وہ ہوتی ہے جو دشمن خدا پر آتی ہے یہ عذاب بن کر کے آتی ہے جیسے جناب لوط کی قوم پر آسمان سے پتھر برسے جناب نوحؑ کی قوم کے لئے طوفان آیا جس میں ساری دنیا ڈوب گئی۔ کچھ اللہ کے نبیوں کی زمین کا تختہ الٹ گیا تو یہ ان کے گناہوں کے نتیجے پر بلا آرہی ہے جو برے اور ظالم ہوتے ہیں ان کی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک وہ ہوتے ہیں جن کے بارے میں مایوسی

ہو جاتی ہے کہ ٹھیک نہیں ہو سکتے ہیں تو خداوند عالم ان پر عذاب نازل کر دیتا ہے جیسے جناب لوط کی قوم پر عذاب آ گیا جناب یونسؑ کی قوم پر عذاب آ گیا جناب نوحؑ کی قوم پر عذاب آ گیا لیکن کچھ وہ ہوتے ہیں جن میں ٹھیک ہونے کی صلاحیت ہوتی ہیجیسے جناب یونسؑ کی قوم تھی یونسؑ چلے گئے تھے عذاب آیا تھا لیکن جب انہوں نے رورو کے توبہ کر کے خدا کے سامنے اپنے گناہوں کو معاف کرایا تو آیا ہوا عذاب واپس چلا گیا تو دو طرح کے ہوتے ہیں ظالم ایک وہ جو صحیح نہیں ہو سکتے ہیں ان پر بلائیں آتی ہیں عذاب بن کر کے اور اصل عذاب آخرت میں ہونے والا ہے اور جن میں صلاحیت ہوتی ہے سنبھلنے کی ان پر خدا بلائیں اسی لئے نازل کرتا ہے کہ یہ ٹھوکریں لگ رہی ہیں کہ سنبھل جاؤ یہ تازیانے پڑ رہے ہیں کہ سنبھل جاؤ یہ طمانچے پڑ رہے ہیں کہ سنبھل جاؤ یہ بالکل ایسا ہی ہے بچہ نے چوری کی باپ نے پانچ طمانچے مار دئے تا کہ یہ چوٹ اسے آئندہ چوری سے بچاتی رہے جیسے باپ کوئی سزا دیتا ہے بچے کو بہتر بنانے کے لئے ایسا ہی کبھی بگڑے ہوئے انسانوں کو خدا بلاؤں میں ڈالتا ہے تا کہ ان کی اصلاح ہو سکے۔ میں آپ کی خدمت میں مولائے کائنات امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہما الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کو اپنے بیان کا آخری حصہ قرار دینا چاہتا ہوں کہ آپ نے فرمایا کہ وہ ظالم جس میں اچھے بننے کی صلاحیت باقی ہے اس کے لئے بلا آتی ہے ادب بن کر کے آتی ہے یعنی اسے وہ بلا سکھاتی ہے کہ نیک بنو اور جو نیک بندے ہوتے ہیں برے نہیں ہوتے ہیں صالح ہوتے ہیں مومن بھی ہیں صالح بھی ہیں نیک اعمال والے بھی ہیں ان پر بلائیں آتی ہیں تو فرمایا ان پر بلائیں آتی ہیں مومن کے لئے۔ ظالم کے لئے بلا ادب ہوتی ہے مومن کے لئے بلا امتحان ہوتی ہے امتحان یعنی کسوٹی پر کسا جاتا ہے تا کہ جہاں جہاں کھوٹ ہو وہ نکل جائے بس جیسے کسی لوہے میں زنگ لگ جاتا ہے تو اس کو کبھی کبھی آگ کی بھٹی میں ڈالا

جاتا ہے تاکہ زنگ الگ ہوجائے لوہا الگ ہوجائے ویسا ہی جب خدا کسی کے ایمان اور عمل صالح میں دیکھتا ہے گناہوں کا زنگ لگ گیا ہے تو اسے بلا کی بھٹی میں ڈال دیتا ہے تو گناہ کا زنگ الگ ہوجاتا ہے اور ایمان و عمل صالح الگ ہوجاتا ہے اور اس کے بعد مولائے کائناتؑ نے کہا ظالم کے لئے بلا ادب ہے مومن کے لئے بلا امتحان ہے اور انبیاء اور ائمہؑ کے لئے بلا درجہ ہے حسینؑ کے لئے جتنی تکلیفیں کربلا میں آئیں وہ ذریعہ بنیں انکی درجات کی بلندی کے لئے صلوات بھیج دیں محمدؐ وآل محمدؐ پر۔

ایسا نہیں ہے کہ اللہ کے عدل کے سلسلہ میں ساری باتیں ختم ہوگئی ہیں لیکن جتنی میں ضروری سمجھتا تھا اپنی بے بضاعتی اور کم علمی کی بناء پر وہ میں نے آپ کے سامنے پیش کردی ہیں اب آپ بقیہ مسائل کو خود حل کرسکتے ہیں اور اب بھی میری کسی بہن اور بیٹی بھائی اور بچے کے دماغ میں کوئی سوال باقی ہو تو وہ مجھے بتائیں میں اسے حل کرنے کی کوشش کروں گا اگر میری طاقت کے اندر ہے لیکن اب یہ کہنا چاہتا ہوں خدا عادل ہے یعنی ہر عیب سے پاک ہے ہر کمال اس کی ذات میں موجود ہے اور کیسا عادل ہے یہ تو بعد میں دیکھنا ہوگا جو اس کے بھیجے ہوئے بندے آئے تھے نبیؐ اور امامؑ وہ کیسے عادل تھے ان کا مجمع ہے جو غلامان حیدر کرارؑ ہیں میں ان کے سامنے ایک جملہ کہنا چاہتا ہوں حکومت پانے کے بعد بہت سے آدمی قتل ہوئے تاریخ بھری پڑی ہے ان لوگوں کے قتل سے جو حکومت کے پانے کے بعد قتل ہوئے ہیں اور مولائے کائنات امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہما الصلوٰۃ والسلام کو دشمن نے اس وقت قتل کیا جب آپ کے پاس حکومت نہیں تھی یہ پورا سبجکٹ ہے جس کو گھنٹے دو گھنٹے بیان کرنا ممکن ہے لیکن میں اس میں سے ایک جملہ سنانا چاہتا ہوں دنیا میں جتنے حکومت کرنے والے قتل ہوئے ہیں وہ ان کا ظلم تھا جو لوگ برداشت نہیں کرسکے لہٰذا قتل کردیے گئے دنیا میں جتنے ظالم حاکم قتل ہوئے ہیں ان کے قتل ہونے

کی وجہ یہ ہے کہ ان کا ظلم لوگ برداشت نہیں کر سکے لہذا قتل کر دیا لیکن علیؑ کی شہادت کی وجہ یہ ہے کہ علیؑ کا عدل لوگ برداشت نہیں کر سکے علیؑ میں کوئی خرابی نہیں تھی علیؑ میں کوئی عیب نہیں تھا علیؑ میں کوئی کمزوری نہیں تھی علیؑ میں کوئی نقص نہیں تھا لیکن ہر ظالم جانتا تھا ہر چور جانتا تھا ہر غاصب جانتا تھا ہر گناہگار جانتا تھا علیؑ کے یہاں بے انصافی ممکن نہیں ہے ان کے یہاں عدل کے علاوہ کچھ ممکن نہیں ہے تو اگر یہ حاکم رہیں گے تو ہم ظلم نہیں کرسکیں گے استحصال نہیں کرسکیں گے لوٹ کھسوٹ نہیں کرسکیں گے تو کوئی ظالم بھی جانتا تھا کہ علیؑ کی حکومت اگر باقی رہے گی تو ہم کو چین نہیں ملے گا دنیا قتل ہوئی ہے کہ لوگ اس کا ظلم نہیں برداشت کر سکے میرا مولاؑ شہید ہوا ہے کہ لوگ اس کا عدل نہیں برداشت کر سکے۔ مولائے کائناتؑ نے جس دن حکومت لی ہے اس دن حکومت لینے کے بعد آپ نے فرمایا ہے پہلی تقریر میں فرمایا ہے کہ یاد رکھو اگر میرے پاس حکومت آئی ہے تو میں حکومت لینے کے بعد چین سے نہیں بیٹھوں گا میرا کام یہ ہوگا کہ میں ہر ظالم کو اتنا کمزور کردوں کہ وہ حق دے دے اور ہر مظلوم کو اتنا طاقتور بنادوں گا کہ وہ حق لے لے۔ پہلے عدل علیؑ دنیا پہچانے تب پہچانے وہ خدا کیسا عادل ہوگا جس کو علیؑ سجدہ کرتے ہیں وہ خدا کیسا عادل ہوگا کہ سجدے میں جب تلوار پڑی ہے تو کہا کہ فزت برب الکعبہ اس خدا کی قسم جو کعبہ کا رب ہے میں کامیاب ہوگیا میں سب نہیں سنا سکتا لیکن اتنا یاد رکھئے گا کتنے نبیؐ کے دشمن ہوئے کتنے مولاؑ کے دشمن ہوئے جتنے آل محمدؐ کے دشمن ہوئے ان کی دشمنی کی وجہ یہ نہیں تھی کہ ان میں معاذ اللہ کوئی خرابی تھی نہیں ان کا کمال برداشت نہیں تھا ان کا عدل برداشت نہیں تھا ان کا کیریکٹر برداشت نہیں تھا کسے نہیں یاد ہے کہ حسینؑ پیاسے حسینؑ عاشور کے دن پیاس کا جب چوتھا دن شروع ہو چکا ہے تو آواز دے رہے ہیں شام کے لشکر کو میں تمہارے سامنے موجود ہوں میں حیدرؑ کا بیٹا ہوں میں میدان

سے ہٹنے والا نہیں ہوں لیکن میں نے تم کو پہچوا دیا ہے میں کون ہوں میں حسینؑ ہوں میں فرزند رسولؐ ہوں میں خدیجہؑ اور فاطمہؑ کی اولاد میں ہوں تم مجھے سب طرح پہچان لو اور اس کے بعد بتاؤ کیوں قتل کر رہے ہو کوئی تم جرم لگا سکتے ہو مجھ پر دین میں میں نے کچھ بدلا ہے حلال وحرام میں میں نے کچھ بدلا ہے کسی کی جان مال عزت آبرو کا حق میرے ذمے ہے شام کا لشکر جس میں یزید کے جانور ہیں جانور کون شمر ہے حرملہ ہے پسر سعد ہے سنان ہے ایک سے ایک بدتر جانور موجود ہیں مگر جب حسینؑ ان سے کہتے ہیں کیوں قتل کرتے ہو بتاؤ تو سب کا جواب آتا ہے کوئی خطا نہیں ہے تمہاری تمہارے ذمہ کوئی حق نہیں ہے نہ مال کا نہ جان کا نہ عزت کا نہ دین کا مگر تم علیؑ کے بیٹے ہو ہم کو علیؑ سے دشمنی ہے بس میں آپ کی خدمت میں آخری بات یہی کہنا چاہتا ہوں جب آل محمدؐ کا عدل دنیا برداشت نہیں کر پاتی تو خدا کا عدل کہاں کر پائے گی اسی لئے میں نے پورے تین چار دن جتنے جتنے دن لگے ہوں عدل کے بیان کرنے کے سلسلہ میں اس کی آخری بات کہنا چاہتا ہوں دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر اپنی ہر بیٹی سے اپنی ہر بہن سے اپنے ہر بھائی سے اپنے ہر بچہ سے کہنا چاہتا ہوں کہ معصومینؑ نے کہا دعا مانگو کیا دعا مانگو کہ پالنے والے تو میرے ساتھ عدل نہ کرنا اس لئے کہ تو اگر عدل کرے گا تو سوائے سزا کے سوائے عذاب کے سوائے دوزخ کے ہمارا کہیں ٹھکانا نہیں ہے بلکہ اس کے بجائے دعا مانگو رب عاملنا بفضلک ولا تعاملنا بعدلک اے کریم ہمارا فیصلہ عدل کے ساتھ نہ کر ہمارا فیصلہ رحم کے ساتھ کر کرم کے ساتھ کر فضل کے ساتھ کر اس لئے کہ تو بخش دے گا تب ہم جنت جا سکتے ہیں اور اگر تیرا عدل کا فیصلہ ہوگا تو ہم نے اتنے گناہ کئے ہیں کہ دوزخ کے علاوہ کہیں جگہ نہیں ہے میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا اگر آپ دعائیں پڑھیں تو معصومینؑ نے ہمیں بتایا ہے کہ خداوند عالم سے کہو کیا کہو کہ پالنے

والے تجھ سے کچھ ڈر نہیں ہے اگر ڈر ہے تو تیرے عدل کا ڈر ہے اور تجھ سے کوئی امید نہیں ہے امید ہے تو تیرے کرم کی امید ہے ٹھیک ہے میں نے مسلسل آپ کے سامنے کہا ہے کہ یورپ میں رہنے والے ہر آدمی کا فریضہ ہے کہ اپنا دین بچائے اپنی فیملی کا دین بچائے اپنی اگلی جنریشن کا دین بچائے اور دینی تعلیم اور دینی ایجوکیشن کو پھیلا کے دین بچائے مجلسوں کا مزاج بدلئے گھروں کا مزاج بدلئے گھر کا ڈیکوریشن بدلئے یہ دیکھئے وہ بے حیائی سکھانے والا ہے یا حیا سکھانے والا ہے وہ دین سکھانے والا ہے یا بے دین سکھانے والا ہے چند منٹ آگے بڑھ رہے ہیں لیکن یاد رکھئے گا یہ زندگی تو ختم ہوتی ہی رہے گی منٹ تو آگے بڑھتے ہی رہیں گے لیکن جو راہ خدا میں خرچ ہو جائے جو راہ نبیؐ میں خرچ ہو جائے جو راہ حسینؑ میں خرچ ہو جائے یہ منٹ وہ نہیں ہیں جو ضائع ہونے والے ہیں میری بہنو! میری بیٹیو! میرے بچو! میرے بھائیو! میں آخری گزارش کرنا چاہتا ہوں آپ یہاں رہتے ہیں تو ایک گنا نہیں سو گنا اور سو گنا نہیں ہزار گنا کوشش کیجئے دیندار بننے کی دیندار بنانے کی فیملی کو سوسائٹی کو اپنی نسل کو دیندار بنانے کی کیوں اس لئے کہ کربلا میں آج ساتویں محرم گزری ہے یعنی بچہ بچہ پیاسا ہے کربلا میں آج ساتویں محرم گزری ہے یعنی بچہ بچہ پیاسا ہے جب کبھی ساتویں محرم آتی ہے تو میرا دل کہتا ہے کہ میں اپنی بہنوں سے کہوں جب اپنے بچوں کو دودھ پلانا تو یہ یاد کر لینا کہ ربابؑ کا بچہ جھولے میں ہے مگر دودھ بھی اس کے لئے نہیں ہے پانی بھی اس کے لئے نہیں ہے میں اپنے دل سے کہتا ہوں اپنے بھائیوں سے کہتا ہوں کہ جب پانی پینا تو یاد کرنا یہی پانی ہے جو ساقی کوثر کے فرزند کو اور ان کے بچوں کو کربلا میں نہیں ملا آج حسب روایت میں جناب قاسم ابن حسنؑ کا تذکرہ کروں گا لیکن اس تذکرہ سے پہلے ان کی شہادت کے تذکرہ سے پہلے میں اتنی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں یہ جو سات محرم کو سب پیاسے تھے

یہ سارے پیاسے شہید یہ سارے پیاسے جو بعد میں قیدی بنے ہیں یہ سب میری طرف بھی دیکھ رہے ہیں آپ کی طرف بھی دیکھ رہے ہیں میری بیٹیو! سکینہؑ تمہاری طرف دیکھ رہی ہیں میری بہنو! زینبؑ تمہاری طرف دیکھ رہی ہیں میرے بچو! قاسمؑ تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں میرے بزرگو! حسینؑ تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں کہ دیندار بن کے میرے خون کو ضائع ہونے سے بچاؤ گے میری قربانیوں کو پروان چڑھاؤ گے یا دین کو ضائع ہونے کے بعد میرے مقاصد کا بھی خون ہو جائے گا۔

میں اپنی تقریر بیان سب ختم کرکے اب مصائب پڑھنا چاہتا ہوں اور اس لئے پڑھنا چاہتا ہوں کہ تھوڑی سی تو راتیں رہ گئی ہیں اور ان راتوں میں جتنا بھی ہم رو لیں وہ کم ہے ان دنوں میں جتنا بھی ہم رولیں وہ کم ہے کیوں اس لئے کہ کربلا میں سکینہؑ رو رہی ہوں یا نہ رو رہی ہوں فاطمہؑ کے رونے کی آواز آرہی ہے اور سکینہ بھی رو رہی ہیں سارے چھوٹے چھوٹے بچے اٹھائیس کے اٹھائیس رو رہے ہیں کیوں اس لئے کہ سب پیاسے ہیں سب پیاسے ہیں اب آپ متوجہ ہیں تو میں بیان کو آگے بڑھاتا ہوں منزل مصائب کو تمام کرنا چاہتا ہوں وقت وہ آگیا کہ حسینؑ کے سامنے ان کا بھتیجا قاسمؑ سر جھکائے ہوئے آیا حسینؑ نے پوچھا کہ لال بھائی کی نشانی کیوں آئے ہو کہا چچا اب مجھے بھی میدان میں جانے کی اجازت دے دیجئے میں نے مدینۃ المعاجز میں یہ واقعہ پڑھا ہے کہ امامؑ نے کہا کہ بیٹا میرے بھائی نے وقت شہادت اپنی اولاد کو میرے حوالے کیا تھا میں تمہاری حفاظت کروں گا میں تجھے کربلا کے میدان میں کیسے بھیج دوں کہ تیر و تلوار کا زخم تمہارے جسموں پر لگے لال جاؤ خیمے میں بیٹھو تمہارا چچا تم کو کربلا کے میدان میں جانے کی اجازت نہیں دیتا۔ دیر تک قاسمؑ کھڑے رہے حسینؑ سمجھاتے رہے یہاں تک کہ قاسمؑ مایوس ہو گئے کہ چچا راضی نہیں ہوں گے میدان میں جانے کے لئے پلٹ کے آئے خیمے میں آ کے بیٹھے

کچھ واقعہ ہوتا ہے کچھ واقعہ کے ساتھ ذہن میں تصور پیدا ہوتا ہے زبان سے ذاکر کے جو الفاظ نکلتے ہیں وہ ہر لفظ وہ نہیں ہوتا ہے جو روایت میں کتاب کے جو الفاظ ہوتے ہیں بلکہ اس تصور کے پیش نظر جو واقعہ بولنا شروع کرتا ہے وہ ذاکر کی زبان سے ادا ہوتا ہے تو میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ میں روایت کے الفاظ میں مصائب نہیں پڑھتا ہوں میں واقعہ کی زبان میں واقعہ پڑھنے کی کوشش کرتا ہوں اس میں میرے تصورات شامل ہوتے ہیں اس میں میرے تخیلات شامل ہوتے ہیں اور اس لئے شامل ہوتے ہیں کہ آپ بھی میری طرح سوچیں تو جیسے ہم آپ مل کے سوچیں گے تو ویسے ہی ہم اور آپ مل کے روئیں گے بھی آنسو بھی بہائیں گے آ کے بیٹھ گئے کیسا قاسمؑ کا چہرہ اترا ہوا ہوگا اور اس اترے ہوئے چہرے کو دیکھ کے ماں جو بیوہ ہے وہ کتنی بے چین ہوئی ہوگی جناب قاسمؑ کی ماں جناب ام فروہؑ قریب آئیں کہا بیٹا بیٹا کیوں اتنا تم اداس بیٹھے ہو کیوں اتنا بے چین بیٹھے ہو ہم آپ سب جانتے ہیں جب کسی کا دل بھرا ہوتا ہے اور اگر کوئی محبت کرنے والا پوچھ لیتا ہے تو آدمی ابل پڑتا ہے بے چین ہو کے رونے لگتا ہے حضرت قاسمؑ اپنی ماں سے لپٹ گئے کہا اماں تمہارے بیٹے سے زیادہ آج دنیا میں کوئی بدنصیب نہیں ہے کہا بیٹا کیا کہہ رہے ہو تم بدنصیب ہو تمہارا باپ امام تھا تم بدنصیب تمہارا چچا امام ہے تم بدنصیب ہو تمہارا دوسرا چچا علمدار ہے تم بدنصیب ہو تمہاری دادی فاطمہؑ ہیں تم بدنصیب ہو تمہاری پھوپھی زینبؑ و ام کلثومؑ ہیں تم بدنصیب ہو کیا کہہ رہے ہو میرے لال کہا اماں مجھ سے زیادہ بدنصیب کوئی نہیں ابھی میں چچا کے سامنے گیا تھا ہاتھ جوڑ جوڑ کے میں نے اجازت مانگی مگر چچا نے مجھے اجازت نہیں دی ہے آپ سب جنت جائیں گے آپ قتل کر کے قتل ہو کے اپنے درجات بلند کریں گے لیکن اماں تمہارا بدنصیب بیٹا محروم رہے گا تو ایک مرتبہ پتہ نہیں کیا سوچ کے کہا ہوگا کہ اماں آپ چل کے سفارش کر دیں شاید چچا

اجازت دے دیں لیکن ماں نے یہ کہا کہ بیٹا تمہارے بازو پر ایک تعویذ بندھا ہے اور یہ تمہارے باپ نے بندھوایا تھا اپنی شہادت سے پہلے بندھوایا تھا اور مجھ سے یہ کہا کہ میرا لال قاسمؑ جب کبھی سب سے بڑی مصیبت اور تکلیف میں ہو تو اس تعویذ کو کھول کے دیکھے اس کی مشکل انشاء اللہ حل ہو جائے گی تو بیٹا پہلے لاؤ اس تعویذ کو کھول کے دیکھیں تعویذ کھولا گیا ماں اور بیٹے نے مل کے تعویذ کھولا تعویذ جو کھلا تو کوئی تعویذ نہیں تھا کوئی دعا نہیں تھی کوئی آیت نہیں تھی بلکہ یہ لکھا تھا کہ میں حسنؑ اپنے بیٹے قاسمؑ کے نام یہ خط لکھ رہا ہوں کہ میرے لال ایک دن کربلا میں میرا بھائی حسینؑ دشمنوں میں گھرا ہوا ہوگا اس دن میں اگر زندہ ہوتا تو میں خود اپنے بھائی کی مدد کرتا میرے لال تم میری طرف سے میرے بھائی کی مدد کرنا بس یہ وصیت نامہ ہے میرا تمہارے نام بس ایک مرتبہ خط کا پڑھنا تھا کہ قاسمؑ کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو جاری ہو گئے ماں سے لپٹ گئے اماں تم نے میری مشکل حل کر دی روتے ہوئے اور ہنستے ہوئے دو کیفیتیں ہیں آئے اور حسینؑ کے سامنے آئے۔ کہا میرے لال اب کیسے آئے ہو کہا چچا جان یہ پڑھ لیں آپ؟ حسنؑ کی تحریر حسینؑ نے پڑھی۔ بھائی یاد آ گیا بھائی یاد آ گیا بچپنا یاد آ گیا جوانی یاد آ گئی مصیبتیں یاد آ گئیں محبتیں یاد آ گئیں کہا آؤ میرے کلیجے سے لگ جاؤ قاسمؑ میں اب تم کو اجازت دے دوں گا اس لئے کہ جو میرا امامؑ تھا تم اس کا حکم لے کر کے آ گئے ہو میں اجازت دے دوں گا آؤ لگو سنو! میری بہنو! سنو میرے بھائیو! میری بیٹیو! میرے بچو! حسینؑ نے سب کو رخصت کیا ہے حبیبؓ کو رخصت کیا ہے حرؓ کو رخصت کیا ہے حرؓ کے بیٹے کو رخصت کیا ہے اکبرؑ کو رخصت کیا عباسؑ کو رخصت کیا ہے سب کو رخصت کیا ہے لیکن قاسمؑ کو جو رخصت کیا ہے تو قاسمؑ کو رخصت کرنے میں ایک نئی بات میں نے تاریخ میں پڑھی ہے وہ یہ کہ سینے سے لگا کے بھتیجے کو چچا بھی روئے بھتیجا بھی رویا اور اتنا روئے کہ غش کھا کر قاسمؑ

بھی زمین پر گر پڑے اور حسینؑ بھی گر پڑے اکبرؑ کو حسینؑ نے رخصت کیا مگر اتنا نہیں روئے کہ غش کھا کر گر جاتے عباسؑ کو رخصت کیا عباسؑ کا خالی علم خون میں ڈوبا ہوا لے کے آئے لیکن اتنا نہیں روئے کہ غش کھا جاتے لیکن اللہ کیسی محبت تھی کیسا بھائی یاد آ گیا تھا کہ اتنا روئے کہ قاسمؑ کو بھی غش آ گیا اور حسینؑ کو بھی غش آ گیا میری بہنو! میری بہنو! میرے بھائیو! میرے بھائیو! ذرا سوچو پیاسوں کے درمیان دو آدمی غش میں پڑے ہیں پانی نہیں ہے کہ اس کا چھینٹا منھ پہ مارا جائے کیا شکل کی جائے کہ انہیں ہوش میں لایا جائے ایک ہی راستہ تھا کسی کا سر زینبؑ نے گود میں لے لیا ہوگا کسی کا سر عباسؑ نے گود میں لے لیا ہوگا آنکھوں سے جو آنسو بہے ہوں گے تو حسینؑ نے بھی آنکھیں کھول دیں قاسمؑ نے بھی آنکھیں کھول دیں بس اب رخصت میں پڑھ چکا اس کے بعد گھوڑا لایا گیا قاسمؑ تیار ہوئے جب قاسمؑ تیار ہوئے تو حسینؑ نے ان کا گریبان پکڑ کے پھاڑ دیا میرے مولاؑ یہ پیراہن کیوں پھاڑ رہے ہیں کہا سنو سلے ہوئے کپڑے زندگی میں پہنائے جاتے ہیں بغیر سلا کفن پہنایا جاتا ہے یہ میں کفن نہیں پھاڑ رہا ہوں یہ میں مصیبت اپنے بچے سے بیان کر رہا ہوں میرے لال میں تجھے کفن نہ دے سکوں گا گھوڑا لایا گیا جناب عباسؑ نے کہا بیٹا سوار ہو جاؤ لیکن گھوڑا اونچا تھا قاسمؑ چھوٹے تھے سوار نہیں ہو سکتے تھے ایک مرتبہ عباسؑ نے گود میں لیا اور گھوڑے پر بٹھایا اللہ جانے جب عباسؑ کے کلیجے سے قاسمؑ لگے ہوں گے تو کتنی زور سے عباسؑ کا دل دھڑکا ہوگا ارے میں گھوڑے پر بیٹھا رہا ہوں اور تھوڑی دیر میں لاش آنے والی ہے گھوڑے پر بیٹھ گئے تو پیر رکابوں تک نہیں پہنچتے تھے تسمے کسے گئے چھوٹے کئے گئے کاٹے گئے تب رکابوں میں پیر پہنچے ایک چھوٹی سی تلوار لی کربلا کے میدان کی طرف چلے اور مڑ کے ماں کو بھی سلام کیا پھوپھی کو بھی سلام کیا چچا کو بھی سلام کیا چھوٹے چچا کو بھی سلام کیا سب کو سلام کر کے آگے بڑھے اور جب کربلا کے

میدان میں آئے تو لوگ کہتے ہیں چہرہ چمک رہا تھا سینہ چمک رہا تھا اور ایسے آرہے تھے جیسے لوگوں نے دیکھا کہ چھوٹی شکل میں حیدر کرارؑ آگئے ہوں ایک مرتبہ حملہ کرنا شروع کیا اسے قتل کیا اسے قتل کیا قتل کرتے کرتے آگے بڑھے ایک ظالم نے قاسمؑ کے سر پر تلوار ماری سر پر تلوار کا پڑنا تھا جناب قاسمؑ زمین پر آئے آنے کے بعد آوزادی چچا خبر لیجئے چچا خبر لیجئے ایک مرتبہ حسینؑ کے کان میں آواز پہنچی حسینؑ لپک کے گھوڑے پر بیٹھے اور چاہتے تھے پوری تیزی کے ساتھ گھوڑے کو دوڑا کے قاسمؑ تک پہنچ جائیں درمیان میں شام کا لشکر آ گیا اس نے راستہ روک لیا بس ایک مرتبہ حسینؑ نے تلوار نکالی اور تلوار نکالنے کے بعد آستینیں الٹیں ارے میرے بچے کو مار ڈالا اور مجھے اس کے سرہانے پہنچنے بھی نہیں دیتے ہو بس حسینؑ نے حملہ شروع کر دیا فوج نے بھاگنا شروع کر دیا قاسمؑ نے پکارنا شروع کر دیا یا عماہ یا عماہ یا عماہ ارے میرے چچا آیئے ارے میرے چچا آیئے آپ سمجھے یہ قاسم بار بار کیوں پکار رہے تھے ارے ملعون لشکر گزر رہا تھا جب کسی گھوڑے کا پیر قاسمؑ کے جسم پر پڑتا تھا تو زندہ قاسمؑ بے چین ہو کے آواز دیتے تھے حسینؑ پہنچے اپنے کو قاسمؑ پر گرا دیا اے میرے لال جب تم نے پکارا تو میں نہ پہنچا اور اب پہنچا ہوں تو مدد کی ضرورت نہیں رہی۔

”سَیَعلَمُ الَّذِینَ ظَلَمُوا اَیَّ مُنقَلَبٍ یَّنقَلِبُونَ“

☆☆☆

مجلس

(۹)

قد افلح المؤمنون الذین ھم
فی صلوتھم خاشعون والذین ھم عن اللغو معرضون٥

میں سمجھتا ہوں کہ روزانہ سنتے سنتے اب آپ کو قرآن مجید کا یہ بیان یاد ہو گیا ہوگا کہ وہ لوگ جو دوزخ سے بچیں گے اور جنت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جگہ پائیں گے وہ وہ ہونگے جو مومن ہوں گے اور ایسے مومن ہوں گے کہ نماز پڑھتے وقت ان کا دل اللہ سے ڈر رہا ہوگا یہ وہ لوگ ہوں گے جو لائف اور زندگی اس طرح بسر کریں گے کہ ہر لغو بات سے الگ رہیں گے یعنی اپنی لائف اور زندگی کو ایسے سارے کاموں سے اور ایسی ساری باتوں سے بچائیں گے جو خدا کو نبیؐ کو امامؑ کو ناپسند ہوں گے اور یہ لوگ وہ ہوں گے جو خدا کی بات پر عمل کرتے ہوئے اپنے مال کو پاک کریں گے زکوٰۃ نکالیں گے یہ لوگ وہ ہوں گے جو اس دنیا میں رہیں گے لیکن اپنے کیریکٹر کو کبھی مجروح نہیں ہونے دیں گے کبھی ناجائز تعلقات کو زندگی میں جگہ نہیں دیں گے یہ لوگ وہ ہوں گے کہ کسی کی بھی امانت ہو مومن کی امانت ہو یا کافر کی امانت ہو امانتداری کے ساتھ مالک تک پہنچائیں گے یہ لوگ وہ ہوں گے

کہ جس سے وعدہ کریں گے وعدہ کو پورا کریں گے اور ایسے اعمال نہیں کریں گے۔ ایسے گناہ نہیں کریں گے ایسی برائیاں نہیں کریں گے کہ ان کی پڑھی ہوئی نمازیں ضائع اور برباد ہوجائیں بلکہ وہ نماز پڑھ کے اپنی نمازوں کی حفاظت کریں گے یہ وہ بیان ہے قرآن مجید کا جو میں روز آپ کو سناتا ہوں اور اسی لئے سناتا ہوں کہ کم سے کم دس دن سن کے اگر میرے بچوں کے دل میں میری بیٹیوں کے دماغ میں میرے بھائیوں کے خیال میں اور میری بہنوں کے یقین میں یہ باتیں پیدا ہوجائیں تو یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ جب دل میں بات اتر جاتی ہے تب آدمی کا کیریکٹر آدمی کا عمل آدمی کی زندگی اس خیال کے مطابق پیدا ہوتی ہے اگر ہم یہ سمجھتے رہے کہ جو بھی جی چاہے کریں دوزخ سے بچ ہی جائیں گے جو بھی چاہیں چھوڑ دیں جنت مل ہی جائے گی تو ہماری لائف اور ہوگی اور اگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم دوزخ سے نہیں بچیں گے ہم جنت نہیں پائیں گے جب تک کہ ہم قرآن مجید کے مطابق اپنے کو تیار نہیں کریں گے اور نہیں بنائیں گے تو بس یہ وہ خیال ہے کہ جس خیال سے آدمی کا دل و دماغ جب متاثر ہوجاتا ہے تو آدمی اس خیال کے مطابق آگے بڑھتا ہے میں نے آپ کے سامنے روزانہ اس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ جب میں آپ کی خدمت کرنے کے لئے یہاں حاضر ہوتا ہوں تو میرے سامنے فقط ایک ایم ہوتا ہے ایک مقصد ہوتا ہے کہ دین ہماری سوسائٹی میں بڑھے سوسائٹی کے ہر ممبر میں بڑھے وہ بالغ ہو یا نابالغ ہو وہ عورت ہو یا مرد ہو ہم سب اپنے اعمال کے ذریعہ اپنے کاموں کے ذریعہ شیطان سے دور ہوجائیں اور رحمان سے قریب ہوجائیں۔ میں نے آپ کے سامنے ایک بات اور بھی بار بار کہی ہے کہ ابھی تک میرے ایسے بہت سے آدمی ہیں جو مومن بے شک ہیں مگر فقط زبان سے مومن ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ دل مومن ہوجائے ضرورت اس بات کی ہے کہ دماغ مومن ہوجائے دل مومن

ہو جائے تو دل میں جو تمنائیں پیدا ہوں گی وہ ایمانی تمنائیں ہوں گی۔ ایمانی آرزوئیں ہوں گی اور جب دماغ مومن اور مسلمان ہو جائے گا تو ہمارے سوچنے کا طریقہ ہمارے سوچنے کا انداز اسلامی اور ایمانی ہوگا۔ میں اس سلسلہ میں آپ سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ جتنا ہم نہ جانیں گے دین کو اتنا ہمارا دماغ بے دین رہے گا اور جتنا ہم دین کو جان لیں گے اتنا ہی ہمارا دماغ اور دل دیندار ہو جائے گا مثال کے طور پر ایک سوال ہمارے بچے کبھی کبھی پوچھا کرتے ہیں اور میں قبل اس کے کہ اس سوال کا تذکرہ کروں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے اس بات سے بڑی خوشی ہوگی کہ میں نے جو باتیں آپ کے سامنے کہیں اس میں سننے والوں نے کچھ باتیں مجھ سے پوچھیں جب کوئی مجھ سے کوئچن کرتا ہے سوال کرتا ہے تو میرے دل کو یہ اطمینان ہوتا ہے کہ میری محنت ضائع نہیں ہوئی میں نے جو باتیں کہیں وہ ہوا میں اڑ کے ضائع نہیں ہوگئی ہیں بلکہ دل و دماغ میں اتری ہیں میں جانتا ہوں کہ میرے پاس بہت تھوڑا سا علم ہے میں نے آپ کے سامنے ایک دن کہا تھا اگر میں کوئی بات غلط کہوں گا کوئی بات رانگ کہوں گا مجھ سے کوئی مسٹیک ہوگی اور میرا کوئی بھائی مجھے بتائے گا تو میں اس کا منبر سے اعلان کروں گا ویسا ہی اعلان کروں گا جیسا جناب حر نے اپنی غلطی کا اعلان کیا تھا تو میں آپ کی خدمت میں اس خوشی کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ جن بھائیوں نے بھی جن بچوں نے بھی مجھ سے باتیں پوچھیں تو مجھے اطمینان ہوا کہ میری محنت ضائع نہیں ہورہی ہے آپ شوق سے پوچھیں اگر میں جانتا ہوں تو بتا سکوں گا اور اگر نہیں جانتا ہوں تو آپ کا سوال میرے لئے ایک ذریعہ بنے گا کہ میں اور اسٹڈی کروں گا میرا اور علم بڑھے گا اور کبھی بتانے کے قابل ہو جاؤں گا تو میں اس سلسلہ میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں ہم دین کو جتنا پوچھتے جائیں گے دین کو جتنا سمجھتے جائیں گے اتنا ہی ہمارا یقین ہمارا فیتھ بڑھتا

جائے گا اور جتنا فیتھ بڑھتا جائے گا اتنا ہی فرق بڑھے گا عمل بڑھے گا لائف گزرے گی ہم صالح بنیں گے ہم گناہوں سے بچیں گے۔ ایک سوال میں آپ کے سامنے پیش کررہا تھا کہ بہت سے بچے یہ سوال کرتے ہیں کہ ہم تو ایسے گھر میں پیدا ہوئے جو اللہ کو مانتے تھے نبی کو مانتے تھے امامؑ کو مانتے تھے لہٰذا ہم کو اسلام معلوم ہو گیا ہم کو دین معلوم ہو گیا ہم کو آل محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کا دین معلوم ہو گیا لیکن اگزامپل کے طور پر ایک ایسا آدمی ہے جو ایسے گھر میں پیدا ہوا جہاں کوئی اللہ ہی کو نہیں جانتا تھا کوئی شریعت ہی کو نہیں جانتا تھا وہ کافر مر گیا تو اس کا کیا ہوگا تو جب کبھی مجھ سے پوچھنے والے یہ سوال کرتے ہیں تو جن کو دین کا اسلام کا پتہ نہیں چلا اور مر گئے وہ جنت میں جائیں گے یا دوزخ میں جائیں گے مولوی صاحب یہ بات ہمیں بتادو تو میں ان سے پہلی بات یہ کہتا ہوں کہ آپ کو سچن اس کے بارے میں کررہے ہیں جس کو دین کا پتہ نہیں لگا اس کو اسلام نہیں معلوم ہوا اس کے بارے میں آپ پوچھ رہے ہیں کہ وہ جنت میں جائے گا یا دوزخ میں جائے گا تو میں آپ کے کوسچن کا جواب دوں گا لیکن پہلی بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس کی بات چھوڑ دیجئے ہمیں تو معلوم ہو گیا کہ دین کیا ہے ہمیں تو معلوم ہو گیا کہ اسلام کیا ہے تو پہلے تو ہمیں یہ سوچنا کہ ہم دین کے جاننے والے دوزخ میں جارہے ہیں یا جنت میں جارہے ہیں ہم کو اس کی فکر ہے جو نہیں جانتا اور ہم کو اپنی فکر نہیں ہے جو ہم جانتے ہیں لیکن میں آپ کے سوال سے بھاگوں گا نہیں آپ یقین مانئے کہ ہم نہیں اسٹڈی کرتے ہیں ورنہ کوئی ایسا سوال نہیں ہے جس کا جواب محمدؐ وآل محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام نے نہ دے دیا ہو میں آپ کے کوسچن کو میں آپ کے سوال کو ذرا اور لینتھی اور وزنی بنا دینا چاہتا ہوں آپ ایسے بچے کے لئے پوچھ رہے ہیں جو کافر ماں باپ کے گھر میں پیدا ہوا جوان ہوا ففٹی ایٹ کا ہوا مر گیا اسے اسلام کا پتہ نہیں چلا۔ آپ پوچھ رہے ہیں جنت میں

جائے گا یا دوزخ میں جائے گا میں آپ کے سامنے یہ کہتا ہوں ایک کافر کے گھر بچہ پیدا ہوا ایک دن زندہ رہا اور مر گیا چھ مہینے زندہ رہا اور مر گیا پانچ سال زندہ رہا اور مر گیا بالغ ہونے سے پہلے تک رہا اور مر گیا اب یہ سوال ہے کہ یہ بچہ دوزخ میں جائے گا یا جنت میں جائے گا آپ نے تو ایک ہی سوال کیا تھا میں نے دوسرا سوال بھی بڑھا دیا اور تیسرا بھی سنئے ایک آدمی ایسا پیدا ہوا جو پاگل تھا پیدا ہی پاگل ہوا ساری زندگی پاگل رہا تو وہ جانتا ہی نہیں تھا کہ اچھی بات کیا ہے اور بری بات کیا ہے وہ پاگل پیدا ہوا اور پاگل مر گیا تو پھر کو بچن پیدا ہوا یہ کہاں جائے گا جنت میں جائے گا یا دوزخ میں جائے گا تو میرا کوئی بچہ سوچے گا کہ ہم تو ایک ہی سوال لائے تھے مولوی صاحب نے تو ایک کے بجائے تین تین سوال جمع کر دیے لیکن گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے اس لئے کہ گھبراہٹ وہاں ہوتی ہے جہاں بتانے والا نہیں ہوتا اور جہاں چودہ کے چودہ بتانے والے موجود ہیں وہاں سوالات کے پیدا ہونے سے گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے ہمارے ائمہ معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام نے بتایا کہ دنیا میں ایسے سارے آدمی جن کو کسی وجہ سے دین نہیں معلوم ہوسکا وہ بچپنے میں مر گئے وہ پاگل پیدا ہوئے یا کسی ایسی سوسائٹی میں پیدا ہوئے جہاں ان تک دین نہیں پہنچا سن کے نہ ماننے والے کی بات اور ہے مثال اس بات کی ہے کہ اس کو دین کا پتہ ہی نہیں لگا تو ان کے دوزخ یا جنت میں جانے کا فیصلہ یوں ہوگا بہت سے جوابات حدیثوں میں ہیں ان میں سے ہی ایک سناتا ہوں کہا ان کے جنت میں جانے یا دوزخ میں جانے کا فیصلہ یوں ہوگا کہ یہ کل قیامت کے دن زندہ کر کے لائے جائیں گے جو بچہ تھا وہ بھی آئے گا جو پاگل تھا وہ بھی آئے گا جو دنیا میں مذہب نہیں جان سکا تھا وہ بھی آئے گا اور یہ سب کہیں گے کہ پالنے والے اگر ہم کو دین کا پتہ چل جاتا تو ہمارے بارے میں فیصلہ کر سکتا تھا کہ ہم جنت میں جائیں یا دوزخ

میں جائیں تو اللہ حکم دے گا ملائکہ سے حکم دے گا کہ ذرا سا دوزخ کا ایک حصہ کھول دو اور جب دوزخ کا ایک حصہ کھولا جائے گا تو روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ اس میں سے جو آگ نکلے گی جیسے ہم زمین پر بیٹھ کے ہم آسمان اسکائی کو دیکھیں تو معلوم یہ ہوگا کہ دوزخ سے نکلنے والی آگ وہاں سے نکل کے آسمان تک پہنچے گی جب دوزخ کی آگ اس طرح دکھائی پڑے گی تو یہ سارے جو پاگل تھے جو بچے تھے۔ جن کو دین کا پتہ نہیں چلا تھا اب قیامت کے دن تو پاگل نہیں ہیں قیامت کے دن تو بچے نہیں ہیں اس دن تو ان کو دین کا پتہ لگ گیا ہے اب اللہ ان سے پوچھے گا یہ بتاؤ یہ دوزخ ہے تمہارے سامنے یہ جنت ہے تمہارے سامنے مجھ سے تمہاری باتیں ہو رہی ہیں اب تو تمہیں پتہ چلا کہ میں اللہ ہوں کہا ہاں پتہ چل گیا کہ آپ ہمارے خدا ہیں آپ ہمارے اللہ ہیں کہا مجھے اللہ مانتے ہو کہا بے شک مانتے ہیں کہا تو پھر میں تمہیں ایک حکم دیتا ہوں ایک آرڈر دیتا ہوں اسی پر فیصلہ ہوگا کہ تمہیں جنت جانا ہے یا دوزخ جانا ہے اگر میرا آرڈر مانو گے تو جنت جاؤ گے میرا آرڈر نہیں مانو گے تو دوزخ میں جاؤ گے تو یہ سب پوچھیں گے کہ پالنے والے ہم جنت میں جانا چاہتے ہیں تو ہمیں آرڈر دے دے تو اللہ کی طرف سے حکم ہوگا کہ میں خدا ہو کے تم سے کہتا ہوں کہ تم دوزخ کے اندر کود جاؤ اب دو طرح کے آدمی ہو جائیں گے ایک وہ ہوں گے کہ جب خدا نے کہا ہے اور ہم نے خدا کو خدا مان لیا ہے تو ہم کو اس کے آرڈر کو ماننا ہی ہے اور کود جانا ہے اور دوسرے وہ ہوں گے جو یہ سوچیں گے کہ یہ کون سی بات ہے کہ ہم آپ کو اللہ مانتے ہیں اور آپ ہم سے یہ کہتے ہیں کہ دوزخ میں کود جاؤ اور ہم جل جائیں ہم کودنے پر تیار نہیں ہیں تو وہیں پر ڈیوائڈ ہو جائیں گے تقسیم ہو جائیں گے ایک وہ ہوں گے جو اللہ پر ایسا فیتھ رکھیں گے کہ پالنے والے جنت کی کیا بات ہے دوزخ کی کیا بات ہے اگر تو ہم سے دوزخ میں کودنے کے لئے کہے گا

تو چونکہ ہم تجھ پر ایمان رکھتے ہیں لہٰذا کود جائیں گے ہمیں یقین ہے کہ تو غلط حکم دے نہیں سکتا ہے غلط بات کہہ نہیں سکتا ہے تیرا آرڈر غلط نہیں ہوسکتا ہے لہٰذا ہمارے لئے بھلائی ہمارے لئے اچھائی اسی بات میں ہوگی کہ ہم دوزخ میں کود جائیں جب وہ کود جائیں گے تو روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ وہ آگ ان کے لئے چلانے کے قابل نہیں رہے گی بلکہ جیسے جناب ابراہیم نمرود کی آگ میں ڈالے گئے تھے تو وہ آگ ان کے لئے گلزار بن گئی تھی ویسا ہی اللہ کے کہنے پر جو بھی دوزخ میں کود جائے گا اس کے لئے وہ آگ گلزار بن جائے گی جلائے گی نہیں آرام کے لئے جیسے ہم ایک پارک میں بیٹھے ہوتے ہیں اس طرح کی آگ بن جائے گی اور جو اللہ کے آرڈر پر عمل نہیں کریں گے اللہ ان کو آواز دے گا دیکھو تم کو زندگی میں دین کا پتہ نہیں چلا تھا تو آج تو پتہ چل گیا تم میں کون ماننے والا ہے اور کون نہیں ماننے والا ہے جو نہیں ماننے والا ہے اس کی جگہ دوزخ ہے جو ماننے والا ہے اس کی جگہ جنت ہے ایک صلوات بھیج دیں محمدؐ وآل محمدؐ پر۔ نہیں ہم نے اتنے دن مجلسیں پڑھیں آپ سے صلوات نہیں پڑھوائی اس لئے نہیں پڑھوائی کہ ہم یہ سمجھتے تھے آپ کو صلوات پڑھنا خود آتی ہوگی لیکن ہم نے محسوس کیا کہ ہمیں یہ بھی سکھانا ہے کہ جب حضورؐ کا نام لیا جائے تو صلوات پڑھئے مل کے صلوات پڑھئے اور بلند آواز سے درود بھیج دیں محمدؐ وآل محمدؐ پر۔

تو میں نے ایک مسئلہ آپ کے سامنے اس لئے بیان کیا کہ جتنا ہم دین جانتے جائیں گے اتنا شک دور ہو جائے گا شبہ ختم ہو جائے گا یقین بڑھتا جائے گا اور جتنا فیتھ بڑھتا جائے گا اتنا ہی آدمی دیندار بنے گا اپنی لائف کو گناہوں سے بچائے گا خدا ورسولؐ اور نبیؐ اور امامؑ کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرے گا ہمارے سماج میں ہماری سوسائٹی میں ایک بڑی عجیب وغریب افسوس کی بات ہے کہ ہم دنیا کی ہر

بات کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں اگر میں واچ خرید کر کے لاتا ہوں تو خرید نے سے پہلے پوچھ لیتا ہوں اس کو ایڈ جسٹ کیسے کرنا ہے اس کا ٹائم کیسے دیکھنا ہے یہ خراب ہو جائے تو کہاں جانا ہے اور اگر بچے نے ہاتھ لگایا تو ہم نے کہا کہ نہیں یہ تمہارے چھونے کی چیز نہیں ہے تو معمولی سی چیز ہم لاتے ہیں تو پہلے اسے جان لیتے ہیں تب اسے استعمال کرنا شروع کرتے ہیں لیکن دین بچارہ ایسا غریب ہے کہ ہم مسلمان ہونا چاہتے ہیں ہم مومن ہونا چاہتے ہیں لیکن جانے بغیر۔ دین کو ہم نے جانا نہیں اور ہم مسلمان ہونا چاہتے ہیں تو ایسا اسلام جو ہے وہ بھی کمزور ہے کبھی اتنا کمزور ہوگا کہ ایک ہلکے سے شک کے ذریعہ ختم ہو جائے گا تو میں آپ کو دعوت دوں گا کہ اگر آپ دنیا میں ہزاروں چیزیں پڑھتے ہیں تو آپ کا یہ بھی فریضہ ہے کہ آپ دین کی اسٹڈی کریں آپ دین کو سمجھیں آپ دین کو پڑھیں کوشش کریں اور ان لوگوں سے پوچھیں جو دین کو جانتے ہیں ایک کے بعد دوسرا ہوتا ہے جو زیادہ علم رکھتا ہے اس کے بعد تیسرا ہوتا ہے جو اس سے زیادہ علم رکھتا ہے تو ایسے اگر ہماری سوسائٹی دین پڑھ کے سمجھ کے مسلمان ہوگی تو اس کے دل میں شک اور شبہے نہیں پیدا ہوں گے میں آپ کے سامنے دین کے نہ جاننے کی بناء پر جو ہماری سوسائٹی میں الجھنیں پیدا ہوتی ہیں ان میں سے دو ایک کا اور تذکرہ کرنا چاہتا ہوں ہماری سوسائٹی میں کبھی کبھی ایک ایسی فیملی بھی ہوتی ہے کہ جو روز کماتا ہے وہ گھر کی روزی کماتا ہے باپ ہے شوہر ہے بھائی ہے کوئی بھی ہے روزی کماتا ہے اور روزی کمانے والا اللہ کی راہ میں خیرات کرتا ہے نیکی کرتا ہے ذرا بات کو سمجھنے کی کوشش کیجئے گا کہ ہم جب تک دین کو سمجھیں گے نہیں تب تک جو کچھ شک اور شبہے پیدا ہوں گے وہ نہ سمجھنے کی بناء پر پیدا ہوں گے تو ایک آدمی نے مثلاً وہ سروس کرتا ہے کہیں وہ امپلائی ہے مہینے میں سارے مہینے کام کرنے کے بعد اس کو تھاؤزنڈ پاؤنڈ ملتے ہیں اس میں

کس کا کس کا حصہ ہے اس کے دو بوڑھے ماں باپ ہیں اس کا خرچ بھی اس کے ذمہ واجب ہے اس کے ساتھ اس کی بیوی رہتی ہے اس بیوی کا خرچ دنیا میں اس پر واجب ہے جو چھوٹے چھوٹے بچے نابالغ ہیں ابھی کما نہیں رہے ہیں ان کا خرچ دینا بھی اس پر واجب ہے تو یوں سمجھئے ایک خود ہے ایک بیوی ہے دو ماں باپ ہیں چار ہو گئے اور چھ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں تو اب ذرا ڈیوائڈ کیجئے تو سیدھا سیدھا حساب یہ لگے گا کہ اس میں سے ہر ایک آدمی کے حصے میں سو سو پاؤنڈ آتے ہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ کمانے والے کے سو پاؤنڈ باپ کے سو پاؤنڈ ماں کے سو پاؤنڈ ہیں۔ میں ایک حساب لگا رہا ہوں اکزامپل جو اکزامپل ہوتا ہے اس پر زیادہ بحث نہیں کی جاتی ہے اب ہم جو آنے لگے مجلس میں تو پہلے دن تنخواہ لے کر کے آرہے تھے پے لے کر آرہے تھے ایک آدمی نے کہا یہ کار خیر ہے ہم نے پورے ہزار کے ہزار پاؤنڈ نکالے اور راہ خدا میں دے دیئے ہم نے کہا کہ دیکھئے اللہ نے آج ہمیں کیسی توفیق دی کہ ہم نے اپنے پورے منتھ کی پے راہ خدا میں دے دی ہے جنت ملے گی ثواب ملے گا گھر پہنچے تو بیوی نے کہا کہ پیسے کہاں ہیں ہم نے کہا وہ راہ خدا میں دے دیئے باپ نے کہا ہماری دوا کہاں سے آئے گی کہا ہم نے تو پیسے راہ خدا میں دے دیئے بچے نے کہا ہماری فیس کہاں سے آئے گی ہم نے کہا وہ تو ہم نے راہ خدا میں دے دیا اب ہم کہہ رہے ہیں راہ خدا میں دے دیا ثواب ملے گا وہ کہتے ہیں ثواب لے کے کھائیں ثواب لے کے پہنیں ثواب لے کے ہم اچھے ہو جائیں کیا کریں اب گھر میں جھگڑا ہو رہا ہے یہ کہتا ہے تم لوگ کیسے بے دین ہو میں نے راہ خدا میں دیا ہے تم جھگڑا کر رہے ہو وہ کہتے ہیں آپ نے راہ خدا میں دیتے وقت کیوں نہیں یاد رکھا کہ ہم کیسے بھوکے رہیں گے ہم کیسے ننگے رہیں گے تو اس میں بات کیا ہے تو اس میں بات یہ ہے کہ ہم نے مذہب کی قائم کی ہوئی حدوں اور لائنوں کو

نہیں پہچانا۔ کیا ہے میں نے ابھی آپ کے سامنے اکزامپل کے طور پر بات کہی ہے کہ اگر ہم نے تھاؤزنڈ پاؤنڈ کمائے تو اس میں سو پاؤنڈ میرے ہیں تو مجھے راہ خدا میں یہ حق حاصل ہے کہ جو میرا حصہ ہے وہ میں پورا حصہ دے دوں راہ خدا میں اور میں تکلیف اٹھاؤں مجھے یہ حق نہیں ہے کہ میں باپ کا حصہ بھی دے دوں میں ماں کا حصہ بھی دے دوں میں بیوی کا حصہ بھی دے دوں میں بچوں کا حصہ بھی دے دوں تو چونکہ مذہب نے لائنیں قائم کی تھیں کہ تمہاری روزی اتنی ہے اس میں سے تم کو خیرات کرنے کا حق حاصل ہے بھائی کے حصے میں سے خیرات کرنے کا حق حاصل نہیں ہے میں اسی بات کو مولائے کائنات امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہما الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے ایک واقعہ کے ذریعہ آپ کو سنانا اور سمجھانا چاہتا ہوں مجھے معلوم ہے یہاں جتنے بھی سننے والے ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہوگا جو اس واقعہ کو نہ جانتا ہوگا امام حسنؑ امام حسین علیہما الصلوٰۃ والسلام بیمار ہوئے حضور سرور کائنات جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بیمار نواسوں کو دیکھنے آئے۔ ذرا آپ اس واقعہ کو تھوڑا تھوڑا کر کے سنیں اور یہ دیکھتے جائیں کہ کہاں کہاں سیکھنے کی باتیں ہیں کہاں کہاں سے سبق حاصل کرنے کی باتیں ہیں۔ پیغمبرؐ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ زہراؑ سے کہا کہ بیٹی اپنے بچوں کے اچھا ہونے کے لئے نذر مان لو منت مان لو جناب فاطمہؑ نے کہا کہ بابا میں نذر مانتی ہوں کہ میرے بچے اچھے ہو جائیں گے تو ہم تین دن روزے رکھیں گے اب میں آپ کی خدمت میں آگے بڑھنے سے پہلے ایک بات کہنا چاہتا ہوں آج ہم کہتے ہیں پالنے والے تجھے حسینؑ کا واسطہ کہ ہمیں اچھا کر دے اور ہم اچھے ہو جاتے ہیں حسینؑ تو حسینؑ ہم عباسؑ کا واسطہ دیتے ہیں ہماری مراد پوری ہو جاتی ہے ہم اکبرؑ واصغرؑ کا واسطہ دیتے ہیں ہماری منت مراد پوری ہو جاتی ہے آپ جانیں تو آپ کو واقعات ملیں گے حبیب ابن

مظاہرؑ کی قبر پکڑ کے ہم دعا کرتے ہیں تو ہماری منت پوری ہو جاتی ہے تو حسینؑ کے صحابی کے ذریعہ ہماری تکلیف دور ہو سکتی ہے تو کیا حسینؑ اچھے نہیں ہو سکتے تھے ان کو ضرورت تھی منت ماننے کی نہیں ضرورت نہیں تھی وہ اچھے ہو سکتے تھے لیکن ان کو ہمارے لئے میسیج دینا تھا کہ جب تم کسی مشکل میں پڑ جاؤ تو جیسے ہم نے روزے کی منت مان کے اپنے کو مشکل سے نکالا ہے یہ تمہارے لئے میسیج ہے ہمارے لئے اس کی ضرورت نہیں ہے مولائے کائنات نے کہا میں بھی تین روزے رکھوں گا۔ گھر کی کام کرنے والی فضہؑ تھی جن کے ساتھ برتاؤ کیا تھا ایک دن خود فاطمہ زہراؑ کام کرتی تھیں اور ایک دن فضہؑ کام کرتی تھیں فضہؑ بیٹھی رہتی تھیں اور فاطمہؑ کام کرتی تھیں اور فاطمہ بیٹھی رہتی تھیں اور فضہؑ کام کرتی تھیں یہ کیا تھا فضہؑ اس پر راضی نہیں ہو سکتی تھیں لیکن فاطمہؑ نے کہا مجھے ایک آئیڈیالوجی پیش کرنا ہے کہ گھروں میں جب بھی سرونٹ ہو تو ان کو اپنے جیسے برابر کا انسان سمجھا جائے تو ٹھیک ہے فاطمہؑ جیسی کوئی بی بی نہیں ہے لیکن میں تم کو برابر کا حصہ دے کے اپنے ماننے والوں کو مذہب کی لائنیں بتانا چاہتی ہوں کہ کہاں تک آدمی کا مالک ہونے کا حق ہے اور کہاں تک سرونٹ ونوکر کا جناب فضہؑ نے کہا میں بھی روزے رکھوں گی تین ہو گئے روزہ رکھنے والی بیماری چلی گئی ٹمپریچر ختم ہو گیا بچے اچھے ہو گئے ہمارے یہاں کیا ہوتا ہے جب کسی کیس میں پھنس گئے جب کسی لاس کی خبر آگئی تو ہم نے کہا پالنے والے اس مشکل سے بچا دے تو پھر ہم یہ کام اللہ کے لئے تیری خوشنودی کے لئے کریں گے اور جب مشکل سے نکل گئے اور کسی نے پوچھا کہ جو منت مانی تھی وہ تم نے پوری کی کہا ہاں سوچ رہے ہیں یعنی جب ہم نے دعا کی تھی تو ہم نے یہ چاہا تھا کہ پالنے والے جیسے ہماری زبان سے دعا نکلے تو سوچنا نہیں ہمارا کام کر دینا اور جب کام ہو گیا تو ہم سوچ رہے ہیں۔ آل محمدؐ نے کیا بتایا کہ جیسے ہی کام ہو جائے ویسے ہی نذر کو منت کو پورا

کرو روزے شروع ہوگئے تو منت مانی تھی ماں نے باپ نے جناب فضہؑ نے مگر بیماری سے اٹھنے والے امام حسنؑ اور امام حسینؑ نے بھی روزے رکھے میں پوچھتا ہوں شاہزادے آپ کیوں روزے رکھ رہے ہیں کہا کہ ہم اس لیے روزے رکھ رہے ہیں کہ ہم جانتے ہیں کہ ہمارے نام لینے والی قوم جو پیدا ہوگی اس میں ایسے بھی ماں باپ پیدا ہوں گے جو کہیں گے ہم بڑھے ہوگئے ہیں گھر میں پڑے رہتے ہیں ہاؤس میں رہتے ہیں لہٰذا ہم روزہ رکھیں گے تم کو فیکٹری میں جانا ہے تم کو آفس میں جانا ہے تم کو ورک کرنا ہے تم روزہ رمضان میں نہ رکھو۔ میں جب کبھی ایسی فیملیوں کی باتیں سنتا ہوں جہاں وائف اپنے ہسبینڈ سے یہ کہتی ہے آپ کو تکلیف ہوگی ہم گھر میں رہتے ہیں لہٰذا ہم روزہ رکھ لیں گے یہ بھی ہم انڈیا کی بات کرر ہے ہیں ورنہ لندن میں تو کوئی وائف گھر کے اندر رہتی نہیں تو میں گزارش یہ کرنا چاہتا تھا کہ آپ کو تکلیف ہوگی آپ کو ورک کرنا ہے آپ روزہ نہ رکھئے ہم روزہ رکھیں ماں باپ کہتے ہیں بیٹا ابھی تم جوان ہو تم کو روزہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے ہم قبر میں پیر لٹکائے ہیں ہم روزہ رکھتے ہیں تو میں جب کبھی ایسا وقت آتا ہے میرے دل میں خیال آتا ہے یہ ماں باپ اولاد کے چاہنے والے نہیں ہیں یہ بیوی اپنے شوہر سے محبت کرنے والی نہیں ہے یعنی ریزلٹ کیا ہے ریزلٹ یہ ہے کہ تم جا کے روزی کما کے لاؤ تا کہ ہم کھائیں ہم روزہ رکھ کے جنت میں جائیں تم روزہ نہ رکھ کے دوزخ میں جاؤ تو جو ماں باپ اپنی روزی کے لئے اولاد کو دوزخ میں بھیجیں یہ چاہنے والے تو نہیں ہیں تو امام حسینؑ نے کہا ہم نے منت نہیں مانی ہے روزہ واجب نہیں ہے مگر ہم رکھ کے بتاتے ہیں اگر تم حسینؑ وحسنؑ کے ماننے والے ہو تو کبھی زندگی میں ایسا نہیں ہونے پائے کہ واجب روزے کا وقت آجائے اور روزہ نہ رکھو۔ روزہ رکھا کیسے روزہ رکھا سب نے روزہ رکھا مولائے کائنات امیر المومنین

علی ابن ابی طالب علیہما الصلوٰۃ والسلام نے تھوڑا سا اون لا کے دیا تھوڑا سا اون لا کے دیا اور معصومہؑ نے دن بھر اس اون سے دھاگا بنایا میں پوچھنا چاہتا ہوں مولاؑ کیا آپ روزی نہیں کما سکتے ہیں کہ فاطمہؑ جب روزی کمائیں گی تب گھر چلے گا کہا نہیں میں روزی کماتا ہوں میں روزی کما سکتا ہوں اور اتنی روزی کماتا ہوں کہ اپنے جسم کی محنت سے جس میں پسینہ سر سے بہتا ہوا پیر تک آتا ہے اس سے اتنی دولت پیدا کرتا ہوں کہ ہزار غلام آزاد کرتا ہوں لیکن میں ایک آئیڈیالوجی دینا چاہتا ہوں کہ جب زمانہ آگے بڑھے گا تو مرد بھی روزی کمانے کے لئے نکلیں گے عورتیں بھی روزی کمانے کے لئے نکل پڑیں گی تو اس وقت سوال پیدا ہوگا کیسے روزی کمانا چاہئے تو آج فاطمہؑ اس لئے اون سے دھاگا بنا رہی ہیں کہ یہ بات یاد رکھنا چاہئے کہ اگر روزی کمانا ہی ہے تو گھر کے اندر رہ کے کمانا چاہئے گھر سے باہر نکل کے نہیں کمانا چاہئے لوگ ہم سے کہتے ہیں ان باتوں کو سنانے کا زمانہ نہیں رہا ہے اب ان کو کون سنے گا میں یہ کہتا ہوں کہ جب لوگ سن لیا کرتے تھے تب تو چاہے نہ بھی سنایا جاتا کوئی حرج نہیں ہے لیکن جب نہیں سنا جا رہا ہے تبھی تو سنانے کا موقع پیدا ہوتا ہے اگر یہ بات ہے کہ جب سننے والے نہ سنیں تب نہ سنایا جائے تو حضورؐ کو اس عرب میں نہیں بھیجنا چاہئے تھا جو سننے پر تیار نہیں تھا حسینؑ ابن علیؑ کو عاشور کی صبح کو شام کے لشکر کے سامنے تقریر نہیں کرنا چاہئے تھا جب لشکر سننے پر تیار نہیں تھا تو نبیؐ اور نواسۂ نبیؐ حسینؑ نے کہا سننے والے سنیں گے یا نہیں سنیں گے تم کو اس کی فکر نہیں کرنا چاہئے تم کو حق بات کہنا چاہئے پیغام پہنچانا چاہئے میں ستر ہزار یزیدی فوج کے سامنے لیکچر دے رہا ہوں سننے والے سنتے ہیں نہیں سننے والے سنتے ہیں اگر میری تقریر کو سن کے ایک حُر نکل آتے ہیں ان کے ساتھ ان کا ایک بیٹا نکل آتا ہے تو میرا لیکچر ضائع نہیں ہوتا ہے تو عزیزو! یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ اس زمانے میں کون سنے گا نہیں زمانے کا

سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے ہم زمانے کے امامؑ کے ماننے والے ہیں زمانے کو اپنا امام نہیں مانتے تو جب ہم زمانے کے امامؑ کو اپنا امامؑ مانتے ہیں تو پھر ہم کو ان کے راستے پر چلنا چاہئے تو میں ڈیٹیل اور تفصیل میں چلا جاؤں گا تو جو ضروری باتیں کہنی ہیں ان میں سے کچھ باتیں چھوٹ جائیں گی لہٰذا میں مختصر طور پر کہنا چاہتا ہوں دن بھر فاطمہؑ نے کام کیا محنت کی اور شام کو اس کے عوض میں جو جو ملے تھے وہ پیسے اور پسینے کے بعد روٹیاں پکائیں اور روٹیاں پکانے کے بعد جب پانچ روٹیاں تیار ہوئیں ایک روٹی علیؑ کے سامنے ہے ایک فاطمہؑ کے سامنے ہے ایک فضہؑ کے سامنے ہے ایک حسنؑ کے سامنے ہے ایک حسینؑ کے سامنے ہے کہ دروازہ پر آ کے ایک آدمی نے آواز دی اے آل محمدؑ ہم بھوکے ہیں اے آل محمدؑ ہم بھوکے ہیں تو اگر آپ واقعہ پڑھتے ہیں تو ذرا گہری نظر سے پڑھئے تو اس میں آپ کو یہ نہیں ملے گا کہ علیؑ نے اٹھ کر اپنی روٹی دی ہو اور فاطمہؑ سے کہا ہو تم بھی اپنی روٹی دے دو یا فاطمہؑ نے فضہؑ سے کہا ہو تم اپنے حصہ کی روٹی فقیر کو دے دو نہیں سب نے اپنی اپنی مرضی سے روٹی دی کہنا یہ چاہتا ہوں کہ گھر کی خادمہ سے بھی زبردستی نہیں کی۔

لیکن ہمارے سماج میں بہو کبھی نوکرانی سے بدتر ہو جاتی ہے اور کبھی ساس خادمہ سے بدتر کبھی ان کا حکم ان پر چلتا ہے کبھی ان کا حکم ان پر چلتا ہے۔ یہ درست نہیں ہے سیرت فاطمہؑ و سیرت علیؑ کے خلاف ہے۔

ماں کو جو بیٹے کی وائف ہے اس کی ماں نہیں ہے اس کا جتنا حق ہے اپنے بیٹے پر ہے بیٹے کی بیوی پر کوئی حق نہیں یہ اصل میں ہم نے جوائنٹ فیملی رکھ کر کے مذہب کو سمجھے بغیر اپنے کو پابند نہیں رکھا ہے لہٰذا یہ مشکلیں پیدا ہوتی ہیں ماں کو جو کچھ کہنے کا حق حاصل ہے وہ اپنے بیٹے سے کہنے کا حق حاصل ہے بیٹے کی بیوی سے کہنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے اور اگر ماں یہ کہتی ہے بیٹے سے کہ تم اپنی بیوی پر ظلم کرو تو

اب ماں کی بات ماننا واجب نہیں ہے کیوں اس لئے کہ ظلم گناہ ہے مومن ہو یا مومنہ ہو اس کے دل کو دکھ پہنچانا یہ جائز نہیں ہے اگر کوئی ایسی ساس ہے جو اپنی بہو کو تکلیف دیتی ہے تو اسے یاد رکھنا چاہئے کہ بہو کو تکلیف دینا ظلم ہے اور کسی مومن یا مومنہ پر ظلم کرنے والے کی سزا بڑی سخت سزا ہے اور اگر کوئی بہو ہے جو اپنی ساس کو تکلیف دیتی ہے تو یہ بھی ظلم ہے۔ حضور سرور کائنات جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج سے واپسی کے بعد کچھ حدیثیں ارشاد فرمائی تھیں ان میں سے ایک آپؐ نے یہ فرمایا کہ مرنے کے بعد سب لوگ ایک دن زندہ کئے جائیں گے قیامت کے دن زندہ کئے جائیں گے اور کیسے کیسے زندہ کئے جائیں گے میں سب نہیں سنا سکوں گا لیکن چند باتیں سن لیجئے ایک دن میں نے سنایا تھا آپ کو کسی مجلس میں کہ حضورؐ نے فرمایا کچھ لوگ میدان محشر میں قیامت کے دن اس طرح سے اٹھا کے لائے جائیں گے کہ ان کی آنکھوں میں آگ کے کیل ٹھونک دیئے گئے ہوں گے اس میدان محشر میں قیامت کے دن اس طرح سے زندہ کر کے لائے گئے ہوں گے کہ ان کے ہاتھ اور پیر کاٹ دیئے گئے ہوں گے اس میدان محشر میں اس طرح سے اٹھا کے لائے جائیں گے کہ ان کے جسم پر باڈی پر کفن نہیں ہوگا وہ بالکل سر سے پیر تک ننگے اور برہنہ ہوں گے۔ کچھ آدمی اس طرح سے میدان محشر میں اٹھا کے لائے جائیں گے کہ وہ چلیں گے مگر وہ یہ سمجھ نہیں سکیں گے کہ ہم کدھر چل رہے ہیں ہمارا پیر کدھر پڑ رہا ہے۔ کچھ لوگ میدان محشر میں اس طرح سے اٹھا کے لائے جائیں گے کہ ان کی باڈی سے جسم سے ایسی تکلیف دہ بدبو آرہی ہوگی کہ جہاں وہ کھڑے ہوں گے وہاں کے لوگ کہیں گے پالنے والے جو سزا چاہے ہم کو دے دے مگر اس آدمی کو ہم سے ہٹا دے اس کے جسم سے نکلنے والی بدبو ہم برداشت نہیں کر سکتے ہیں کچھ لوگ میدان محشر میں اس طرح سے اٹھا کے لائے جائیں گے کہ ان کی زبان ان کے سینے

تک لٹکی ہوئی ہوگی اور ان میں سے انتہائی بدبودار پیپ بہہ رہا ہوگا وہاں کے لوگ بھی فریاد کریں گے مالک ان سے ہم کو دور کردے۔ مالک ان کو ہم سے دور کردے۔ تو جب حضور سرور کائناتؐ نے یہ حدیثیں بیان کیں تو سننے والوں نے گھبرا کے کہا حضورؐ یہ بھی تو بتا دیجئے کہ یہ کون لوگ ہوں گے تو ایک دن میں نے آپ کو ایک فقرہ سنایا تھا کہ پیغمبرؐ نے کہا کہ جن مردوں نے نامحرم عورتوں کو دیکھا ہوگا یا جن عورتوں نے نامحرم مردوں کو دیکھا ہوگا ان کی آنکھوں میں کیل ٹھونک دیئے جائیں گے آنکھ کے سامنے آجانا نظر پڑ جانا اس میں کوئی گناہ نہیں ہے دیکھنا یعنی نیت کرنا کہ ہم دیکھ رہے ہیں اور وہاں سے گناہ پیدا ہوتا ہے۔ میں نے آپ کو بتایا تھا کہ جب سامنے کوئی نامحرم آجائے آدمی آنکھ نیچی کر لے گناہ سے بچ جائے گا پھر پیغمبرؐ سے لوگوں نے پوچھا کہ حضورؐ سب کی باتیں بیان کیجئے کہا جن کی زبان سینے پر جسم پر لٹکی ہوئی ہوگی اور بدبودار پیپ اور پس اس میں سے بہہ رہا ہوگا یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے مومن کی غیبت کی ہوگی تو اگر ایک بہو ستائے گی ساس کو ایک ساس ستائے گی بہو کو تو غیبت ہوگی یا نہیں ہوگی کہا مولا رسول اللہ یہ بتایئے ہاتھ پیر کن کے کٹے ہوں گے کہا جنہوں نے کسی پر ظلم کیا ہوگا ان کے ہاتھ پیر کٹے ہوں گے کہا وہ کون لوگ ہوں گے جو چلتے ہوں گے اور پہچانتے نہیں ہوں گے ہم کدھر جا رہے ہیں کہا کہ یہ بیاج کھانے والے ہوں گے یہ سود کھانے والے ہوں گے یہ انٹریسٹ کھانے والے ہوں گے کہا رسول اللہ وہ لوگ کون ہوں گے جن کے جسم سے بدبو آتی ہوگی کہا یہ وہ ہوں گے جنہوں نے حرام سے روزی حاصل کی ہوگی حلال سے روزی حاصل نہیں کی ہوگی۔ میرے سننے والوں کو ایک بات یاد ہوگی کہ میں نے ایک دن کہا تھا کہ مذہب کا سب سے بڑا احسان ہم پر یہ ہے کہ وہ آنے والے عذاب کے بارے میں ہوشیار کر رہا ہے تاکہ ہم اپنے آپ کو عذاب سے بچا سکیں آج ہم توبہ کر

سکتے ہیں آج ہم راستہ بدل سکتے ہیں تو ہمارے گھروں میں مذہب کی قائم کی ہوئی لائنوں پر عمل نہیں ہورہا ہے اس لئے مشکل پیدا ہوتی ہے میں نے ابھی آپ کے سامنے مثال دی اگر میں اپنے حصے میں سے راہ خدا میں دے دوں اور فاقہ کروں تو مجھے اطمینان رہے گا تو مجھے اپنے فیملی ممبر کے حق میں سے حق نہیں ہے کہ میں خیرات کروں ان کا خرچ پورا کردوں اس کے بعد مجھے اجازت ہے ویسا ہی ماں بیٹے کی ماں ہے بیٹے کی بیوی کی ماں نہیں ہے اس کو جو کچھ حق ہے وہ بیٹے پر حق ہے اپنی بہو پر کوئی حق نہیں ہے اور کسی کو کسی پر ظلم کرنے کا کوئی حق نہیں ہے اگر ہمارے گھروں میں ظلم ہوتا ہے تو کئی گناہ ساتھ ساتھ ہوتے ہیں۔ مومن کے دل میں مومن سے جب دشمنی پیدا ہوتی ہے تو یہ بھی گناہ گناہ کبیرہ ہے جب ہم اس کی غیبت کرتے ہیں یہ بھی گناہ کبیرہ ہے جب ہم اس کو دکھ دینے والی باتیں کہتے ہیں یہ بھی گناہ کبیرہ ہے تو میں آپ کی خدمت میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ہمارے گھروں میں فیملی میں جب ممبر سب ساتھ رہتے ہیں تو سب کا حق اس طرح ادا ہو کہ کسی پر ظلم نہیں ہونے پائے کسی کے دل کو دکھ نہ پہنچے پائے یہ ایسا مشکل راستہ ہے جس کے لئے یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ یہ بال سے زیادہ باریک ہے یہ تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہے یہ آگ سے زیادہ گرم ہے جب ہم دنیا میں اس راستے پر گزر جائیں گے ماں کو ماں کا حق مل جائے بیوی کو بیوی کا حق مل جائے بھائی کو بھائی کا حق مل جائے تو پھر وہ راستہ جس کا نام صراط ہے جو دوزخ پر کھنچا ہوا ہوگا جس کے لئے بتایا ہے حدیث میں کہ وہ بال سے زیادہ باریک ہوگا تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہوگا جو اس دنیا میں رائٹس کو ادا کر کے ظلم کئے بغیر زندگی بسر کرلے گا وہ وہاں کا پل بھی پار کرلے گا وہ وہاں کا راستہ بھی پار کرلے گا ہمارے درمیان بہت سی بحثیں پیدا ہوتی ہیں بہت سے بیکار کے ڈسکشن ہوتے ہیں صرف اس لئے ہوتے ہیں کہ ہم مذہب جانتے نہیں ہیں

مذہب جاننا نہیں چاہتے ہیں مذہب ماننا نہیں چاہتے ہیں اور جانے بغیر اس میں ہم دخل دیتے ہیں آپ ہی بتائیں یہ مائک فیل ہوجائے تو میں مائک پر بولنا تو جانتا ہوں مگر فیل ہوجانے والے مائک کوٹھیک کرنا تو نہیں جانتا ہوں تو جب میں ٹھیک کرنے لگوں گا تو اور خراب ہوجائے گا میرا لیکچر بھی بند ہوجائے گا تقریر بھی بند ہوجائے گی اور اس کی بھی مٹی خراب ہوجائے گی تو جب یہ چھوٹی چھوٹی ہم مثالیں سمجھتے ہیں تو ہم کو مذہب کے بارے میں پہلے معلومات حاصل کرنا چاہئے میں آپ کو ایک لائن دینا چاہتا ہوں وہ لائن یہ ہے کہ ہمارے لئے دین کے دو حصے ہوتے ہیں ایک ہے اصول دین ایک ہے فروع دین۔ اصول دین کیا یعنی اللہ ایک ہے وہ ہر عیب اور برائی سے پاک ہے اور عادل ہے اس نے ہماری ہدایت کے لئے ہماری گائڈنس کے لئے ہماری رہبری کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیؑ بھیجے ہیں جن میں اول جناب آدمؑ ہیں اور آخری حضور سرور کائنات جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ یہ ایک لاکھ چوبیس ہزار جتنے نبی آئے ہیں یہ سب کے سب معصومؑ ہیں اور پیغمبرؐ آخری نبیؐ ہیں اور جب ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ ماں باپ جب بچے کو پالتے ہیں تو کھلانے پلانے سے زیادہ اس کے ایجوکیشن کی فکر کرتے ہیں تاکہ فیوچر نہ خراب ہونے پائے تو جب ہم یہ دیکھتے ہیں تو ہمیں خیال پیدا ہوتا ہے کہ جس رحمان ورحیم خدا نے ہمیں پیدا کیا ہے وہ ایسا نہیں کرسکتا ہے کہ ہمیں روزی تو دے لیکن ہمارے لئے ایجوکیشن کا کوئی انتظام نہیں کرے تو اگر ماں باپ اپنی اولاد کے لئے ایجوکیشن ضروری سمجھتے ہیں تو رحمان و رحیم خدا اپنے بندوں کے لئے ایجوکیشن ضروری سمجھتا ہے یہ پڑھانے والے جو آتے ہیں نبیؑ ہوتے ہیں امامؑ ہوتے ہیں اور جو وہ کورس لے کر آتے ہیں وہ دین ہوتا ہے شریعت ہوتی ہے۔ شریعت پر ہم عمل کیسے کریں بڑی سیدھی سیدھی ہم نے ایک بار ایک بچے سے پوچھا کہ اماں تم کیسے

مانتے ہو کہا سیدھی بات یہ ہے کہ ہم سال بھر اسٹڈی کرتے ہیں جب لوگ سوتے ہوتے ہیں جب بھی ہم جاگ کے اسٹڈی کرتے ہیں ہمیں معلوم ہے اکزام میں اگر ہم نے نمبر نہیں حاصل کئے تو ہم کو کلاس نہیں ملے گا ہم یونیورسٹی میں نہیں جاسکیں گے ہمیں ہماری زندگی میں جاب نہیں مل سکے گا ہمارا فیوچر خراب ہو جائے گا تو چونکہ امتحان پاس کرنا ہے لہٰذا اسٹڈی ہونا ہے تو اگر امتحان پاس کرنے کا خیال نہ ہو کہ پاس ہو یا نہ ہو پڑھو یا نہ پڑھو تم کو ڈگری ملنے ہی والی ہے تو کون پڑھے گا جب کوئی نہیں پڑھے گا تو معلوم ہوا اکزام میں آدمی پاس ہونے کے لئے اسٹڈی کرتا ہے تو اگر اس زندگی کا اکزام مرنے کے بعد خدا کے سامنے نہیں ہونے والا ہے تو نہ کوئی برائی اور گناہ چھوڑے گا اور نہ کوئی نیکی کرے گا۔ یعنی یہ وہ چیزیں ہیں جن سے پتہ چلا ہم نے اصول دین سمجھ کے مان لیا۔ اصول دین جب ہم نے سمجھ کے مان لیا تو اب فروع دین شروع ہوئے نماز ہے روزہ ہے جتنی چیزیں واجب ہیں جتنی چیزیں حرام ہیں یہ سب فروع دین میں شامل ہیں یہاں کیا ہے فروع دین یعنی آرڈرس کیا ہیں خدا کے آرڈرس کیا ہیں نبیؐ اور امامؑ کے آرڈرس کیا ہیں اب یہاں سمجھنا نہیں ہے یہاں عمل کرنا ہے۔ ہم سے جو سب سے بڑی غلطی ہوتی ہے وہ یہ ہوتی ہے کہا خدا کو مانتے ہو کہا ہاں مانتے ہیں ہم نے کہا کہ کیوں مانتے ہو کہا ارے ہمارے باپ مانتے ہیں ہم نے کہا باپ کیوں مانتے ہیں کہا ان کے باپ مانتے ہیں ارے صاحب ہم تو مانتے ہی چلے آرہے ہیں تو جہاں سمجھ کے ماننا چاہئے وہاں باپ نے کہا مان لیا ان کو ان کے باپ نے کہا انہوں نے مان لیا اور جب خدا کو مان لیا نبی کو مان لیا امامؑ کو مان لیا تو کسی نے کہا خدا نے نبیؐ نے اور امامؑ نے کہا ہے نماز پڑھو تو انہوں نے کہا نماز کیوں پڑھیں ہم سمجھنا چاہتے ہیں یعنی جہاں سمجھنا چاہئے تھا وہاں نہیں سمجھے اور جہاں عمل کرنا ہے وہاں سمجھنے کے لئے تیار ہو گئے تو جب لائنیں آپ بدل دیں

گے الجھنیں پیدا ہو جائیں گی تو آڈرس کیا ہیں یہ ہمیں معلوم ہونا چاہئے لیکن جس میں بھی آپ جائیں ایک مثال ہے جو میں نے بار بار کہی ہے کہ ہمیشہ ایکسپرٹ کو سامنے لایا جاتا ہے میں بیمار ہو گیا تو میں دوسرے بیمار کے پاس نہیں جاؤں گا کہ آپ بھی بیمار ہیں ہم بھی بیمار ہیں آپ ہمیں میڈیسن دے دیں ہم آپ کو میڈیسن کہا ہم میڈیسن تو نہیں دے سکتے ہیں اور دونوں گلے ملیں کہ ہمیں بھی موت آجائے آپ کو بھی موت آجائے تو ہم ڈاکٹر کے پاس جائیں گے جو وادی کا ایکسپرٹ ہو تو جب ایکسپرٹ کے پاس جائیں گے تو وہ ہمارا چیک اپ کرے گا ہم کو دوا دے دے گا کوئی مشین خراب ہو گئی تو اس کا جو میکینک ہے اس کو ہم بلائیں گے اگر بجلی فیوز ہو گئی تو ہم لائٹ والے کو بلائیں گے تو اس دنیا میں طریقہ یہ ہے کہ جو کام کرنا ہوتا ہے اس کے ایکسپرٹ کو سامنے لایا جاتا ہے دین میں اللہ کے آرڈرس کیا ہیں امامؑ کے آرڈرس کیا ہیں نبیؐ کے آرڈرس کیا ہیں اس کا ایکسپرٹ جو ہوتا ہے اس کا نام ہوتا ہے مجتہد فقیہ کسی اور چیز کا نام نہیں ہے دین کے آرڈرس کے جاننے میں جو ایکسپرٹ ہوتا ہے اسے مجتہد کہتے ہیں ان ایکسپرٹ میں جو سب سے زیادہ سینیر موسٹ ہوتا ہے اس کو اعلم کہتے ہیں جیسے سید علی حسینی سیستانی تو ہم ان سے کیا معلوم کرتے ہیں ہم ان سے یہ معلوم کرتے ہیں کہ خدا کے آرڈرس کیا ہیں آپ بتائیے امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہٗ نے غیبت اختیار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اب تک ہم تمہارے سامنے تھے تم آرڈرس ہم سے لیتے تھے اب ہم پردۂ غیبت میں جارہے ہیں لہٰذا تمہارے اندر جو فقیہ ہو یعنی جو علم دین کا ایکسپرٹ اور ماہر ہو۔ عادل ہو کہ خدا اور مالک کی اطاعت کرتا ہوا اپنے دل کی بات پر عمل نہیں کرتا ہو جو مخلص ہو دین کے لئے وہ فقیہ جو آرڈرس بتائے تم اس پر عمل کرو اس عمل کرنے کا نام تقلید ہے بارہ امامؑ چودہ معصومؑ کے بعد نہ کسی تیرہویں امامؑ کو ماننا ہے نہ کسی پندرہویں معصوم کو ماننا ہے

بلکہ آرڈرس کیا ہیں یہ واجب ہے کہ حرام ہے کہ مکروہ ہے کہ مستحب ہے یہ معلوم کرنا ہے اور یہ معلوم کرنے کا ذریعہ اعلم ہوتے ہیں مثال کے طور پر یہ چاند جو نکلتا ہے بارہ مہینے اس میں تین مہینے ایسے آتے ہیں جب چاند نکلا یا نہیں نکلا یہ معلوم کرنا ہمارے آپ کے لئے واجب ہوتا ہے دوتو ضرور ایسے ہیں جو سب کے لئے واجب ہوتے ہیں تیسرا ایسا مہینہ ہے جو سب کے لئے واجب نہیں ہوتا ہے کب رمضان کا پہلا دن آیا یہ سب کو معلوم کرنا ہے اور کس دن عید ہے یہ سب کو معلوم کرنا ہے لیکن جس پر حج واجب ہے اور وہ حج کرنے جارہا ہے اس کو یہ بھی معلوم کرنا واجب ہے کہ ذی الحجہ کی پہلی تاریخ کب ہے نو کب ہوگی دس کب ہوگی گیارہ کب ہوگی بارہ کب ہوگی تو یہ مون کب نکلا معلوم کرنا تین مہینوں میں واجب ہے بقیہ نو مہینوں میں واجب نہیں ہے اس لئے کہ جو عبادتیں ہیں وہ خود سنت ہیں تو مون کا دیکھنا بھی سنت ہے جب عبادت واجب ہے تو مون کا دیکھنا بھی واجب ہے اب یہ کیسے پتہ چلے کہ شعبان ختم ہوگیا یا نہیں رمضان شروع ہوا یا نہیں رمضان ختم ہوا یا نہیں شوال شروع ہوا یا نہیں یہ اس کے طریقے کون بتائے گا وہی ایکسپرٹ ہے بتائے گا کون بتائے گا اعلم وقت بتائیں گے جتنے مجتہد گزرے ہیں ان سب نے بتایا ہے کہ مون نکلا یا نہیں نکلا مہینہ شروع ہوا یا نہیں شروع ہوا منتھ کی پہلی ڈیٹ کون سی ہے اس کے معلوم کرنے کے چار طریقے ہیں تم نے خود اپنی آنکھ سے مون دیکھ لیا اب دنیا کے لئے منتھ شروع ہوا ہو یا نہ شروع ہوا ہو دیکھنے والے کے لئے شروع ہوگیا۔ دو عادلوں نے گواہی دی کہ ہم نے چاند اور مون دیکھا ہے تو جب انہوں نے گواہی دے دی تو جس کے سامنے گواہی دے دی اس کے لئے منتھ شروع ہوگیا جس کے سامنے گواہی نہیں دی ہے اس کے لئے نہیں شروع ہوا ہے کسی نے نہیں دیکھا یہاں جتنے بیٹھے ہیں لیکن لندن میں جب نکلے تو جدھر سے نکلے لوگ کہہ رہے ہیں ہم نے مون دیکھا ہے

ہم نے مون دیکھا ہے تو اگر چہ وہ غیر عادل ہیں وہ کافر بھی ہیں لیکن چونکہ سب کہہ رہے ہیں اطمینان ہے کہ دیکھا ہے لہٰذا کہہ رہے ہیں تو منتھ شروع ہو جائے گا۔ چوتھی چیز یہ ہے کہ اگر کسی سائنس کے ذریعہ یہ یقین و اطمینان ہو جائے کہ چاند نکل آیا ہے تو مہینہ شروع ہو جائے گا یہی آقائے خوئی کا فتویٰ ہے یہی آقائے خمینیؒ کا فتویٰ ہے اس کے بعد ایک ذرا سا ڈفرنس ہے آقائے خوئیؒ کا فتویٰ یہ ہے کہ جہاں چاند دیکھا جائے زمین کے جس حصے میں دنیا کے جس حصے میں چاند دیکھا جائے اس وقت دنیا میں جہاں سے جہاں تک رات ہے ان سب کے لئے وہ مہینہ شروع ہو گیا مثال کے طور پر بمبئی میں دیکھا گیا اور بمبئی میں جب رات ہوتی ہے تو وہاں رات شروع ہوتی ہے تو جہاں تک اس وقت رات ہے چاہے وہ ختم ہو رہی ہو اتنے علاقہ کے لئے وہ مہینہ شروع ہو گیا اس کے علاوہ جیسے آقائے خمینیؒ ہیں یا دوسرے علماء ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ فرض کیجئے کہ چالیس منٹ چاند دیکھا گیا تو اس چالیس منٹ میں جتنی دور تک دیکھا جا سکتا ہے ان کے لئے تاریخ طے ہوگی اور جن کے لئے نہیں دیکھا جا سکتا ہے ان کے لئے نہیں طے ہوگی۔

بڑی سیدھی سی بات ہے دنیا ایسٹ و ویسٹ میں بٹی ہوئی ہے اگر ویسٹ میں چاند دیکھا گیا ہے تو ممکن ہے کہ جب یہاں دیکھا گیا ہے تو ایسٹ میں نہیں دیکھا جا سکے لیکن اگر ایسٹ میں دیکھا گیا ہے تو ویسٹ میں اگر نہیں بھی دیکھا گیا ہے تو نکلا ہے تبھی تو ایسٹ میں دیکھا گیا ہے اب ایک سوال یہ ہے کہ مجھے شب جمعہ کے اعمال کرنا ہیں تو میں شب جمعہ ہی کو اعمال کر سکتا ہوں بدھ کی رات کو شب جمعہ کے اعمال تو نہیں کر سکتے تو مجھے اگر عاشورہ کے اعمال کرنا ہیں عاشورہ کے لئے ہم سے کہا گیا ہے کہ اس دن کو غم کے ساتھ مناؤ اس دن کو رو کے مناؤ اس دن کو ماتم کے ساتھ مناؤ اس دن تم روزہ نہیں رکھو مگر بھوکے اور پیاسے رہو اس دن تم مرثیہ پڑھو اس دن تم

نوحہ کرو نوحہ پڑھو اس دن تم یہ عمل کرو اس دن تم یہ عمل کرو۔ تو جس دن شریعت کی رو سے عاشورہ ہوگا اسی دن ہم یہ اعمال کریں گے تبھی ہی تو یہ اعمال ہمارے قبول ہوں گے اب جس کو جو ڈیٹ طے ہو گئی شریعت کے اعتبار سے وہ اس کا پابند ہے اگر اس میں کوئی بحث کی بات نہیں پیدا ہوتی ہے ایک بچہ ابھی پندرہ سال کا نہیں ہوا ہے اس پر نماز واجب نہیں ہے ایک پندرہ سال کا ہو گیا ہے اس پر واجب ہے تو جس کے لئے مثلاً جمعہ کو عاشورہ شرعاً ثابت ہو گیا ہے جسکی ڈیٹیل میں نے آپ کو بتائی ہے اس کو اعمال عاشورہ جمعہ ہی کو کرنا ہے اور جس کے لئے شرعاً نہیں ثابت ہوئی ہے اس پر ہم کو کوئی پریس کرنے کا حق نہیں ہے وہ اس کی ذمہ داری ہے وہ اپنے حساب سے اعمال کرے گا ہم نے یہ بات اس لئے آپ کے سامنے بتائی کہ اگر ہم مسائل جانتے جائیں گے تو الجھنیں نہیں پیدا ہونگی اگر ہم مسائل جانتے چلے جائیں گے تو دین پر فیتھ بڑھتا چلا جائے گا ٹائم پورا ہو گیا مجھے کل باتیں کہنا باقی تھیں وہ انشاء اللہ کل کہہ دوں گا کل جو باتیں رہ جائیں گی وہ انشاء اللہ پرسوں کہہ لوں گا اس کے بعد کہہ لوں گا اب آج تو ہم کو یہ کہنا ہے کہ اب ہم کو آج یہ یاد کرنا چاہئے کل میں نے کہا تھا کہ جب ساتویں کی صبح آتی ہے تو مجھے یہ بات یاد آتی ہے کہ آج حسینؑ کے ہر خیمے میں ہر چھوٹا بڑا پیاسا ہے آج جب آٹھویں محرم کی رات آگئی ہے تو آٹھویں محرم کی رات جب آتی ہے تو ہماری سوسائٹی میں خاص طور سے ام البنین کی گود کے پالے شیر ابوالفضل العباسؑ کا ماتم ہوتا ہے میں آپ کی خدمت میں ابوالفضل العباسؑ کی فضیلت کے سلسلہ میں ایک لفظ کہنا چاہوں گا علیؑ جیسا باپ اس کو حسنؑ جیسا بیٹا مل چکا ہے اس کو حسینؑ جیسا بیٹا مل چکا ہے مگر علیؑ اپنے بھائی عقیلؑ سے کہتے ہیں ایک بہادر خاندان ایک بہادر فیملی مجھے بتاؤ میں اس میں شادی کرنا چاہتا ہوں تا کہ ایک بہادر بچہ پیدا ہو اور یہ بہادر بچہ اس لئے پیدا ہو کہ جب کل کربلا کے میدان میں میرا حسینؑ

دشمنوں کے درمیان گھرا ہوا ہو تو یہ بچہ میرے حسینؑ کی مدد کرے تو عباسؑ نام ہے اس بیٹے کا جو حسینؑ و حسنؑ کے پیدا ہونے کے بعد جس کی تمنا علیؑ کر رہے تھے میں نے کل آپ کو سنایا تھا آج میں پھر سنانا چاہتا ہوں کہ جناب عباسؑ کی ماں شادی کے بعد مولا علیؑ کے گھر میں تشریف لائیں۔ بنی ہاشم کے گھر کی عورتیں کھڑی تھیں انہوں نے کہا تم علیؑ کی بیوی بن کر کے آئی ہو تم ملکۂ امامت بن کے آئی ہو آؤ بیٹھو کہا میں کیسے بیٹھوں میں کیسے بیٹھوں میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ میرے شاہزادے کہاں ہیں کہا کون تمہارے شاہزادے جنہیں تم پوچھ رہی ہو کہا حسینؑ و حسنؑ کے علاوہ کوئی اور میرا شاہزادہ ہوسکتا ہے کہا اس حجرہ میں اس روم میں آرام کر رہے ہیں تو دروازہ کھولا اندر گئیں اور جا کے ایک ہاتھ سے امام حسنؑ کا پیر پکڑا ایک ہاتھ سے امام حسینؑ کا پیر پکڑا اور کہا میں ماں بن کے نہیں آئی ہوں لونڈی بن کے آئی ہوں اگر میرے آنے کے بعد آپ کو ماں یاد آتی رہیں کہ اگر میری ماں نہ مر گئی ہوتیں تو یہ کیوں آتیں تو میرے لئے گھر میں رہنا مصیبت بن جائے گا میں خدمت کرنے کے لئے حاضر ہوئی ہوں۔ یہ تھیں ام البنین ان کی گود کے پالے تھے جناب عباسؑ اللہ نے ام البنینؑ کو چار بیٹے دیئے تھے چاروں میں سب سے بڑے جناب عباسؑ تھے اور تین چھوٹے تھے اسی لئے ان کا نام فاطمہ کلابیہ ہے لیکن ان کو ام البنینؑ کہا جاتا ہے یعنی بیٹوں کی ماں کہا جاتا ہے لیکن جب کربلا میں چار کے چاروں بیٹے شہید ہو گئے اور لٹا ہوا قافلہ مدینے واپس آیا ہے تو پھر کوئی عورت کہتی تھی ام البنین تو کہتی تھیں اب ام البنین نہ کہا کرو اب مجھے بیٹوں کی ماں نہ کہا کرو اس لئے کہ اب میرے بیٹے کہاں زندہ رہ گئے ذرا سوچئے ایک ماں کا ایک بیٹا مر جاتا ہے اور وہ ایسی جگہ مر جاتا ہے جہاں موجود نہیں ہوتی ہے ماں تو ساری لائف ساری زندگی ماں روتی ہے جب بیٹا دم توڑ رہا تھا تو میں سرہانے نہیں تھی جب بیٹا مر رہا تھا میں سرہانے نہیں

تھی جب اس کو غسل دیا گیا میں نے دیکھا نہیں جب کفن پہنایا گیا میں نے دیکھا نہیں قبر میں اترتے میں نے دیکھا نہیں تو آنکھیں روتی رہتی ہیں ساری زندگی اگر ایک بیٹا مرجائے لیکن جس کے چار چار بیٹے مرگئے تھے وہ مدینے میں جب تک زندہ رہیں عباسؑ کو نہیں روتی تھیں عباسؑ کے بھائیوں کو نہیں روتی تھیں ماں تھیں ماں تھیں کلیجہ کبھی بہت بے چین ہوتا تھا تو سر پہ چادر ڈالتی تھیں علیؑ کے گھر سے باہر نکلتی تھیں اور اس بیت الحزن میں جا کے بیٹھتی تھیں جہاں کبھی فاطمہؑ اپنے باپ کو بیٹھ کے رویا کرتی تھیں اور وہاں جب بیٹھ جاتی تھیں زمین پر تو تھوڑی مٹی جمع کرتی تھیں اس کو چار حصوں میں بانٹ دیتی تھیں کہتی تھیں یہ میرے عباسؑ کی قبر ہے یہ میرے جعفر کی قبر ہے یہ میرے فلاں بیٹے کی قبر ہے یہ میرے فلاں بیٹے کی قبر ہے اور چاروں بیٹیوں کی قبر کا نشان بنا کے اور چاروں نشان مٹا دیتی تھیں اور کہتی تھیں عباسؑ میں تمہاری ماں ہوں نہیں روؤں گی اپنے بھائیوں کو سمجھا لینا تمہاری ماں ہوں میں نہیں روؤں گی عباسؑ ایک بات بتاؤ میں تمہاری ماں زندہ ہوں تمہیں رو سکتی ہوں لیکن حسینؑ کی ماں زندہ نہیں ہے تو اگر میں تمہیں روؤں گی تو حسینؑ کو کون روئے گا پھر سر و سینہ پیٹنا شروع کرتی تھیں اور کہتی تھیں واحسینا اس ام البنین کی گود کے پالے تھے ابوالفضل العباسؑ جو کربلا میں آئے مگر کربلا میں آئے تو کیسے آئے ابن زیاد کو کربلا سے پسر سعد نے خط لکھا اور فوجیں بھیج دے ابن زیاد نے جواب لکھا میں اتنے آدمی اتنی فوجیں بھیج چکا ہوں تم لڑتے کیوں نہیں ہو کہا تمہیں معلوم نہیں ہے حسینؑ سے لڑنا ہے اور حسینؑ اپنے ساتھ کیسے کیسے شیر لائے ہیں ان میں سے ایک شیر کا نام ہے ابوالفضل العباسؑ۔ ابوالفضل العباسؑ جب حسینؑ کے خیمے کے سامنے ٹہلتے رہتے ہیں تو میری ستر ہزار فوج کی ہمت نہیں ہوتی ہے کہ حسینؑ کے خیمے کی طرف نگاہ اٹھا کر کے دیکھ سکے اس لئے میں تجھ سے فوج آرمی اور مانگ رہا ہوں اس لئے جب

جناب عباسؑ کربلا کے میدان میں پیاسے بچوں کے لئے پانی لینے جانے لگے تو جناب زینبؑ نے کہا جاؤ بھیا عباسؑ کو بلا لاؤ عباسؑ خیمے میں آئے بہن نے بھائی کو دیکھا بھائی نے بہن کو دیکھا کہا عباسؑ سنا ہے تم میدان میں جارہے ہو کہا مولاؑ نے ابھی لڑنے کی اجازت نہیں دی ہے میں پیاسے بچوں کے لئے پانی لینے کے لئے جارہا ہوں کہا جاؤ عباسؑ جاؤ میں تمہیں روکوں گی نہیں مگر ایک بات سنو ایک دن میں بھی باپ کے پاس بیٹھی تھی اور تم بھی چھوٹے تھے باپ کے زانو پر بیٹھے تھے باپ کبھی میرے بازو کو چومتے تھے کبھی تمہارے شانے کو چومتے تھے تو میں نے بابا سے پوچھا تھا بابا یہ آپ میرا بازو کیوں چومتے ہیں یہ عباسؑ کے شانے کیوں چومتے ہیں تو بابا نے کہا تھا بیٹی زینب ایک دن ایسا آئے گا کہ تیرے بازو میں لوگ رسی باندھیں گے اور عباسؑ کے شانے کاٹے جائیں گے تو عباسؑ میں سوچا کرتی تھیں باپ کا کہنا غلط نہیں ہوسکتا ہے لیکن جس کا بھائی کیسے کیسے بھائی حسنؑ جیسا بھائی حسینؑ جیسا بھائی محمد حنفیہ جیسا بھائی عباسؑ جیسا بھائی موجود ہے ایسی بہن زینب کے بازو میں کون رسی باندھ سکے گا لیکن بھیا حسنؑ شہید ہو چکے محمد حنفیہ مدینے میں چھوٹ گئے ہیں حسینؑ کربلا میں اکیلے ہیں اب تم مرنے جارہے ہو میں سمجھ گئی وہ وقت آ گیا ہے جب تمہارے شانے کاٹے جائیں گے اور میرے بازوؤں میں رسی باندھی جائے گی بس عزیزان گرامی میری بہنو! میری بیٹیو! میری بچیو! آج آؤ مل کے عباسؑ کا ماتم کریں۔ کون عباسؑ جو حسینؑ کی طاقت تھے جو علمدار تھے جو اہل حرم کے خیموں کی عزت تھے جو عباسؑ زینبؑ کے دل کی طاقت تھے میں آپ کے سامنے چند جملے پڑھنا چاہتا ہوں توجہ کیجئے کیا توجہ کیجئے یہ توجہ کیجئے کہ عباسؑ میدان میں کب گئے ہیں عباسؑ حسینؑ کے سامنے آئے اور آ کے کہا مولاؑ اب مجھے بھی لڑنے کی اور جام شہادت پینے کی اور پی کے جنت میں جانے کی اجازت دے دیجئے۔ حسینؑ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے کہا

عباسؑ تم بھی مجھے اکیلا چھوڑ کے چلے جاؤ گے حبیبؑ چلے گئے اصحاب چلے گئے عونؑ و محمدؑ چلے گئے قاسمؑ چلے گئے عباسؑ تم بھی چلے جاؤ گے ارے تم تو میرے لشکر کا نشان ہو عباسؑ رو دیے کہا مولاؑ اب وہ لشکر ہی کہاں رہا جس کا میں نشان میں ہوں اور مولاؑ میں آپ کو چھوڑ کے جانا نہیں چاہتا ہوں بلکہ آپ کے بعد میں اکیلا زندہ نہیں رہنا چاہتا ہوں بس میں دو ہی فقرے پڑھوں گا دو ہی منت اپنی بہنوں بیٹیوں اور بھائیوں سے رونے کی استدعا کروں گا اپنے بھائیوں سے کہوں گا آؤ شیر کا ماتم کرو۔ شیر کا غم کرو اور ایسا غم کرو جیسے جوان غم ہوتا ہے تیار ہو جاؤ رونے کے لئے تیار ہو جاؤ ماتم کرنے کے لئے جب امام کی خدمت میں جناب عباسؑ یہ گزارش کر رہے تھے تو کتابیں یہ لکھتی ہیں کہ خیمے سے اٹھائیس چھوٹے چھوٹے بچے روتے ہوئے نکلے کیسے نکلے ان کی پیاس کا چوتھا دن تھا یہ کھڑے ہوتے تھے تو گر پڑتے تھے یہ چلتے تھے تو چل نہیں پاتے تھے یہ اٹھائیس کے اٹھائیس بچے نکلے اس میں تین سال کے محمد باقرؑ بھی ہیں اس میں چار پانچ سال کی سکینہؑ بھی ہیں اس میں چھوٹے چھوٹے بچے بھی ہیں اور اٹھائیس کے اٹھائیس بچوں نے مل کے رونا شروع کیا ہائے پیاس کلیجہ جلائے ڈالتی ہے ہائے پیاس کلیجہ جلائے ڈالتی ہے ادھر جناب عباسؑ امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اجازت مانگ رہے تھے کہ امامؑ نے کہا عباسؑ دیکھو یہ چھوٹے چھوٹے بچے پیاسے ہیں اس شام کے لشکر سے جا کے یہ کہو تم کو ہم پر رحم نہیں آتا نہ دو پانی ان چھوٹے چھوٹے بچوں کو پانی دے دو جناب عباسؑ نے امام کے حکم کی تعمیل کی جا کے پانی مانگا تو ملعون یزید کے لشکر نے کہا کہ تمہارے بچے مر بھی جائیں تو جب تک حسینؑ بیعت نہیں کریں گے ہم پانی نہیں دیں گے جناب عباسؑ نے جب آ کے امامؑ کی خدمت میں جواب عرض کیا کہ شام کے لشکر نے جواب دیا ہے تو اٹھائیس پیاسے بچے ایک دوسرے سے گلے لگ کے رونے لگے اب ہم

پیاسے مریں گے زندگی میں ہمیں پانی نہیں ملے گا تو بس یہ اٹھائیس بچے جو روئے تو شیر کے کلیجے پر چوٹ لگی خیمہ کے اندر گئے نیزہ لیا اور ایک مشکیزہ سکینہؑ سے مانگا امامؑ سے اجازت لی گھوڑے پہ آ کے بیٹھے اور بیٹھنے کے بعد ان اٹھائیس بچوں کے پاس آئے اور کہا میرے پیاسے بچو! میرے پیارے بچو! اب عباسؑ پانی مانگنے نہیں جا رہا ہے اب عباسؑ پانی لینے کے لئے جا رہا ہے مگر عباسؑ کی تم سے ایک خواہش ہے آنسو پوچھ ڈالو رونا بند کر دو اتنی دیر نہ روؤ کہ یا میں پانی لے کے آ جاؤں یا میرے مرنے کی خبر آ جائے بس جب عباسؑ نے یہ کہا سکینہؑ نے آنسو پوچھ ڈالے اور شاید سکینہؑ نے اٹھ کے سب سے کہا ہو بہنو! اب نہ روؤ بھائیو! اب نہ روؤ ارے میرا چچا پانی لینے جا رہا ہے۔ عباسؑ کے کاندھے پر علم تھا علم لہراتا رہا علم لہراتا رہا بچے دیکھتے رہے ایک مرتبہ علم جھکا اور آواز آئی آقا اپنے غلام کی خبر لیجئے حسینؑ چلے کیسے چلے اب علی اکبرؑ ساتھ ساتھ چلے اور حسینؑ یہ کہتے ہوئے چلے عباسؑ تیرے مر جانے سے میری کمر ٹوٹ گئی بچے ابھی چپ بیٹھے ہیں لیکن تھوڑی دیر کے بعد جب حسینؑ علم لے کے پلٹے جو بجائے پانی کے عباسؑ کے خون میں بھیگا ہوا تھا تو اٹھائیس کے اٹھائیس بچوں کے بیچ حسینؑ آ کے کھڑے ہو گئے اور چھوٹے چھوٹے بچوں نے ماتم شروع کیا ہائے عباسؑ مارے گئے ہائے شیر مارا گیا۔ ہائے سقا مارا گیا۔ اب ہمارا پانی پلانے والا کوئی نہیں اب ہم کو پیار کرنے والا کوئی نہیں۔

"سَیَعلَمُ الَّذِینَ ظَلَمُوا اَیَّ مُنقَلَبٍ یَّنقَلِبُونَ"

☆☆☆

مجلس

(۱۰)

قد افلح المؤمنون الذین هم
فی صلوتہم خاشعون والذین ہم عن اللغو معرضون٥

قرآن مجید کی ان آیتوں میں اللہ نے ان لوگوں کا تذکرہ کیا ہے جو دوزخ سے بچ جائیں گے اور نجات پائیں گے اور جنت میں پہنچ جائیں گے اور ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔ کون ہیں یہ لوگ۔ اللہ کہتا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں اور ایمان لانے کے ساتھ ساتھ اس طرح نماز پڑھتے ہیں کہ نماز پڑھتے وقت ان کے دل پر اللہ کا ڈر اور خوف چھایا رہتا ہے یہ ایسے نماز پڑھنے والے ہیں جو اپنی نمازوں کی حفاظت بھی کرتے ہیں۔ جنت میں جانے والے مومن وہ ہوں گے جو ہر برائی سے اپنے کو الگ رکھیں گے جنت میں جانے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ زکوٰۃ کے ادا کرنے والے ہوں۔ جنت میں جانے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے کو بدکاری سے اور ناجائز اور حرام تعلقات سے محفوظ رکھیں۔ جنت میں جانے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ امانتوں کو ان کے مالکوں تک پہنچائیں اور جس کسی سے وعدہ کریں اس وعدے کو پورا کریں۔

یہ قرآن مجید کا وہ بیان ہے جو میں روزانہ آپ کے سامنے اپنی تقریر کے شروع میں دہراتا ہوں اور اسی لئے دہراتا ہوں کہ ہمارے بچوں کو بھی ہماری بہنوں کو بھی ہمارے بھائیوں کو بھی یہ بات یاد ہو جائے کہ جنت میں جانے کے لئے قرآن کے بیان کے مطابق قرآن کے کہنے کے مطابق ہم کو کون کون سا کام کرنا ہے۔ آج میں اپنے تذکرے کو اپنے بیان اپنی تقریر اپنے لیکچر کو آگے بڑھاتے ہوئے آپ کو یہ بات یاد دلانا چاہتا ہوں کہ مولائے کائنات امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہا الصلوٰۃ والسلام جب پیدا ہوئے اور آپ کو لے کے آپ کی ماں فاطمہ بنت اسدؑ خانۂ کعبہ سے باہر آئیں تو خانۂ کعبہ سے باہر آنے کے بعد حضور سرور کائنات جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مولائے کائنات سے ملنے کے لئے تشریف لائے۔ یہ کوئی ایسی روایت نہیں ہے جو صرف ہمارے ہی علماء نے لکھی ہو۔ یہ ایسی روایت ہے کہ دوسرے مسلمان علماء نے بھی لکھی ہے تو جب حضور مولاؑ سے ملنے کے لئے تشریف لائے تو علیؑ پیدا ہوئے ہیں۔ ابھی تین دن کعبہ میں رہے ہیں اور کعبہ سے باہر آئے ہیں تو کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ مولاؑ پیغمبرؐ کو دیکھ کے پہلے پہلے آپ مسکرائے مسکراہٹ وہ چیز ہے جو ہنسی سے کم ہوتی ہے اور خوشی کے اظہار کے لئے ہوتی ہے اور اس کے بعد مسکرا کے آپ نے کہا السلام علیک یا رسولؐ اللہ علیؑ ابھی تین ہی دن کے ہیں لیکن نبیؐ کو دیکھ کے مسکرا بھی رہے ہیں اور نبیؐ کو دیکھ کے رسولؐ اللہ کہہ کے سلام بھی کر رہے ہیں۔ اس کے بعد پیغمبرؐ نے ہاتھ بڑھائے اور جناب فاطمہ بنت اسدؑ سے مولائے کائناتؑ کو اپنے ہاتھوں پہ لے لیا۔ اب روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ کتابوں میں تذکرہ یہ ہے۔ یہ بتایا گیا کہ مولا نے رسولؐ کے ہاتھوں پہ آنے کے بعد قرآن مجید کی آیتیں پڑھنا شروع کیں اور جو قرآن مجید کی آیتیں مولا نے پیغمبرؐ کے ہاتھوں پہ آکے پڑھی تھیں وہ یہی آیتیں ہیں جو میں روز آپ کو سناتا

ہوں ”قدافلح المؤمنون الذین ھم فی صلوٰتھم خاشعون“ آپ نے یہ ساری آیتیں وہاں تک پڑھیں جہاں تک جنت میں جانے والوں کا تذکرہ ہے۔ جب مولائے کائنات امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہما الصلوٰۃ والسلام ان آیتوں کو پڑھ چکے تو پیغمبرؐ نے کہا علیؑ تمہاری وجہ سے تمہارے شیعہ بھی نجات پا جائیں گے۔ میں نے آپ کے سامنے اس روایت کا اس واقعہ کا جو تذکرہ کیا ہے اور اس کے لئے جو میرے سامنے مقصد اور ایم ہے اس کے ظاہر کرنے سے پہلے میں دو تین باتیں کہنا چاہتا ہوں کہ کسی بچے کے ذہن میں کوئی خیال باقی نہ رہ جائے۔ پہلا یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ تین دن کا بچہ بولا نہیں کرتا ہے تو اگر کسی کتاب میں یہ لکھا بھی ہے کہ علیؑ پیدا ہوئے اور نبیؐ کے ہاتھوں پر آنے کے بعد نبی کو سلام کرنے کے بعد قرآن مجید کے آیتوں کی تلاوت کی تو میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ دنیا کے کسی مسلمان کو اس روایت کے اس واقعہ کے انکار کرنے کا حق اس لئے نہیں ہے کہ اسی قرآن مجید میں یہ تذکرہ موجود ہے کہ جناب عیسٰیؑ پیدا ہوتے ہیں اور آپ کی ماں جناب مریم پر الزام لگانے کے لئے یہودی آتے ہیں تو آپ اپنی ماں سے کہتے ہیں ماں آپ چپ رہئے گا جواب میں دے دوں گا اور جب یہودی آتے ہیں تو ابھی چند گھنٹوں کے ہیں علیؑ تو چند دنوں کے تھے جناب عیسٰیؑ چند گھنٹوں کے ہیں آپ فرماتے ہیں ”اِنّی عبداللّٰہ اتانی الکتاب و جعلنی نبیِنا“ میں اللہ کا بندہ ہوں کتاب لے کے آیا ہوں اور نبیؐ بن کر کے آیا ہوں تو جس قرآن مجید میں ہر دنیا کا مسلمان دنیا کا ہر مسلمان یہ بات مانتا ہے کہ مولائے کائنات جناب عیسٰیؑ چند گھنٹے کے تھے اور انہوں نے گفتگو کی۔ انہوں نے جو کہا آج قرآن کی آیت بن گیا تو پھر مولائے کائنات اگر پڑھتے ہیں قرآن مجید تو حیرت کی بات نہیں ہونا چاہئے۔ اس لئے انہیں علیؑ کا بیٹا ہوگا جو امامؑ ہوگا جب ظہور کریں گے

ہمارے امامِ زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہٗ تو یہی امام ہوں گے اور جناب عیسیٰ ابن مریم آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گے تو اگر علیؑ کے بیٹے کے پیچھے نماز پڑھنے والا چند گھنٹے میں بول سکتا ہے تو علیؑ کے بولنے میں کوئی حیرت نہیں ہونا چاہئے۔ میں اپنے بچوں کی معلومات کے لئے یہ بات بھی یاد دلانا چاہوں گا کہ سورۂ یوسف میں یہ تذکرہ آپ کو ملے گا کہ جب زلیخا جناب یوسفؑ پر الزام لگاتی ہے تو جناب یوسفؑ یہ کہتے ہیں کہ اس نے مجھے بدکاری میں شریک کرنا چاہا تھا مگر میں اس پر راضی نہیں ہوا تو وہ کہتی ہے اپنے شوہر سے جو بادشاہ ہے یا بادشاہ کا وزیر ہے کہ تم نے کیا طے کیا اس شخص کے بارے میں جو تمہاری بیوی کے ساتھ بدکاری کی نیت کرر ہا تھا۔ تو اب مسئلہ یہ پیدا ہو گیا کہ زلیخا سچی ہے یا جناب یوسفؑ سچے ہیں تو آج بھی قرآن مجید میں یہ واقعہ موجود ہے کہ اسی وقت جو ایک بچہ ایسا بچہ جو بول نہیں سکتا تھا اس نے کہا فیصلہ اس بات پر ہے کہ یہ دیکھو کہ جناب یوسفؑ کے کرتے کا شرٹ کا اگلا دامن پھٹا ہے یا پچھلا دامن پھٹا ہے۔ اگر اگلا دامن پھٹا ہے تو زلیخا سچی ہے جناب یوسفؑ غلطی پر ہیں معاذ اللہ اور اگر پچھلا دامن پھٹا ہے تو زلیخا جھوٹی ہے اور یوسفؑ سچے ہیں۔ تو اگر یوسفؑ جیسے نبیؑ کے لئے ایک معمولی بچہ بول سکتا ہے ججمنٹ دے سکتا ہے تو پھر وہ جو مولائے کائنات امیر المومنینؑ بن کر کے پیدا ہوئے ہیں وہ اگر بولتے ہیں تو کوئی حیرت کی بات نہیں ہے۔ میں بات کو آگے بڑھانا چاہتا ہوں مجھے کچھ اور باتیں کہنا ہیں لیکن میں نے چونکہ ایک واقعہ سنایا ہے۔ ذہنوں میں کسی قسم کا شبہ نہ رہ جائے۔

آج اگر سائنس بے جان چیزوں میں آواز پیدا کرسکتی ہے اور خدا جس چیز میں چاہے آواز پیدا کرسکتا ہے۔ حضور سرور کائنات جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں پر پتھروں کے کچھ ٹکڑے ہوتے ہیں اور ان پتھروں کے ٹکڑوں سے آواز آنے لگتی ہے کہ ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی خدا نہیں

ہے اور آپ اللہ کے رسولؐ ہیں تو جب پتھر بول سکتے ہیں۔ جب سائنس کے ذریعہ بے جان چیزیں بول سکتی ہیں تو اگر نبیؐ کے ہاتھوں پر مولائے کائنات بولتے ہیں تو اب نہ دنیا میں کسی پڑھے لکھے ایجوکیٹیڈ کو اعتراض ہونا چاہئے نہ کسی قرآن پر ایمان رکھنے والے مسلمان کو ہونا چاہئے۔ میں نے یہ تذکرہ کر دیا لیکن کیوں کیا میں نے۔ یہ بات مجھے کیوں سنانا تھی۔ یہ بات مجھے اس لئے سنانا تھی کہ میں مسلسل آپ کے سامنے چار دن سے یہ بات بیان کر رہا ہوں کہ اگر مجھے جنت جانا ہے اگر آپ کو جنت جانا ہے تو ہم سوچ کے جنت نہیں چلے جائیں گے ہم خیال سے جنت نہیں چلے جائیں گے۔ ہم کو جنت جانے کے لئے کچھ کرنا پڑے گا۔ کیا کرنا پڑے گا۔ وہ ہمیں نہیں طے کرنا ہے۔ وہ قرآن نے خود بتا دیا ہے۔ میں نے گن کے روز آپ کو سنائی ہیں کہ چھ باتیں ہیں جو ہم کو پیدا کرنا پڑیں گی۔ ہم نماز پڑھیں اور ایسی نماز پڑھیں کہ نماز پڑھتے وقت ہمارے دل پر اللہ کا ڈر اور خوف طاری ہو۔ ہم بری باتوں سے بیکار باتوں سے اپنی زندگی الگ رکھیں۔ ہمارا فریضہ ہوگا کہ ہم زکوٰۃ کو ادا کریں۔ ہماری ذمہ داری ہوگی۔ ہماری ڈیوٹی ہوگی کہ ہم بدکاری سے اپنے کو بچائے رکھیں۔ امانتوں کو مالکوں تک پہنچائیں۔ وعدوں کو پورا کریں اور اپنی نماز کی حفاظت کریں۔ جب یہ چھ باتیں ہم پیدا کریں گے تب خدا کہتا ہے تم جنت کے وارث بن جاؤ گے تو میں چار دن سے آپ کے سامنے تذکرہ کر رہا تھا۔ آج میرا جی یہ چاہا کہ اس دنیا میں آنے کے بعد مولائے کائنات امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہما الصلوٰۃ والسلام نے حضور سرور کائنات جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں پر آنے کے بعد ان آیتوں کو پڑھ کے بتایا کہ جب تک دنیا میں علیؑ والے پائے جائیں گے انہیں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ خدا کہتا ہے جنت میں جانا ہے تو یہ چھ باتیں پیدا کرو اور دنیا میں آنے کے بعد میں نے جو سب سے پہلی بات

بیان کی ہے وہ یہی بیان کی ہے کہ جن میں یہ چھ باتیں پائی جائیں گی وہ جنت میں جائیں گے اور یہ بات میں نے تب کہی ہے جب نبیؐ مجھے اپنے ہاتھوں پر اٹھائے ہوئے تھے تب مجھے کہنے کا حق ہے جنت میں اگر جانا ہے تو ہمیں یہ چھ باتیں پیدا کرنا ہے یہ خدا کا کہنا بھی یہ نبیؐ کا کہنا بھی ہے یہ مولائے کائنات امیرالمومنینؑ کا کہنا بھی ہے تو اگر ہم اللہ والے ہیں اگر ہم محمدؐ والے ہیں اگر ہم علیؑ والے ہیں تو ہمارا فریضہ ہے کہ ہم اپنے اندر یہ چھ باتیں پیدا کریں۔ ایک لفظ مجھے کہنا اور ضروری ہے کہ کسی کو یہ خیال پیدا ہوسکتا ہے کہ جب علیؑ دس سال کے ہوں گے تب حضور سرور کائنات جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا کے سامنے اپنے نبیؐ ہونے کا اعلان کریں گے اور جب نبیؐ ہونے کا اعلان کریں گے تب قرآن مجید اترنا شروع ہوگا تو یہ کیسی بات ہے کہ دس سال بعد اترنا شروع ہوگا قرآن اور علیؑ جب پیدا ہورہے ہیں تو اسی وقت قرآن پڑھ رہے ہیں لیکن ایک بات یاد رکھنا چاہئے۔ اگر چند گھنٹوں کے جناب عیسیٰ یہ کہتے ہیں کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور کتاب لے کر کے آیا ہوں تو دنیا کا ہر انسان پوچھے گا عیسیٰ کتاب لے کے آتے ہیں تو تم جن محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عیسیٰؑ کا بھی نبیؐ مانتے ہو وہ کتاب لے کے آئے تھے جب چالیس سال کے ہوگئے تب انہیں کتاب ملی یا اس سے پہلے انہیں کتاب ملی تھی۔ یہ بات چھپی رہ جاتی لٰہذا علیؑ نے قرآن مجید پڑھ کے نبیؐ کے ہاتھوں پہ بتایا کہ اگر کتاب ان کے پاس نہ ہوتی تو میرے پاس کہاں سے ہوتی اور اگر یہ نہ جانتے ہوتے تو میں انہیں کیوں سناتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے میرے مقصد کو پہچان لیا ہوگا۔ اب میں نمبر وار ایک ایک بات کی تفصیل میں اپنے بیان کو آگے بڑھاتے ہوئے نماز کے موضوع پر نماز کے سبجکٹ پر کچھ باتیں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ قرآن مجید نے شریعت نے مذہب نے اسلام نے جتنی باتوں کا حکم دیا ہے ان میں سب سے زیادہ حکم نماز کا دیا

ہے۔ میں آپ کی خدمت میں جو کچھ کہنا چاہوں گا وہ بعد میں کہوں گا لیکن ایک مرتبہ پھر چاہتا ہوں کہ جو آیتیں روز میں آپ کو سناتا ہوں ان کے ترجمہ پر آپ غور کریں ''قَد اَفلَحَ المومِنونَ اَلّذِینَ ھُم فِي صَلوٰتِھِم خاَشِعونَ'' نجات پانے والے وہ مومن ہوں گے جو نماز پڑھتے ہوں گے اور اس طرح نماز پڑھتے ہوں گے کہ نماز پڑھتے وقت ان کا دل اللہ سے ڈر رہا ہوگا۔ یہ قرآن مجید کا ترجمہ ہوگیا۔ یہ جنت میں جانے کا پہلا کام ہے پہلی شرط ہے اب ذرا ہم اپنا حساب لگائیں کہ ہم کیا کرتے ہیں تو ہم میں دوطرح کے بھائی پائے جاتے ہیں دوطرح کی بہنیں بھائی جاتی ہیں۔ مجلس میں آجائیں گے لیکن نماز نہیں پڑھیں گے۔ ہمارے یہاں مختلف سوسائٹی میں بہت سے الگ الگ آدمی ہیں کچھ وہ ہیں جو سال میں صرف دو نمازیں پڑھتے ہیں ایک عید کے دن ایک بقرہ عید کے دن لیکن یہ جتنے عید اور بقرہ عید کے دن نماز پڑھنے والے ہیں یہ سوسائٹی کی نماز پڑھتے ہیں اللہ کی نماز نہیں پڑھتے اس لئے کہ اس دن پوری سوسائٹی نماز پڑھ رہی ہے پوری سوسائٹی نے نئے کپڑے پہنے ہیں پوری سوسائٹی مسجد میں جارہی ہے لہٰذا یہ بھی جارہے ہیں۔ اللہ والا وہ ہوگا جو نماز پڑھے گا۔ سوسائٹی والا وہ ہوگا جو اس دن نماز پڑھے گا جس دن سوسائٹی نماز پڑھے گی۔ کچھ ہمارے بھائی ایسے ہیں جو صرف جمعہ کے دن پڑھ لیتے ہیں اور ان کے لئے جمعہ کی نماز بقیہ سات دن کے لئے کافی ہوجاتی ہے۔ کچھ ہمارے آپ کے ایسے آدمی ہوتے ہیں جو صبح بھی پڑھتے ہیں شام کو بھی پڑھتے ہیں رات کو بھی پڑھتے ہیں روزانہ پانچوں نمازیں پڑھتے ہیں تو میں نے آپ کے سامنے جو تذکرہ کرنا چاہا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کچھ ایسے ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو نماز نہیں پڑھتے ہیں۔ میں صاف صاف لاجک والی بات آپ کے سامنے کہنا چاہتا ہوں کہ جب قرآن میں لکھا ہے کہ نجات ان ایمان لانے والوں کی

ہو گی جو نماز پڑھیں گے اور ایسی نماز پڑھیں گے کہ نماز پڑھتے وقت ان کے دل پر اللہ کا ڈر پیدا ہو چکا ہو گا تو جو نماز نہیں پڑھتے ہیں ان کو قرآن مجید کے بیان کے مطابق یاد رکھنا چاہئے کہ نجات ان کے لئے نہیں ہے وہ نجات کے راستے پر نہیں جارہے ہیں۔ میری بات آپ کو کڑوی لگے گی لیکن میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں ہم میں سے کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جو جنت نہیں جانا چاہتا ہو اگر ہم میں سے کوئی ایسا آدمی ہوتا جو جنت نہ جانا چاہتا ہوتا تو اس کو مجلس میں آنے کی کوئی ضرورت نہ ہوتی۔ جو مجلس میں آیا ہے اس کے دل میں یہ آرزو پائی جاتی ہے کہ ہم جنت جانا چاہتے ہیں جو ماتم کرتا ہے وہ یہ تمنا رکھتا ہے کہ ہم جنت میں جانا چاہتے ہیں جو مجلس میں شرکت کرتا ہے تبرکات وہ اٹھاتا ہے تبرک باٹتا ہے نیاز میں حصہ لیتا ہے مجلس کا انتظام کرتا ہے دنیا کی کوئی بھی نیکی کرتا ہے تو ہر نیکی کرنے والے کے دل میں ایک ہی آرزو ہے ایک ہی تمنا ہے جنت میں جانا چاہئے۔ میں اپنی ان بیٹیوں سے میں اپنی ان بہنوں سے میں اپنے ان بچوں سے میں اپنے ان بھائیوں سے یہ کہوں گا جو ابھی تک نماز نہیں پڑھتے ہیں کہ ایک آدمی تھا آپ نے واقعہ سنا ہے ایک آدمی تھا جو ایک جھاڑ پہ بیٹھا تھا ایک درخت پر بیٹھا تھا اور جس شاخ پر بیٹھا تھا جس ٹہنی پر بیٹھا تھا اسی ٹہنی کو کاٹ رہا تھا آج صدیاں گزر گئی ہیں لوگ کہتے ہیں بڑا بیوقوف آدمی تھا۔ بڑا پاگل آدمی تھا کہ جس شاخ پر بیٹھا تھا اسی شاخ کو کاٹ رہا تھا لیکن میں آپ سے دونوں ہاتھوں کو جوڑ کے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں وہ تو بیوقوف تھا کہ جس شاخ پر بیٹھا تھا اسی کو کاٹ رہا تھا ہم کہاں سے عقلمند ہیں کہ جس دین کے ذریعہ ہم جنت تک جانا چاہتے ہیں اس کو ہم اپنے بے نمازی ہونے کے ذریعہ کاٹ رہے ہیں تو اگر بیٹھنے والا شاخ کو کاٹتا ہے تو وہ پاگل ہے جو جنت جانا چاہتا ہے اور نماز نہیں پڑھتا ہے اس کو سوچنا پڑے گا کہ وہ کون سی عقلمندی کر رہا ہے تو ایک تو وہ ہے جو ہم میں نماز ہی نہیں

پڑھتے ہیں ان نماز نہ پڑھنے والوں کے بارے میں کچھ زیادہ تذکرہ آج نہیں کروں گا رفتہ رفتہ اور بھی دن آئیں گے تذکرہ کروں گا لیکن آج یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے سامنے یہ قرآن مجید موجود ہے جو یہ کہتا ہے کہ نجات انہیں کی ہوگی جنت میں وہی جائیں گے جو نماز پڑھتے ہوں گے اور اس طرح نماز پڑھتے ہوں گے کہ ان کا دل اللہ سے ڈر رہا ہوگا والی بات تھوڑی دیر کے لئے چھوڑ دیجئے۔ میں آگے بڑھوں گا پہلے کوئی نماز پڑھنے کے لئے کھڑا تو ہو تب یہ طے ہوگا کہ دل ڈر رہا ہے کہ نہیں۔ ابھی تو میں ان سے باتیں کر رہا ہوں جو سب جگہ کھڑے نظر آتے ہیں لیکن نماز میں کھڑے نظر نہیں آتے ہیں تو ان کی خدمت میں مجھے یہ کہنا ہے کہ قرآن مجید میں ایک تذکرہ اور موجود ہے وہ تذکرہ یہ ہے کہ دنیا میں ساتھ رہنے والے ایک فیملی کے لوگ ایک گھر میں رہنے والے جب مر جائیں گے تو قرآن مجید یہ کہتا ہے کہ ان میں سے بہت سے ایسے آدمی ہوں گے جو مرنے کے بعد بٹ جائیں گے کچھ جنت میں جائیں گے کچھ دوزخ میں جائیں گے۔ زندگی میں ساتھ رہتے تھے لائف میں ایک دوسرے کے پارٹنر تھے کاموں میں شریک رہتے تھے۔ رشتہ جڑا ہوا تھا ریلیشن تھے سب کچھ تھا لیکن ایک جنت میں چلا گیا ایک دوزخ میں چلا گیا قرآن مجید کہتا ہے نہ میرا بیان ہے نہ کسی ملا مولوی کا فتویٰ ہے جس پر بحث ہو سکے۔ قرآن کا صاف صاف اعلان ہے۔ قرآن کہتا ہے یہ جنت میں جانے والے جب اپنے ساتھیوں کو دوزخ میں دیکھیں گے تو یہ جنت میں جانے والے اپنے دوزخ کے ساتھیوں سے پوچھیں گے ''ماسلککم فی سقر'' تم تو ہمارے ساتھ دنیا میں رہتے تھے تمہارے کون سے کام ایسے ہیں جو دوزخ میں لے گئے ہیں آپ سے اجازت چاہتا ہوں آپ سے معذرت چاہتا ہوں معافی چاہتا ہوں میرا کوئی لفظ کڑوا ہو سکتا ہے جس سے کسی کے دل کو ٹھیس پہنچ جائے کسی دماغ کو ٹھیس پہنچ جائے مگر میرا

لفظ کڑوا ہے میر دل کڑوانہیں ہے میری نیت کڑوی نہیں ہے میں آپ کو کچھ ایسی باتیں سنا رہا ہوں تو اس لئے سنا رہا ہوں کہ اس میں ہماری بھی بھلائی ہے اور آپ کی بھی بھلائی ہے آپ کہیں گے تم نماز پڑھتے ہو پڑھتے رہو ہم نہیں پڑھتے ہیں ہم کو نہیں پڑھنے دو۔ تم کو ہماری کیا فکر ہے تو میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ میرا سارا بزنس کمیشن پر چلتا ہے میں آپ کو نمازی بنانا چاہتا ہوں آپ نمازی بنیں گے آپ جنت پائیں گے۔ نمازی بنانے کا کمیشن مجھے مل جائے گا آپ کے پیچھے پیچھے میں بھی جنت میں پہنچ جاؤں گا تو عزیزان گرامی میری بہنو! میری بیٹیو! میرے بچو! میرے بھائیو! کوئی لفظ برا لگ جائے تو اسے برا نہ ماننا اس لئے کہ برا وہ لفظ مانا جاتا ہے جس کے کہنے کے ساتھ دل کی نیت بری ہوتی ہے لیکن اگر دل میں محبت ہے تو محبت والی بات اگر بری بھی لگے تو سننا چاہئے تو میں آپ کو یہاں تک سنالایا تھا کہ زندگی میں ساتھ رہنے والے مرنے کے بعد بٹ گئے۔ ایک جنت میں گیا ایک دوزخ میں گیا تو جنت والے نے دوزخ والے سے پوچھا اب یہ قرآن مجید کے فقرے پڑھ رہا ہوں ''ماسلککم فی سقر'' تم تو زندگی میں لائف میں ہمارے ساتھ رہا کرتے تھے تم کو کون سی ایسی چیزیں ہیں جو دوزخ میں لے گئیں تو ان کا پہلا جواب ہوگا۔ ''لَمۡ نک من المصلین'' ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے لہٰذا ہم دوزخ میں گئے ہیں۔ دوہی چیزیں ہوتی ہیں نیگیٹیو اور پازیٹیو مثبت اور منفی میں نے آپ کے سامنے دونوں باتیں قرآن مجید سے پیش کر دیں جہاں قرآن کہتا ہے ''قدافلح المؤمنون الذین هم فی صلوٰتهم خاشعون'' نجات وہ پائیں گے دوزخ سے وہ بچیں گے۔ جنت میں وہ جائیں گے جو نماز پڑھیں گے اور یہاں قرآن مجید یہ کہتا ہے کہ دوزخ میں وہ لوگ گئے جو نماز نہیں پڑھتے تھے۔ میں آپ کے سامنے نیا آیا ہوں لیکن انڈیا میں پاکستان میں بہت سے مقامات پر مجھے جانے کا

موقع ملا۔مجلس میں ہزار آدمی تھا ؤ زنڈ آدمی ملتے ہیں۔نماز میں تین آدمی ملتے ہیں۔ دس آدمی ملتے ہیں۔ہم مجلس پڑھ چکے ہم نے کہا نماز کے بغیر نجات نہیں ہوگی نماز کے بغیر جنت نہیں ملے گی نماز نہ پڑھنے والا دوزخ میں چلا جائے گا تو ہم نے مجلس کے بعد کہا ایک نوجوان سے کہ تم نے نماز پڑھی کہا ہم نے تو ابھی تک نہیں پڑھی تو ہم نے کہالاؤ آج پڑھ لو کہا مولوی صاحب آج نہیں کل۔آج نہیں کل۔ہم نے کہا کہ بھائی نماز واجب ہو چکی ہے جب تم بالغ ہوئے تھے پندرہ سال کے تب سے واجب ہو چکی ہے اس میں آج نہیں کل کیا۔ہمارے پاس سجدہ گاہ موجود ہے مہر موجود ہے قبلہ کا رخ ہم بتائے دیتے ہیں اور اگر تم کو نہیں آتی ہے تو ہم تمہارے لئے پڑھتے جاتے ہیں تم پڑھتے جاؤ کہا سب ٹھیک ہے ملا صاحب مگر کل۔تو ہم نے کہا کچھ وجہ تو بتاؤ تا کہ ہمارے ایسے چھوٹی عقل والے بھی سمجھیں کہ آج نہیں کل۔کہا ہم مجلس میں آئے تھے ہمیں یہ کیا پتہ تھا کہ مجلس کے بعد آپ نماز کے لئے بھی کہیں گے تو ہم نے کہا کہ اگر آپ کو نہیں پتہ تھا اور ہم نے کہہ دیا تو اس میں کیا برائی ہے کہا تو اب آپ کو بتانا ہی پڑے گا ہم پیشاب کرتے ہیں اور پانی سے پاک نہیں کرتے تو ہم نجس ہیں کیسے نماز پڑھیں تو میں آپ کی خدمت میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں جب تک آدمی بے نمازی رہے گا تب تک نجس رہے گا جہاں نماز کا پابند ہو جائے گا وہیں سے پاک ہو جائے گا یا نہیں پاک ہو جائے گا۔میں آپ کو ایک حدیث سنانا چاہتا ہوں حضور سرورکائنات جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا اور آپ کے بعد ائمہ معصومین اہلبیت طاہرین علیہم السلام نے بھی ارشاد فرمایا کیا بات ہے یہ وہ عقیدہ ہے جس کو دنیا کے سارے مسلمان فرقے مانتے ہیں کہ مرنے کے بعد میتوں کو قبر میں فشار بھی ہوتا ہے میرے کچھ بچے ہوں گے میری کچھ بیٹیاں ہوں گی جنھوں نے سوچا ہوگا۔مولوی صاحب ایک بہت ہارڈ ورڈ بول گئے ہیں یہ فشار کیا

ہوتا ہے نہیں ہم جان بوجھ کے بھی ایک آدھ لفظ بولتے ہیں اس کا ترجمہ بھی کردیں گے ڈفنیشن بھی کردیں گے لیکن یہ لفظیں سن کے کان میں پڑی بھی تو رہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی ترجمہ کی بات نہیں ہے کہ جب ہم اللہ بول سکتے ہیں تو اللہ کے بجائے گاڈ بولیں نہیں ہمارا بچہ بچہ اللہ جانتا ہے اس میں ترجمہ کی ضرورت نہیں ہے۔ نبیؐ جانتا ہے امامؑ کو امامؑ جانتا ہے ان لفظوں کو بدلنے کی ضرورت نہیں ہوا کرتی ہے تو اب یہ فشار کیا ہوتا ہے۔ میت کو جب دفن کر دیتے ہیں۔ قبر بند کردی جاتی ہے تو بعض بعض میتوں پر یہ عذاب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے کہ قبر کے دونوں کنارے مل کے پریشر ڈال کے میت کو پیس ڈالتے ہیں یہ قبر جو پیس ڈالتی ہے میت کو اس کا نام ہے فشارقبر۔ کیسا ہوتا ہے فشارقبر۔ کیسا ہوتا ہے فشارقبر اس کے لئے حدیث میں آیا ہے کہ کسی کسی آدمی کا کسی کسی میت کا کسی کسی کافر کا اتنا سخت فشار ہوتا ہے کہ یہ اوپر کا دانت نیچے کے دانت میں اتر آتا ہے آپ کو مجھ کو کسی کو حیرت نہیں ہوگی۔ میں کسی کو دباؤں گا۔ میں کسی پر پریشر ڈالوں گا تو جتنا پاور مجھ میں ہے میں اتنا پریشر ڈال سکوں گا۔ کسی مشین کے ذریعہ ہم کسی پر پریشر ڈالیں گے تو مشین میں جتنا پاور ہے اتنا مشین دبا سکے گی لیکن زمین اتنا دبائے گی جتنا اس قاہر خدا کا حکم ہوگا تو اگر اللہ کی قہاریت اللہ کی طاقت اللہ کی قدرت کا کوئی اندازہ نہیں ہے تو فشارقبر کتنا سخت ہوگا کوئی اس کا اندازہ نہیں ہوسکتا ہے۔ اب میں اپنے بچوں کو خاص طور سے یہ بات سنانا چاہتا ہوں کہ یہ مذہب بڑا مہربان مذہب ہے بڑا رحیم مذہب ہے بڑا محبت کرنے والا مذہب ہے میرا یہ سمجھدار مجمع یہ ایجوکیٹیڈ مجمع جانتا ہے آج دنیا کے جو چھوٹے چھوٹے ملک ہیں ان کے پاس بھی ایسے ڈپارٹمنٹ موجود ہیں جو فورکاسٹ کرتے ہیں اور فورکاسٹ اسی لئے ہوتی ہے کہ اگر پہلے سے معلوم ہوجائے کہ مثلاً زلزلہ آنے والا ہے آدمی اپنے کو بچا سکے اگر سمندر کے کنارے رہتا ہے تو اس میں

طوفان آنے والا ہے تو اپنے کو بچا سکے اگر فورکاسٹ کر دینا اور آدمی کو پہلے سے بتا دینا کہ وہ اپنا بچاؤ کر سکے یہ انتہائی محبت ہے تو کتنا مہربان مذہب ہے وہ جو آنے والے عذابوں کا فورکاسٹ کر رہا ہے تم کو وقت موت یہ تکلیف ہوسکتی ہے تم کو قبر میں یہ تکلیف ہوسکتی ہے تم کو برزخ میں یہ تکلیف ہوسکتی ہے تم کو محشر میں یہ تکلیف ہوسکتی ہے تم کو دوزخ میں یہ تکلیف ہوسکتی ہے تو یہ عذاب اور تکلیف اور سزا نہیں بیان ہور ہی ہے یہ عین محبت ہے یہ انتہائی ہمدردی ہے ہم کو سجدہ کرنا چاہئے اس خدا کے سامنے جو آنے والے عذاب سے پہلے فورکاسٹ کر کے ہم کو بچنے کا راستہ بتا رہا ہے ہم کو سلام کرنا چاہئے اس محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو دنیا میں عالمین کے لئے رحمت بن کر آئے ہم کو سر جھکا کے سلام کرنا چاہئے ان آل محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے جنہوں نے اپنے خون میں ڈوب کے اس اسلام کے پیغام کو میسج کو ہم تک آپ تک پہنچایا ہے وہ ہمیں بتا کے گئے کہ قبر میں جن لوگوں کا فشار ہوتا ہے ان میں ان لوگوں کا فشار زیادہ سخت ہوتا ہے ان لوگوں کا فشار زیادہ سخت ہوتا ہے میں رکا اسی لئے ہوں کہ آپ کی پوری توجہ مجھے حاصل ہو جائے تب میں آپ کے سامنے بات کہوں تو معصومینؑ نے بتایا اماموں نے بتایا حضورؐ نے بتایا اس میت کا فشار قبر زیادہ سخت ہوتا ہے جو زندگی میں اپنے کو پیشاب کی نجاست سے نہیں بچاتے۔ آج دنیا میں دیکھیں عجیب وغریب ایٹیکیٹ ہے یہ کیسا کلچر ہے یہ کیسی تعلیم ہے یہ کیسی دنیا ہے آنکھ سے آنسو نکل آئے تو دھونے کے قابل ہو جاتا ہے منھ۔ ناک سے کچھ ٹپک جائے پوچھنے کے قابل ہو جاتا ہے منھ سے تھوک نکل آئے یہ سب چیزیں پاک ہیں اس میں کوئی چیز نجس نہیں ہے لیکن ہم ان کو گندگی محسوس کرتے ہیں اور انہیں دھو لیتے ہیں لیکن پیشاب جو نجس ہے اور ایسا نجس ہے کہ دوسری چیزوں کو ایک مرتبہ اگر پاک کر لینے میں طہارت ہو جاتی ہے تو پیشاب کی نجاست میں دو مرتبہ طہارت لازم ہے

اس پیشاب کو آج کی سوسائٹی نے اتنا پاک کر دیا ہے کہ نہ کہیں سے گندگی ہے اس میں نہ اس میں کوئی نجاست ہے لیکن یہ ہماری سوسائٹی پر پیشاب کی نجاست نہیں چھپلی ہوئی ہے یہ شیطان ہے جو ہم پر سوار ہے کہ تم کو مرنے کے بعد قبر میں چین سے رہنے نہیں دیں گے اس لئے کہ تم پیشاب کی نجاست کے بارے میں بے پروار ہو گے۔ اب آپ پہچانئے یہ نئی سوسائٹی کدھر جا رہی ہے اور مذہب ہمیں کدھر آواز دے رہا ہے تو میری بہنیں میری بیٹیاں میرے بچے میرے بھائی اس بات کو محسوس کریں کہ ہم میں سے اگر ہر شخص۔سوسائٹی کا ہر ممبر اگر نماز کا پابند ہو جائے تو پیشاب کی نجاست سے اپنے کو بچالے گا تو اس نماز کا کم از کم سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہو جائے گا کہ ہم فشار قبر سے محفوظ رہ جائیں گے۔ پالنے والے بحق محمدؐ و آل محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام ہم میں ہر شخص کو توفیق دے کہ ہم زندگی میں توبہ کر لیں اور مرنے کے بعد قبر کے فشار کی تکلیف سے محفوظ رہیں۔ میں نے آپ کے سامنے جو تذکرے شروع کئے ہیں وہ جنت میں جانے اور دوزخ سے بچنے کی پہلی شرط کے بارے میں ہے جس کا نام نماز ہے تو میں نے ابھی تک آپ کے سامنے دو باتیں بیان کی ہیں کہ قرآن مجید یہ کہتا ہے کہ نماز پڑھنے والوں کی نجات ہوگی تو قرآن مجید یہ کہتا ہے کہ وہ لوگ دوزخ میں جائیں گے جو نماز نہیں پڑھتے ہیں ان دو صاف صاف باتوں کے بعد اب بھی میں سمجھتا ہوں کوئی نا سمجھ ہی ہو گا جو نماز نہیں پڑھے گا۔ میں نے دو دن آپ کے لئے ہیں کہ مذہب میں کوئی ڈفیکلٹی نہیں ہے۔نہیں ٹھہریے اگر ہم مان بھی لیں کہ ڈفیکلٹی ہے تو نماز میں کون سی ڈفیکلٹی ہے۔نماز کے بارے میں کیا سنیں گے آپ جھوٹ بولنے والا گناہگار ہے چوری کرنے والا گناہگار ہے مومن پر الزام لگانے والا گناہگار ہے۔ ماں باپ کی بات نہ ماننے والا ان کے دل کو دکھ پہنچانے والا گناہگار ہے۔ بدکاری کرنے والا گناہگار ہے جتنے بھی آپ نے گناہ سنے ہیں ان

گناہوں کو کوئی بھی کرے گا تو وہ گناہگار کہا جاتا ہے لیکن امامؑ نے کہا کہ سود لینے والا بھی انٹرسٹ لینے والا گناہگار ہے جوا کھیلنے والا گناہگار ہے عیاشی کرنے والا گناہگار ہے شراب پینے والا گناہگار ہے جب ساری لسٹ امامؑ سنا چکے اس کے بعد آپ نے فرمایا اور نماز نہ پڑھنے والا کافر ہے۔ ہر گناہ کرنے والا گناہگار ہے اور نماز نہ پڑھنے والا کافر ہے تو سننے والوں نے ہاتھ جوڑ کے پوچھا کہ فرزند رسولؐ جب وہ کلمہ پڑھتا ہے اسلام کا اقرار کرتا ہے تو کیا واقعی کافر ہے کہا نہیں واقعی کافر تو نہیں ہے لیکن میں نے اس کو کافر کیوں کہا ہے اس کی وجہ سمجھ لو۔ کہا مولاؑ فرمائیے کہا دیکھو اگر کوئی آدمی شراب پیتا ہے تو وہ گناہگار ہے بدترین گناہ ہے مگر کم سے کم شراب کا ایک نشہ ہے جو اس سے کہتا ہے کہ پیو اگر کوئی آدمی جوا کھیلتا ہے بہت بڑا گناہ ہے سخت عذاب ہوگا اور گناہ کبیرہ ان گناہوں کو کہا جاتا ہے ان چیزوں کو کہا جاتا ہے جن کا عذاب آگ ہوگی۔ جس گناہ کے کرنے والے کو آگ میں جلایا جائے گا ایسے گناہ کو گناہ کبیرہ کہتے ہیں تو کہا شراب گناہ کبیرہ ہے مگر شراب کا نشہ آدمی سے کہتا ہے کہ پیو جوا گناہ کبیرہ ہے مگر پیسے ملنے کی امید کہتی ہے جوا کھیلو۔ عیاشی گناہ ہے مگر عیاشی کی ایک لذت ہے ایک مزہ ہے جو آدمی کو گناہ پر آمادہ کرتا ہے تو کہا ہر گناہ میں ایک مزہ پایا جاتا ہے ایک لذت پائی جاتی ہے ایک مزہ ہے جو آدمی کو گناہ پر آمادہ کرتا ہے اور اس کے بعد امامؑ نے کہا یہ بتاؤ شراب میں نشہ ہے جوے میں مال ملتا ہے مگر یہ بتاؤ نماز نہ پڑھنے میں تم کو کون سا مزہ آتا ہے۔ نماز نہ پڑھنے والے کو تو کوئی مزہ نہیں آتا تو کہا ان کو اس لئے گناہگار کہا کہ گناہ کی لذت گناہ کا مزہ گناہ کا ٹیسٹ انہیں گناہ پر آمادہ کررہا ہے لیکن بے نمازی ایسا ہے جس میں کوئی ٹیسٹ نہیں ہے وہ فقط اللہ کی نافرمانی کررہا ہے تو جہاں ٹیسٹ آدمی کو گناہ پر آمادہ کرے وہ گناہ ہے اور جہاں فقط نافرمانی گناہ پر آمادہ کرے وہ کفر ہے۔ معصومینؑ نے ہم سے کہا جو

آدمی نماز نہیں پڑھتا ہے وہ اسلام کے بارڈر سے باہر نکل چکا ہے کفر کے بارڈر میں ابھی داخل نہیں ہوا ہے تو اگر بے نمازی مرگیا تو اسی بارڈر میں رہ جائے گا اگر پلٹ کے آگیا پھر سے نمازی ہوگیا تو اسلام کے بارڈر کے اندر پھر سے داخل ہو جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو زیادہ اس سلسلہ میں سنانے کی ضرورت نہیں ہونا چاہئے آپ سمجھدار ہیں آپ پڑھے لکھے ہیں ہم آپ سب چاہتے ہیں کہ ہم جنت میں پہنچ جائیں تو اتنا تذکرہ کافی ہوگا۔ لیکن میں ایک حدیث آپ کی خدمت میں اور سنانا چاہتا ہوں کہ حضور سرورکائنات جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز نہ پڑھنے والے کو جو شخص نماز نہ پڑھنے والے کو ایک لقمہ کھانا کھلاتا ہے۔ جو شخص نماز نہ پڑھنے والے کو ایک کپڑا پہناتا ہے بشرطیکہ اس کے کھانا کھلانے سے اس کے کپڑا پہنانے سے اس کے بے نمازی ہونے کی ہمت میں اضافہ ہوتا ہو۔ بے نمازی ہونے میں مدد ملتی ہو تو اگر ایسے کو کھانا کھلاؤ کہ وہ کھانا تمہارا اس کو بے نمازی بنانے میں مدد دے تو ایسا شخص بے نمازی کو ایک لقمہ کھانا نہیں کھلاتا ہے بلکہ ستر نبیوں کو قتل کرتا ہے ستر نبیوں کا مرڈر کرتا ہے اور فرمایا کہ ان میں سے پہلے وہ آدمؑ ہیں جن کی اولاد میں تم پیدا ہوئے ہو اور آخری میں ہوں جن کی امت میں تم پیدا ہوئے ہو تو میں ان ماں باپ سے کہنا چاہتا ہوں جو اپنی اولادوں کو نماز کا پابند نہیں بناتے ہیں بڑی فکر ہے بڑی فکر ہے اسکول میں نام لکھ جائے بڑی فکر ہے یونیورسٹی میں آجائے بڑی فکر ہے جاب مل جائے بڑی فکر ہے گھر مل جائے بڑی فکر ہے بڑا پیسے والا بن جائے مگر کوئی فکر نہیں ہے کہ نماز پڑھے یا نہ پڑھے۔ میں تو انڈیا کی باتیں جانتا ہوں لکھنؤ کا رہنے والا ہوں بیس سال بمبئی میں پڑھتا رہا ہوں۔ وہاں کی باتیں مجھے معلوم ہیں لیکن مجھے یہ بھی معلوم ہے جیسے وہاں ہوں گے ویسے یہاں ہوں گے ہم نے ایک صاحب سے پوچھا آپ کا بچہ نماز پڑھتا

ہے۔ کہا ہمارا بچہ اور ابھی نماز پڑھے گا ہم نے کہا ہم سمجھے نہیں کہ آپ کا بچہ اور ابھی نماز پڑھے گا کا کیا مطلب ہے کہا ہم خود ہی جب پچاس سال کے ہو گئے ہیں تب ہم نے نماز شروع کی ہے تو ہمارا بیٹا ہمارا بیٹا ہے جب پچاس سال کا ہو جائے گا تبھی تو نماز پڑھے گا تو ہم نے ان سے پوچھا کہ آپ پچاس کے ہو کے کیوں نماز پڑھ رہے ہیں جب پچاس سال نہیں پڑھی تو اب زندگی بھر نہیں پڑھئے۔ کہا نہیں اب مرنے کے دن قریب آ گئے ہیں تو اپنے کو دوزخ سے بچانا چاہتے ہیں۔ جنت میں جانا چاہتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ پچاس سال تک نہ پڑھنے والا پچاس سال کے بعد نماز پڑھتا ہے اس کے دل میں بھی یہ یقین ہے اسے بھی یہ پکا یقین اور فیتھ ہے کہ اگر ہم نماز نہیں پڑھیں گے تو ہم دوزخ میں جائیں گے جنت ہمیں نہیں مل سکے گی تو میں اس باپ سے پوچھنا چاہتا ہوں تم جنت میں جانا چاہتے ہو اور اپنی اولاد کو جنت میں نہیں لے جانا چاہتے ہو اس دنیا میں تو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آدمی کھانے سے پہلے اپنے بچے کو کھلانا چاہتا ہے۔ اپنے سے پہلے اپنے بچے کو پہنانا چاہتا ہے۔ کوئی اچھی چیز لینے سے پہلے اپنے بچے کو دینا چاہتا ہے تو اگر یہ سچی محبت ہے تو صحیح باپ وہ ہے صحیح ماں وہ ہے جسکی یہ کوشش ہونا چاہئے کہ ہم سے پہلے ہمارا بچہ جنتی بن جائے۔ میں آپ کے سامنے یہ بات یاد دلانا چاہوں گا کہ جناب حرؑ نے کربلا کے میدان میں اپنی شہادت سے پہلے اپنے جوان بیٹے سے کہا تھا بیٹا تم جاؤ میرے مولا پہ جا کے نثار ہو جاؤ جان دے دو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ حرؑ تمہارا بیٹا تمہارے ساتھ آیا ہے تم بھی شہید ہو گے وہ بھی شہید ہو گا۔ یہ تم کیوں چاہتے ہو کہ پہلے وہ شہید ہو جائے۔ کہا میں سچا باپ ہوں میں پکا باپ ہوں۔ میں جنت میں جانے سے پہلے چاہتا ہوں کہ میرا بیٹا جنت میں پہنچ جائے تو اگر ہم حرؑ کے راستے پر چلنے والے ہیں تو ہمارا بھی فریضہ ہونا چاہئے کہ اگر ہم باپ ہیں تو باپ کے دل میں یہ خواہش پیدا ہونا چاہئے

اگر ماں ہیں تو ماں کے دل میں یہ بات پیدا ہونا چاہئے کہ ہمارے جنتی ہونے سے پہلے ہماری اولاد جنتی ہو جائے۔ عجیب بات ہے ڈیوٹی جانے کے لئے صبح کو اٹھ جائیں گے اور جس دن چھٹی ہے سٹرڈے آ گیا اب نو بجے تک سو رہے ہیں کیوں اس لئے کہ آج ڈیوٹی نہیں ہے ہم نے کہا آج کیوں سوئے کہا آج ڈیوٹی نہیں تھی جہاں تھوڑے سے پیسے ملنے والے ہیں اگر اس ڈیوٹی کے لئے ہم چار بجے رات کو جاگ سکتے ہیں پانچ بجے رات کو جاگ سکتے ہیں تو یہ بھی ڈیوٹی ہے کہ یہ جو پیسے مل رہے ہیں یہ دینے والا کوئی اور ہے اگر روزی کے لئے رات کو جاگ سکتے ہیں تو روزی دینے والے رازق کے لئے کیوں نہیں جاگ سکتے۔ میں سمجھتا ہوں اتنی تھوڑی سی باتیں کافی ہیں آپ کے سمجھنے کے لئے کہ ہم میں ہماری سوسائٹی میں کوئی ایسا نہیں ہونا چاہئے جو نماز کا پابند نہ رہے اور میں آپ کو ایک حدیث اور سنانا چاہتا ہوں حدیث میں ارشاد ہوتا ہے کہ جب تمہارا بچہ سات سال کا ہو جائے تو تم اسے نماز سکھاؤ جب سات سال کا ہو جائے تو تم اپنے بچے کو نماز سکھاؤ تمہاری سوسائٹی کا حال کیا ہے ہم نے کہا صاحبزادے آپ کا لڑکا بیس سال کا ہو گیا ہے اسے نماز آتی ہے کہا ابھی تو یونیورسٹی ہی میں پڑھ رہا ہے ابھی نماز کہاں سے آئے گی یعنی ہمارے یہاں دین پیچھے ہے دنیا آگے ہے اور ہم سے خدا و نبیؐ اور امامؑ کہتے ہیں نہ دین چھوڑو نہ دنیا چھوڑو مگر دین کو آگے رکھو دنیا کو اس کے ساتھ ساتھ پیچھے رکھو بس جتنی دنیا دین کے پیچھے پیچھے چل سکے دنیا کو لے لو اور جو دنیا دین کے پیچھے پیچھے نہ چل سکے اس دنیا کو چھوڑ دو۔ اگر چھوڑنے کا وقت کبھی آئے تو دین نہیں چھوڑنا دنیا چھوڑ دینا ویسے مذہب یہی کہتا ہے پیغمبرؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ مسلمان نہیں ہے وہ میرے مذہب پر نہیں ہے وہ میرے دین پر نہیں ہے جو دین کے لئے دنیا چھوڑ دے یا دنیا کے لئے دین چھوڑ دے لیکن کبھی کبھی ایسی سچویشن آ جاتی ہے ایسی پوزیشن

آ جاتی ہے ایسی صورتِ حال پیدا ہو جاتی ہے کہ دو میں سے ایک کو چھوڑنا ہی پڑتا ہے جیسے کربلا والوں کو پانی چھوڑنا پڑ گیا تھا۔ کربلا والوں کو زندگی چھوڑنا پڑ گئی تھی تو مذہب نے ہم سے یہی کہا کہ کبھی اگر ایسی سچویشن آجائے کہ دو میں سے ایک کو چھوڑنا پڑے تو دین نہ چھوٹنے پائے دنیا چھوٹ جائے تو چھوٹ جائے اس لئے کہ یہ دنیا تو بہر حال ایک دن چھوٹ جائے گی۔ آج نہیں چھوٹے گی کل چھوٹ جائے گی۔ کل نہیں چھوٹے گی پرسوں چھوٹ جائے گی پچاس سال میں نہیں چھوٹے گی تو اسی سال میں چھوٹ جائے گی تو جو چھوٹنے والی ہے وہ تو چھوٹ سکتی ہے لیکن وہ جنت جس میں ہمیشہ رہنا ہے جو کبھی ہمیں چھوڑنے والی نہیں ہے ہمیں کبھی اسے چھوڑنا نہیں چاہئے۔ میں آپ کو حدیث سنا رہا تھا کہ جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو فرمایا اسے نماز سکھاؤ اور جب بچہ آٹھ سال کا ہو جائے تو اگر نماز نہ پڑھے تو اسے مارو۔ نیا ایٹیکیٹ یہ ہے کہ سب کام کرو مگر بچے کو مارو نہیں۔ ہم بہت دن سوچتے رہے کہ یہ نیا ایٹیکیٹ کیوں نکلا ہے کہ سب کام کرو مگر بچے کو مارو نہیں لیکن ہم کو اب پتہ چل گیا کہ اگر آج اسے ہم ماریں گے تو کل یہ ہمیں مارے گا۔ ماں باپ ڈر گئے لیکن اتنا یاد رکھئے گا اگر یہ خدا و نبیؐ و امامؑ کو مان کے باپ مانے گا تو کبھی نہیں مارے گا اور اگر یہ خدا و نبیؐ اور امامؑ کے کہنے پر نہیں مانے گا تو یہ کبھی بھی مار سکتا ہے۔ مار کوئی ضروری نہیں ہے کہ ہاتھ ہی سے ہو زبان کی مار بھی ہوتی ہے دل کی مار بھی ہوتی ہے دماغ کی مار بھی ہوتی ہے بہت سی مار ہوتی ہے بہت سی چوٹیں ہوتی ہیں جو آدمی کو لگا کرتی ہیں تو میں آپ کی خدمت میں گزارش کر رہا ہوں کہ پیغمبرؐ اور معصومینؑ نے ہمیں ہدایت دی کہ جب تمہارا بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز سکھاؤ اور آٹھ سال کا ہو جائے اور نہ پڑھے تو اسے مارو اور جب دس سال کا ہو جائے۔ جب دس سال کا ہو جائے یہ بھی سن لیجئے میں روز جو آپ کو سناتا ہوں چھ

باتیں ان میں سے ایک یہ بھی تو ہے نہ کہ نماز کا پابند ہونا چاہئے۔ نماز خوف خدا کے ساتھ پڑھنا چاہئے۔ زکوٰۃ دینا چاہئے لغو اور بیکار باتوں سے بچنا چاہئے۔ امانتوں کو پورا کرنا چاہئے۔ وعدوں کو پورا کرنا چاہئے اور بدکاری سے ناجائز تعلقات سے اپنے کو بچانا چاہئے۔ اس بات کی روشنی میں آپ حدیث کے اس فقرے کو جلدی سمجھ جائیں گے کہ معصوم نے کہا جب تمہارا بچہ دس سال کا ہو جائے تو کبھی دو دس سال کے بچوں کو ایک بیڈ پر ایک بستر پر نہ سلاؤ۔ ذرا آپ دیکھیں کہ رحمان و رحیم کا بھیجا ہوا مذہب کہاں سے ہماری نگرانی کرنا چاہتا ہے کہ شیطان ہمارے قریب ہی نہ آنے پائے ذرا سوچئے ایک ہی گھر کے دو دس سال کے بچے۔ مذہب کہتا ہے ان کو ایک بیڈ پر ایک ساتھ مت سلانا ممکن ہے ان کے اندر شیطان اپنا اثر پیدا کر دے تو جو مذہب یہاں تک روک رہا ہے وہ نامحرم مردوں اور عورتوں کو ایک جگہ جمع ہونے کی اجازت کیسے دے دے گا۔ کہاں جہاں سناٹا ہو۔ جہاں کوئی آنے جانے والا نہیں ہو۔ کوئی کونا ہو۔ وہاں ایک مرد اور ایک عورت جو ایک دوسرے کے لئے نامحرم ہوں۔ جمع ہو جائیں تو دونوں کے لئے واجب ہے کہ کوئی ایک وہاں سے چلا جائے حدیث میں آیا ہے جب کسی خالی جگہ پر سناٹے کی جگہ پر اجنبی مرد اور عورت جمع ہو جاتے ہیں وہاں جو سب سے پہلے تیسرا آنے والا ہوتا ہے وہ شیطان ہوتا ہے تو میں نے آپ کی خدمت میں گزارش کرنا چاہی کہ اگر ہم اپنے بچے کو سات سال سے نماز سکھائیں تو دو فائدے حاصل ہوں گے ایک تو لڑکی نو سال میں بالغ ہوتی ہے لڑکا پندرہ سال میں بالغ ہوتا ہے یا بعض بعض بچے بارہ ہی سال میں بالغ ہو جاتے ہیں۔ بالغ ہونے کی الگ الگ علامتیں اور پہچانیں ہیں تو اگر بچہ آٹھ سال سے نماز کا پابند ہو گیا تو جب اس پر نماز واجب ہو گی تو وہ اس سے پہلے پڑھتا ہوا آئے گا تو نماز کے قضا ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے اور میں ایک جملہ کہنا چاہتا ہوں اور

میں سمجھتا ہوں کہ اس جملے کی قیمت آپ پہچان لیں گے کہ انتہائی بیڈلک والے ہیں وہ ماں باپ جو اپنے بچوں کو نماز کا پابند نہیں بناتے ہیں اس لئے کہ جب تک نماز واجب نہیں ہوتی ہے جب تک روزہ واجب نہیں ہوتا ہے جو بچہ نماز پڑھتا ہے جو بچہ روزہ رکھتا ہے یہ نماز اور یہ روزہ بچہ پڑھتا اور رکھتا ہے اور یہ ماں باپ کے نامۂ عمل میں لکھی جاتی ہیں۔ تو ذرا سوچئے کہ ہمارا بچہ سات سال سے نماز پڑھنے لگے تو اس نے بالغ ہونے سے پہلے سات سال نماز پڑھی یہ سات سال مفت کی نماز ہوگی جو باپ کے نماز میں لکھی جائے گی تو ماں کے نام لکھی جائے گی۔ ایک آخری جملہ اور سن لیجئے میری ساری زندگی کی نمازیں لکھی جائیں گی مگر ان کی ہیڈنگ یہ ہوگی یہ ایک گناہگار کی نماز ہے اس لئے کہ میں گناہگار ہوں لیکن جب میرے بچے کی نمازیں میرے نام لکھی جائیں گی تو اس کی ہیڈنگ یہ ہوگی یہ ایک بے گناہ کی نماز ہے تو سوچو! کتنی قیمتی وہ نماز ہوگی جو بے گناہ کی نماز ہوگی۔ اگر ہم اپنے بچے کو نماز کا پابند بنادیں تو اس پر بھی عذاب نہیں ہوگا اور ہمارے نامۂ عمل میں خود بخود ایسی قیمتی نمازیں آجائیں گی۔ میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا پہلا فریضہ ہے کہ ہم اپنے دل کو پابند بنائیں کہ قرآن کیا کہتا ہے۔ حضور سرور کائناتؐ کے ہاتھوں پہ آکے مولائے کائناتؑ نے آیتوں کو پڑھ کے بتایا جنت جانا ہے دوزخ سے بچنا ہے تو تم کو یہ چھ باتیں ماننا پڑیں گی اور ان چھ باتوں میں پہلی بات ہے نماز پڑھنا۔ کیسی نماز پڑھنا وہ کل سن لیجئے گا۔ آج تو میں نے اتنا سنایا کہ نماز پڑھو اور ایسی نماز پڑھو کہ نماز کے لئے گڑگڑا کے یہ پوچھا تھا کہ مولاؑ کیا میری خطا معاف ہوسکتی ہے۔ میں حرؑ سے پوچھنا چاہوں گا کہ تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ حسینؑ سے کہ مولاؑ کیا میری خطا معاف ہوسکتی ہے۔ کہا میں یہ اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ میں نے حسینؑ کا راستہ روکا ہے۔ میں نے حسینؑ کو کربلا میں اترنے پر مجبور کیا ہے۔ میں نے حسینؑ کو

فرات کے کنارے اترنے سے روکا ہے اب یہ شام آ جائے گی۔ عاشور کی شام اور اس طرح آئے گی کہ خیمے جل چکے ہوں گے۔ اکبرؑ کی لاش کہیں پڑی ہوگی۔ عباسؑ کالاشہ کہیں پڑا ہوگا۔ قاسمؑ کی لاش کہیں پڑی ہوگی۔ میرے مولاؑ کی لاش کہیں پڑی ہوگی۔ اصغرؑ کی قبر کہیں بنی ہوئی ہوگی اور جب یہ آج سورج ڈوبے گا اور اس طرح ڈوبے گا کہ سکینہؑ کے چہرے پر طمانچے کے نشان بن چکے ہوں گے۔ بی بیاں اور ان کی پھوپھی کوڑوں سے تازیانوں سے زخمی ہو چکی ہوں گی اور یہ جتنی مصیبتیں خاندان آل محمدؐ پہ آ رہی ہیں۔ خاندان فاطمہؑ پہ آ رہی ہیں ان میں سے ہر مصیبت میں ہماری خطا شامل ہے تو حسینؑ کے قدموں پہ سر رکھ کے حرؑ نے کہا کہ مولا کیا میری خطا بھی معاف ہو سکتی ہے۔ حسینؑ جھکے اور جھک کر کے جناب حرؑ کا بازو پکڑا۔ اٹھا کر کے سینے سے لگایا۔ کہا حرؑ میں نے بھی معاف کیا اور میرے خدا نے بھی معاف کیا۔ میں ابھی آپ کو سنا رہا تھا۔ آپ کو سنا رہا تھا کہ اس کے بعد جناب حرؑ اپنے بیٹے کو خیمے کے پیچھے لے گئے۔ کہا بیٹا میری تمنا یہ ہے کہ تم پہلے مولا پہ جا کر کے جان دے دو۔ بیٹے نے کہا جان دینا میرا کام ہے اجازت دلوانا آپ کا کام ہے۔ میں اپنے لفظوں میں نہیں پڑھ رہا ہوں میں واقعہ کی لفظوں میں پڑھنا چاہتا ہوں۔ کسی کتاب کے الفاظ نہیں ہیں یہ واقعہ کی زبان میں میں بول رہا ہوں جناب حرؑ اپنے بیٹے کو لے کر کے آئے اور یہی کہا ہوگا کہ مولاؑ میں آپ کا مہمان ہوں اور حسینؑ نے سر جھکا لیا ہوگا کہ تم بے شک میرے مہمان ہو مگر میں اپنے مہمان کو پانی بھی نہیں پلا سکتا ہوں۔ کہا مولا مہمان کا کوئی حق ہوتا ہے کہا ہاں ہوتا ہے تو کہا کہ پھر میرا حق یہ ہے کہ میرے بیٹے کو میدان میں جا کے جام شہادت پینے کی اجازت دے دیجئے۔ شہید ہونے کی اجازت دے دیجئے۔ کہا حرؑ تمہاری فرمائش ہے تو میں نے تمہارے بیٹے کو اجازت دی۔ ایک دن پڑھ چکا ہوں آپ کے سامنے آج دوہراؤں گا نہیں

لیکن اتنا یاد دلانا چاہتا ہوں ۔ جیسے جیسے حرؑ کا بیٹا زخمی ہوتا جا رہا تھا حرؑ کے بیٹے کا خون بہتا جا رہا تھا ۔ حرؑ کے دل میں خوشی بڑھتی جا رہی تھی ۔ حرؑ کا خون بڑھتا جا رہا تھا ۔ میری خطا معاف کر دے میرے خدا ۔ میری خطا معاف کر دے میرے خدا ۔ جنازہ حرؑ کے بیٹے کا اٹھا تو بڑے اطمینان کے ساتھ حرؑ کہتے جا رہے تھے مالک تیرا شکر کہ تو نے میرا تحفہ میری نیاز میرا نذرانہ قبول کر لیا ۔ میں نماز کی باتیں کر رہا تھا ۔ میں بچوں کے لئے خاص طور پر نماز کی پابندی کی بات کر رہا تھا ۔ مجلس ختم کرتے کرتے میں اپنی بہنوں سے میں اپنی بیٹیوں سے اپنے بھائیوں سے اپنے بچوں سے کہوں گا کہ میں دو چار منٹ آپ کے لوں گا مصائب پڑھنے کے لئے لیکن سنئے میں چوتھی مجلس آج پڑھ رہا ہوں آج ہمارا دل چاہتا ہے کہ ہم آپ آمادہ ہو جائیں رونے کے لئے ۔ مجلسیں ہوتی رہیں گی ۔ لیکچر ہوتا رہے گا ۔ سبجکٹ پر بیان ہوتا رہے گا لیکن یہ بھی حق پیدا ہوتا ہے کہ جس کی وجہ سے یہ مجلس ہو رہی ہے جس کی وجہ سے یہ دین ہم تک پہنچا ہے اسکی تکلیفوں کو یاد کر کے ہم روئیں اور حسینؑ پر رونے کا طریقہ کیا ہے امام رضا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں مجلس ہوتی ہے تو ذاکر منبر پر جاتا ہے ۔ وہ مرثیہ پڑھتا ہے ۔ امام چیخ مار مار کے آواز سے روتے ہیں ۔ آپ کے ایک صحابی بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی روتے ہیں ۔ آنسوؤں سے روتے ہیں ۔ جب مجلس ختم ہو جاتی ہے تو امامؑ کہتے ہیں کہ تم نے میرے جد مظلوم میرے دادا حسینؑ کے مصائب سنے اور روئے نہیں ۔ تو وہ رومال ہٹاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھئے یہ داڑھی ہے جو آنسوؤں سے تر ہے ۔ کہا نہیں اس طرح نہیں رویا جاتا ہے اگر حسینؑ پہ رونا ہے تو ویسے روؤ کہ اگر کربلا میں رسول اللہؐ موجود ہوتے تو جیسے تڑپ تڑپ کے روتے ویسے روؤ جیسے علیؑ روتے ویسے روؤ جیسے فاطمہؑ روتیں ویسے روؤ ۔ تو میری بہنو! تمہیں بلند آواز سے رونا چاہئے ۔ میرے بچو! تمہیں بلند آواز سے رونا چاہئے اور

ذرا سوچئے اگر حسینؑ کے مصائب بیان کئے جائیں اور مجمع نہ روئے تو حسینؑ کو خیال پیدا ہوگا یہ ہمارے کیسے چاہنے والے ہیں۔ ہماری مصیبت بیان ہو رہی ہے اور یہ رو نہیں رہے ہیں تو میں آپ کی خدمت میں آج کے تذکرہ کو ختم کرتے ہوئے یہ سنانا چاہتا ہوں کہ حسینؑ کربلا میں بعد میں پہنچے ہیں۔ جناب مسلم ابن عقیلؑ حسینؑ سے پہلے کوفے آئے تھے اور جب کوفے میں حسینؑ کا یہ سفیر آیا تھا تو میں جناب مسلم ابن عقیلؑ کے بارے میں اپنے بچوں کو ایک بات بتانا چاہتا ہوں کہ جناب مسلم ابن عقیلؑ کی شادی ہوئی تھی جناب عباسؑ کی بہن رقیہ کے ساتھ جناب رقیہ سے ایک بیٹی پیدا ہوئی تھی جس کا نام بھی رقیہ تھا اور دو بیٹے پیدا ہوئے تھے جن کا نام محمد اور ابراہیم تھا۔ یہ محمدؑ اور ابراہیمؑ باپ کے ساتھ کوفے آئے تھے اور دوسری بیوی سے جو جوان بیٹے تھے وہ جناب رقیہ کے ساتھ کربلا میں آئے تھے۔ جناب مسلم ابن عقیلؑ جب کوفہ میں شہید ہو گئے تو محمدؑ اور ابراہیمؑ کوفہ کے قید خانے میں جیل میں ڈال دیے گئے۔ سال بھر تک یہ چھوٹے چھوٹے بچے قید خانے میں رہے کیسے قید خانے میں رہے ایسے قید خانے میں رہے جس میں کبھی ان کو سال بھر میں پینے کا ٹھنڈا پانی نہیں ملا۔ کبھی ان کو سیر بھر کے کھانا کھانے کو نہیں ملا۔ ایک دن بھائی نے بھائی سے کہا کہ بھائی اب معلوم ہوتا ہے کہ ہم آزاد نہیں ہوں گے۔ اسی قید خانے میں مر جائیں گے جو قید خانے کی نگرانی کر رہا تھا وہ قریب آیا۔ کہا تمہاری بھولی بھالی صورتیں دیکھ کے میرا دل روز مجھ سے کہا کرتا تھا کہ میں تم پر ظلم کر رہا ہوں۔ بتاؤ تم کون ہو۔ کہا ہم مسلمؑ کے یتیم ہیں۔ ہمارا نام محمدؑ اور ابراہیمؑ ہے۔ اس نے سر سے عمامہ اتارا اور چھوٹے چھوٹے بچوں کے پیروں پر رکھ دیا۔ کہا مجھے معلوم نہیں تھا کہ تم میرے شاہزادے ہو۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ تم میرے امامؑ کے اور نبیؐ کے خاندان کے ہو۔ تو سنو مجھ سے خطا ہوئی کہ میں تم کو تکلیف دیتا رہا۔ تو جاؤ میں دروازہ کھولتا ہوں۔

گیٹ کھولے دیتا ہوں ۔تم چلے جاؤ۔ مجھے معلوم ہے کہ کل میرا گلا کٹ جائے گا۔ مجھے معلوم ہے کل میرے بچے مار ڈالے جائیں گے۔ مجھے معلوم ہے کہ کل میرا گھر گرا ڈالا جائے گا مگر سب ہو جائے تم آزاد ہو جاؤ تا کہ میرے گناہوں کا کفارہ ہو جائے۔ میری توبہ قبول ہو جائے۔ بچے رات بھر چلتے رہے لیکن کوفہ کے شہر سے باہر نہیں جا سکے۔ جب صبح ہونے لگی تو ایک درخت پر چڑھ گئے چھپ گئے اس کے نیچے ایک کنواں تھا۔کنیز پانی بھرنے کے لئے آئی اس نے جب پانی بھرنے کے لئے جھک کے کنویں میں دیکھا تو دیکھا دو بچے ہیں۔ ڈرے ہوئے ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے درخت پر بیٹھے ہیں۔ڈال پر بیٹھے ہیں وہ اپنی مالکہ کے پاس آئی اور کہا میں نے ایسے دو چھوٹے چھوٹے بچے دیکھے ہیں۔کہا جاؤ پانی ابھی نہ بھرو۔ سب سے پہلے جاؤ اور جا کے ان بچوں کو لے کے آؤ اس لئے کہ ہماری شاہزادی فاطمہ زہراؑ ہم سے یہ کہا کرتی تھیں کہ کبھی کسی ڈرے ہوئے کو دیکھنا تو پناہ ضرور دے دینا تو وہ عورت آئی اور اس نے آنے کے بعد کہا بچو اتر آؤ میری مالکہ تم کو پناہ دینا چاہتی ہے۔ جب بچے آئے ان کی پیاری پیاری صورتیں دیکھیں تو اس گھر کی مالکہ نے پوچھا تم کون ہو۔ کہا کہ ہم مسلمؑ کے یتیم ہیں اس نے پیروں کو چوما۔ کہا اللہ یہ میرا نصیب کہ میرے شاہزادے میرے گھر میں آ گئے۔ ان کو ایک روم میں لے جا کے چھپا دیا اور کہا میرا شوہر ظالم ہے وہ دشمن اہلبیتؑ ہے تم چھپے رہنا۔ اپنے کو بچائے رکھنا۔لیکن رات کو بھائی نے بھائی کو جگایا کہا اب اٹھ جاؤ۔ کہا کیوں۔ کہا میں نے ابھی اپنے بابا کو دیکھا ہے اور بابا کہہ رہے ہیں۔آ جاؤ ہم تمہارا بڑی دیر سے انتظار کر رہے ہیں تو بھائی معلوم یہ ہوتا ہے موت ہمارے سرہانے آ گئی ہے۔ بھائی بھائی سے باتیں کر رہا تھا۔اس بی بی کا وہ ملعون شوہر جو دشمن اہلبیتؑ تھا اٹھا اور آ گے اس نے پوچھا تم کون ہو۔ کہا ہم مسلمؑ کے یتیم ہیں۔ کہا ہم دن بھر تمہیں

ڈھونڈھتے رہے۔ تم ہمارے گھر میں پناہ لئے ہوئے ہو۔ بس وہی ظلم کیا جو شمر لعین نے کہا تھا۔ طمانچے مارے اور لا کے ان کو باندھ دیا۔ رات بھر یہ چھوٹے چھوٹے بچے کھڑے رہے۔ روتے رہے۔ بندھے رہے۔ صبح ان کو پکڑ کے لے کے فرات کے کنارے چلا کہ میں تمہیں قتل کروں گا اور ابن زیاد سے جا کر کے انعام لوں گا میری بہنو! میری پیاری بیٹیو! میرے بچو! میرے نوجوانو! میری بہنو! اس قربانی اور شہادت کو سنو اور اس کے بعد تمہارے گھر میں۔ ہماری سوسائٹی میں کسی کو بے نمازی نہیں رہنا چاہئے جب اس نے تلوار نکالی تو محمدؑ اور ابراہیمؑ نے کہا۔ ابراہیمؑ نے کہا تو انعام لینے کے لئے ابن زیاد سے ہمیں قتل کرنا چاہتا ہے۔ ہم اللہ سے جنت لینے کے لئے قتل ہونا چاہتے ہیں مگر اگر تو رک سکے تو اتنی دیر رک جا کہ ہم دو رکعت نماز پڑھ لیں۔ اے رقیہ کے بیٹو! اے مسلمؑ کے بچو! یہ تم مرنے سے پہلے نماز کیوں پڑھ رہے ہو۔ کہا ہم اپنے ہر رونے والے ماتمدار عزادار کو آواز دے رہے ہیں۔ موت آجائے تو آجائے مگر نماز کا شوق کم نہ ہونے پائے۔ نماز کی پابندی کم نہ ہونے پائے۔ ظالم حارث نے کہا اگر نماز پڑھنا چاہتے ہو تو پڑھ لو بس فرات کی نہر کے پاس بیٹھے۔ وضو کیا۔ زندگی کا آخری وضو کیا۔ نماز کے لئے کھڑے ہوئے زندگی کی آخری نماز کی نیت کی۔ کیسا دل ہوگا جو نماز پڑھ رہا ہوگا۔ بس یہیں پر قرآن مجید کی آیت سننے کے قابل ہے ''قدافلح المومنون الذین هم فی صلوٰتهم خاشعون'' وہ نجات پانے والے صاحب ایمان ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور نہ ان کے دل میں موت کا خوف ہوتا ہے نہ دنیا کا خوف ہوتا ہے اگر ڈر ہوتا ہے تو صرف مالک کا ہوتا ہے۔ دونوں بھائی زندگی کی آخری نماز پڑھ رہے ہیں مگر بے صبرے ظالم سے رہا نہ گیا۔ اس نے تلوار اٹھائی۔ بڑے بھائی کی گردن پر تلوار ماری سر کٹ کے الگ گرا لاش خون میں ڈوب کے تڑپنے لگی۔ اس نے لاش اٹھائی نہر میں پھینک دی۔

میں نے کتاب میں یہ نہیں پڑھا کہ نماز چھوڑ کے اور توڑ کے چھوٹا بھائی بڑے بھائی کی لاش سے لپٹ گیا ہو۔نہیں ادھر سر کٹا رکھا ہوا ہے ادھر لاش سے خون ابل رہا ہے۔لاش دریا میں پھینکی جارہی ہے اور چھوٹا بھائی سجدے میں کہہ رہا ہے ''سبحان ربی الاعلیٰ و بحمدہٗ، سبحان ربی الاعلیٰ و بحمدہٗ'' یہ ہیں نماز پڑھنے والے مگر عجیب وغریب بات یہ ہے کہ لاش پانی پر تیرتی رہی ڈوبی نہیں۔ظالم نے سر کاٹ کے رکھا تلوار پھر اٹھائی ابھی نماز ختم نہیں ہوئی تھی کہ چھوٹے بھائی کا سر بھی کاٹ لیا۔دونوں سر برابر رکھے اور دوسرے بھائی کی لاش پانی میں ڈالی تو بڑے بھائی کی لاش قریب آئی۔ایک دوسرے سے سینے سے سینہ ملا کے ڈوب گئیں دونوں لاشیں۔شاید بڑا بھائی یہ کہہ رہا ہو بھیا میں اکیلا نہیں جاؤں گا۔بابا نے ہم دونوں کو ساتھی بنایا تھا۔آؤ دونوں مل کے چلیں۔

''سَیَعلَمُ الَّذِینَ ظَلَمُوا اَیَّ مُنقَلَبٍ یَّنقَلِبُون''

☆☆☆



بانی تنظیم خطیب اعظم

مولانا سید غلام عسکری طاب ثراہ

TANZEEMUL MAKATIB

GOLAGANJ LUCKNOW – 226 018 U P (INDIA)

Phone : 91 522 2615115, Fax : 91 522 2628923